TIGHT BINDING BOOK

brown book

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222395
UNIVERSAL
LIBRARY

ان من الشعر لحکمۃ

المنۃ للہ کہ ان ایام فرخندہ فرجام مین یوان فصاحت بنیان بلاغت توامان از تصانیف یار السلطان

آفتاب اوج دولہ مہر الملک خواجہ رشید علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ سعد متخلص بہ قلق دیانہ مرعشق مسمی بہ

۱۲۴۶ ف تنقیح ۱۲۵۷

مظہر عشق

Checked 1969.

کہ ارشد تلامذہ و اقرب اعزہ مہر سپہر سخنوری شکر خاموری انوری نکتہ سنج نے نظیر

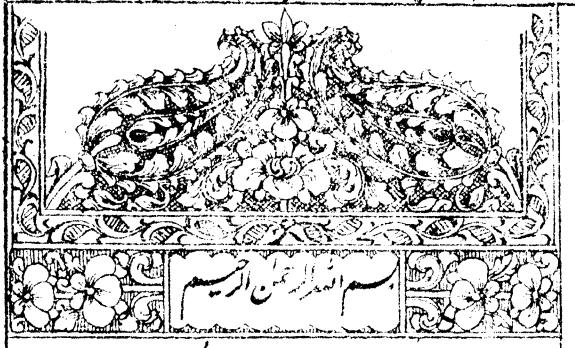
جناب خواجہ محمد وزیر صاحب لکھنوی متخلص بہ وزیر غفر اللہ القدیر سے ہین

مطبع منشی نول کشور کانپور مین بھگوان دیال الخیبٹ نے چھاپا اور شائع کیا

اطلاع۔ اگرچہ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جس کی فہرست طول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب سے علوم کرسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی لیکن خاص اس کتاب کے ٹٹل پیج کے تین صفحہ جو سادہ ہین اُن بعض کتب کلیات و مثنویات اُردو وغیرہ درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کلیات و دواوین اُردو		کلیات صنعت۔	۹/۹ پائی
کلیات ظفر ہر چار جلد کامل۔ دو جلد مین۔	۴ر	دیوان شاہ تراب۔	۳/۱۱ پائی
انتخاب کلیات ظفر۔	۶ر	کلیات نظیر اکبر آبادی۔	۶/۱۲ پائی
کلیات سودا۔	۳/۹ پائی	کلیات وہبی۔ کاغذ سفید چکنا۔	۹ر
دیوان ناسخ۔	۶/۱۲ پائی	دیوان ذوق۔	۳/۴ پائی
کلیات آتش۔	۸ر	دیوان فدا۔ جلد ثانی مسمّٰی بریاض گلفشان	۷ر
کلیات نظیر مجید۔ مصنفہ مولوی عبدالمجید خان۔	۴ر	دیوان رند۔ مسمّٰی بہ گلدستۂ عشق۔	۶/۹ پائی
کلیات امیر اللہ تسلیم۔	۱۲ر	دیوان غالب۔ دہلوی۔	۳/۶ پائی بلا وضاحت
کلیات میر تقی۔	۱۴ر	دیوان خواجہ میر درد۔	۳ر
کلیات سودا۔	۴ر	دیوان بہار عرب۔	۱/۶ پائی
کلیات انشاء اللہ خان۔	۴ر	دیوان لطف۔	۳ر
شاہد عشرت۔	۶ پائی	دیوان امیر۔ موسوم بہ مرآۃ الغیب۔	۱۱ر
سخن شعرا۔	۱۵ر	دیوان غافل۔ منور خان صاحب۔	۴ر
زبان پختہ۔	۶ پائی	دیوان مرغوب جہان تصنیف تجمل حسین خانصاحب	۸ر ۲ پ
قطعہ منتخب۔	۳ر ۳ پائی	دیوان نیاز۔	۱۲ر





قصیدہ در مدح ابوالمنصور ناصر الدین سکندر جاہ خاقان ابن خاقان سلطان ابن سلطان سلطان انعام محمد واجد علی شاہ بادشاہ اودھ اختر نگر غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

زبس ہر جوش از روزن خرام ناز بہار — تڑپتی در گ گل مثل نبض عاشق زار
ہوا بہار سے ہر رگ پتنگ رشک ہزار — نہال شمع بنی شاخ شعلہ لائی یار
زمین دروبہ بنی اندنوین باغ بہار — کہ شاخ گاؤزمین سبز ہو کے لائی یار
سنے ہیں صلف ہم آواز گلرخان عاشق — شکست رنگ کی آواز ہم تو لائی یار

یہ عندلیب سے کہدے کوئی نہ مدمدا — سوار باد ہوئی بوے گل سلیمان واز

چمن مین گر کوئی بیدست و پا کوے آئے — تو ہاتھ پانون مین پیدا برنگ شاخ چنار

دکھا رہی ہی مسیحا کیطرحسے اعجاز — چمن مین قوت نشو و نماے فصل بہار

نکالے آنکھ جو بالفرض کوئی مجرم کی — یقین ہی پھر وہ نکل آے چشم نرگس وار

ہزار بلکلین پرو بال سعی نامیہ سے — عجب نہین ہی جو مرغ کباب ہو طیار

کلیم آئین چمن مین اگر پے گلگشت — یقین ہی ید بیضا سے نکلے بلبل زار

جو استرفی ہو گل اشرفی تو زر زر گل — بنی ہی رشک چمن ہر امیر کی سرکار

یہ سعی نامیہ سے ہوتے ہین مثر پیدا — کہ قطرے شبنم تر کے ہین دانہاے انار

زبس ہی قوت نشو و نما عجب کیا ہی — کہ گرمی دانہ سے پیدا گرد شاخ چنار

پڑھون وہ مطلع رنگین و عاشقانہ اب — ہزار جس کی کرے وصف بلبل گلزار

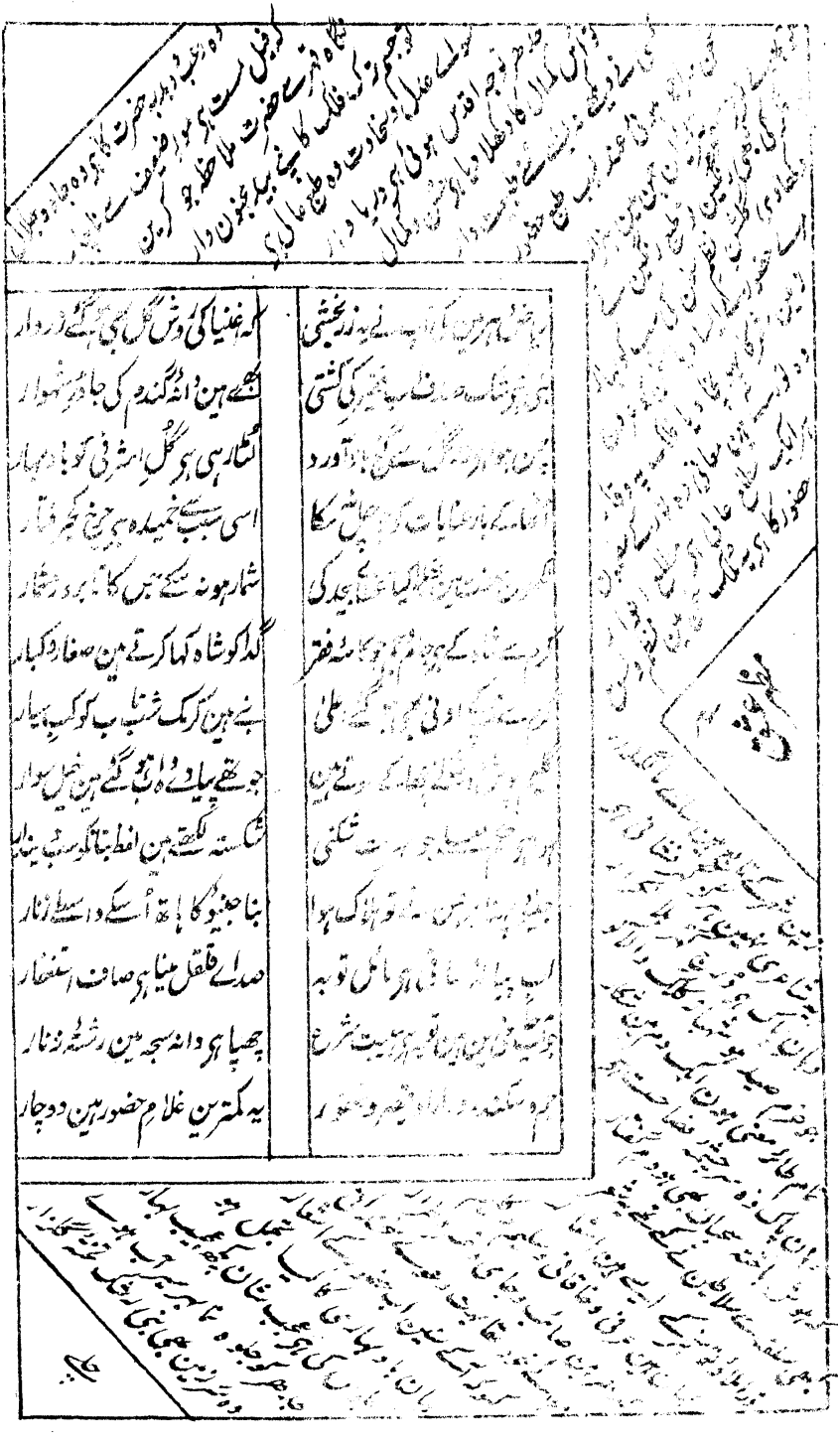
مطلع ثانی

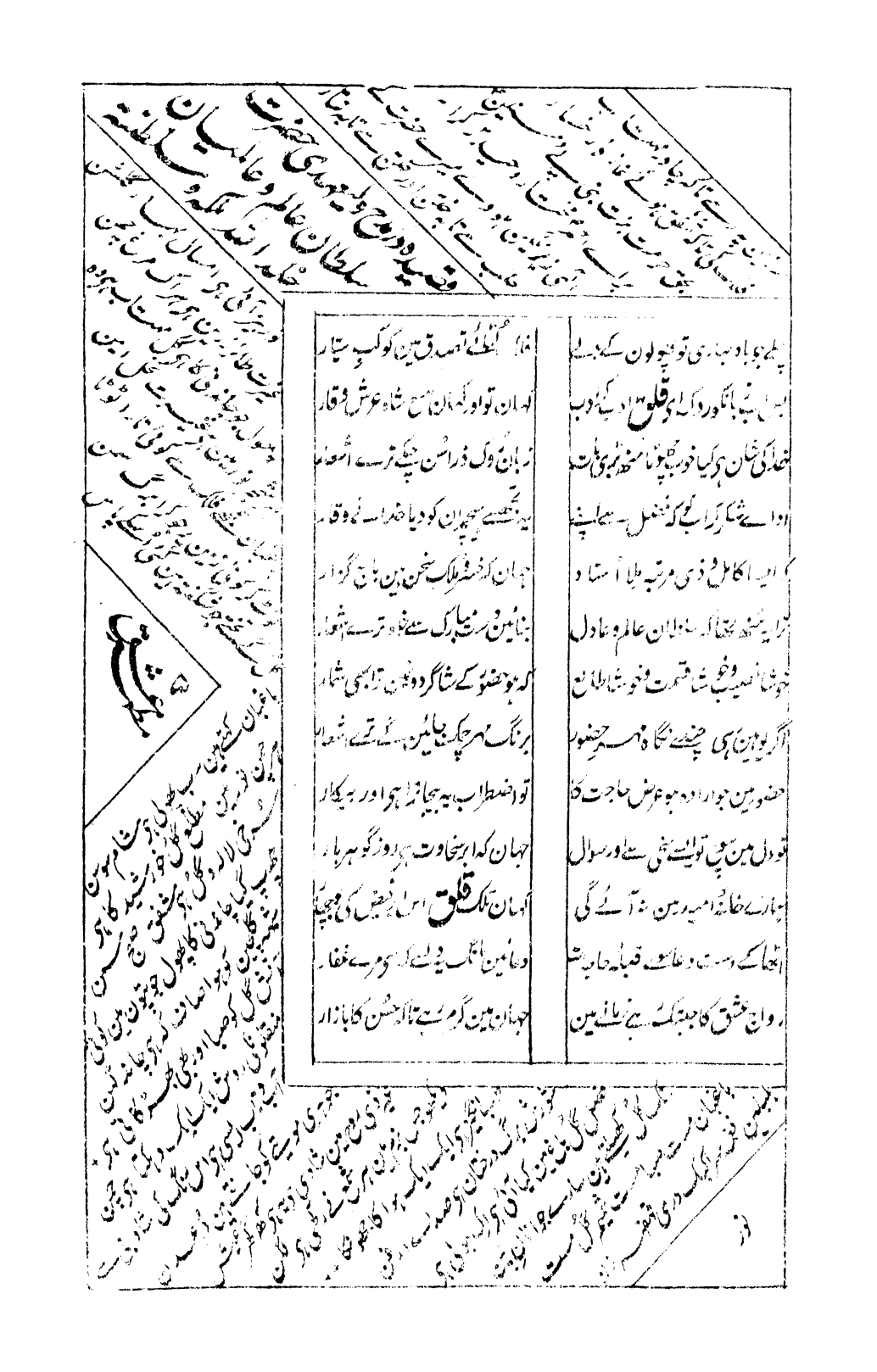
نہال قد پری اسکو کرے فضل بہار — بلند ہو قد آدم اگر زمین سے غبار

دکھا رہی ہی وہ حد تمین کثرت آج بہار — ریاض دہر مین ایک ایک گل بنا گلزار

مطلع ثالث

فقط





نور مین ہر شجر باغ ہو اک فرشی جھاڑ
بزم گلزار مین لالہ کو کنول ہین روشن

جوش گل ہو یہ چمن مین خس و خاشاک ہین گم
آشیان پھولونسے چھاتا ہو ہر اک مرغ چمن

ہے سبب گل نہین تسخیر ہوے ہین شاید
عندلیبونکے گلے مین ہو دعاے سوسن

ہر سحر کرتی ہو مشاطہ گری باد بہار
صرف آرائش و تزئین ہین عروسان چمن

کیا فقط روشنی شمع گل شبو ہی
چار سو سرو کے اک شاخ الگ ہین روشن

جسطرف دیکھو ہر اک سنگ مین ہو پے مستی
بدھیان جھولونکی کہتے ہین جوانان چمن

غنچے ہین بلبلون کے ہر شجر گلشن پر
شاخون مین جھولنے کو ڈالی ہو جھولے کی رسن

یہ ہوا چلتی ہو جان بخش عجب کیا ہو اگر
مرغ تصویر پھر پرواز کرے سوے چمن

واہوا غنچہ دل دیکھکے اس موسم مین
بلبل طبع رسانے یہ کیا نجھ سے سخن

اب ولیعہد بہادر کی لکھو کچھ تعریف
ہو چکی ہو چکی رنگین سخنی مشق سخن

سن کے یہ نکتہ دلچسپ ہوا جی محظوظ
شاہد طبع دکھانے لگا اپنا جوبن

نور آگین کیا اس نگ کا مطلع مون ون
جس سے شرمندہ ہوا مطلع صبح گلشن

مطلع ثانی

ضیغم بیشۂ جرأت ہو یہ تیور ہین کرے
شیر سے آنکھ ملائے تو جھکائے گردن

ایسے سرزار نہ ہم پائین اگر ڈھونڈھ پھرین
چین و روم و ختن و معدن و بخشان و یمن

خلق مین وضع مین ہمت مین دیانت مین ہنر
کہین دنیا مین ضمیل اسکا نہین شیفتہ سن

باتکا پورا ہی ایسا جو کہے منھ سے کرے
خود لیے رہتے تھے حاصل مطلب ہمہ تن

رفقا پرور و طباع و متین و دانا
نکتہ بین و ہمہ دان قدر شناس ہر فن

وہ طبیعت ہو کہ اس فن مین وہ کمال کے آگے
طفل مکتب ہو ارسطو و فلاطون کو دن

حال ہمت کا بھی اسوقت ہر اک پر کھلجائے
گنج قارون اسے ملجائے اگر مشفق من

گلشن نظم مین جبکے جو ذرا بلبل فکر
طرفہ دکھلائے بہار چمنستان سخن

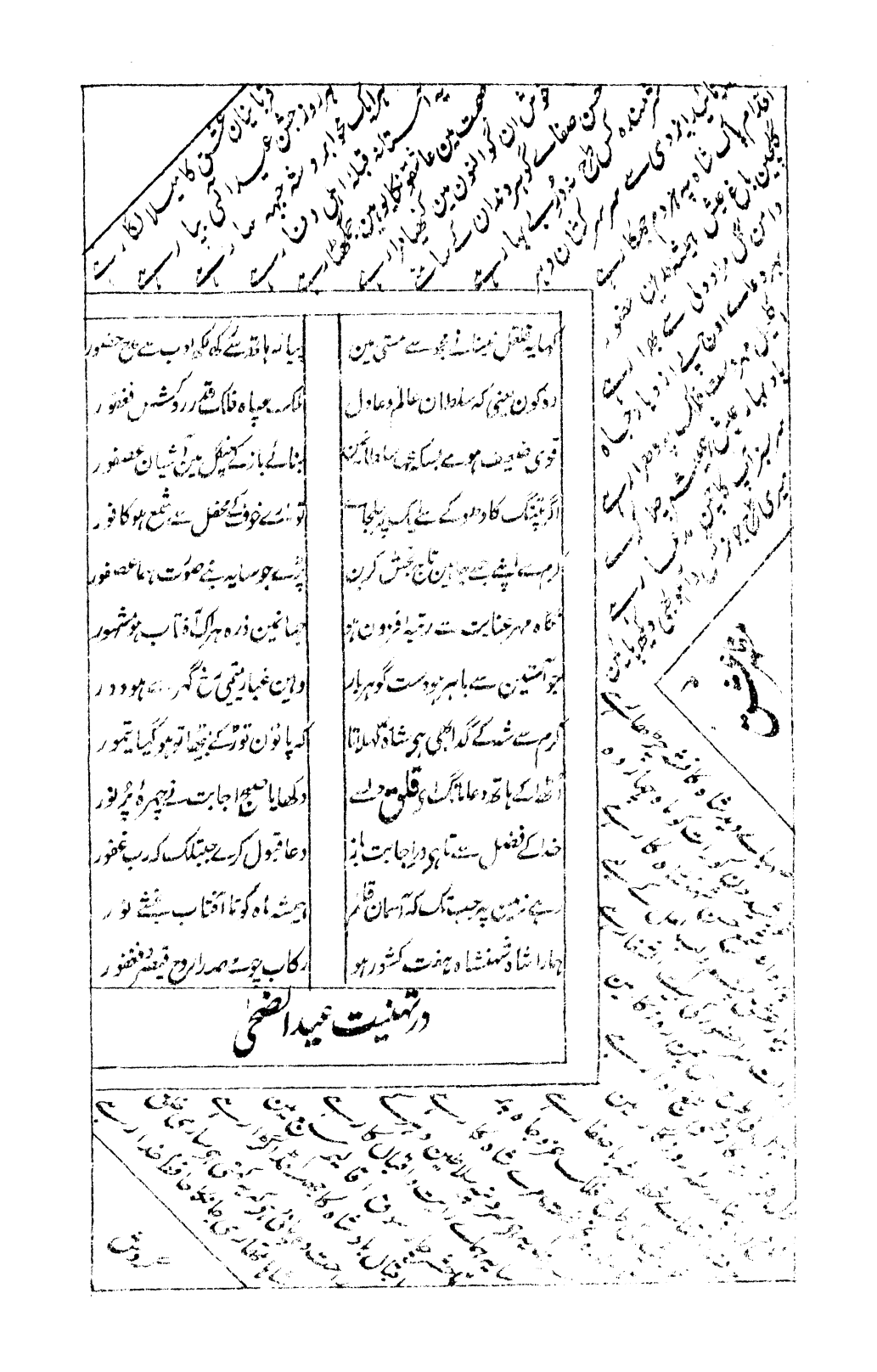
زیور معنی رنگین سے عروس مضمون
یون سجے جسطرح دوشیزہ مین ہی جاتی ہو دلہن

روزمرہ وہ کہا مان گئے اہل زبان
مصطلحات پہ صدقے ہوے ارباب سخن

نثر انشا جو کوئی کی تو پروئے موتی
ترتیب ہو کیسے کہ درج در مضمون ہو دہن

لیع و شعر پسند آئے جو دشواری پر
روح طغرا کی بھی سمجھے نہ ذرا مغز سخن

سہل اس رنگ سے لکھا کہ ہوا مشکل تر
چونکہ اٹھا بلبل شیراز امیان مدفن



کہا یہ فضل زمانے نے مجھ سے مستی میں
دیا نہ ہاتھ سے کھو کر ادب سے مے حضور

رہے کون جس کہ سلطان عالم و عادل
فلک کرے نہ جہاں گرد کو شش فغفور

قوی ضعیف ہوے بسکہ میں سا دا گنہ
بنائے باز کے پنجہ میں آشیان عصفور

اگر پتنگ کا دھوکے سے ایک پر جلتا
تو نوچے خوف کے محفل سے شمع ہو کافور

کرم سے اپنے جب ہاتھ تاج بخش کریں
پڑے جو سایہ بنے صورت ہما عصفور

نگاہ مہر عنایت سے رتبہ فزوں ہو
ہما میں ذرہ ہر اک آفتاب ہو مشہور

جو آستین سے باہر ہو دست گوہر بار
وہ ابر غبار تمنی رخ گہر سے ہو دور

کرم سے شہ کے گدا بھی ہو شاہ کہلاتا
کہ پانوں توڑ کے بیٹھا تو ہو گیا تیمور

اٹھا کے ہاتھ دعا مانگ اے قلق دل سے
دکھایا صبح اجابت نے چہرہ پر نور

خدا کے فضل سے تا ہو دراجابت باز
دعا قبول کرے جبتلک کہ رب غفور

رہے زمین پہ جب تک کہ آسمان قائم
ہمیشہ ماہ کو تا آفتاب بخشے نور

ہمارا شاہ شہنشاہ ہفت کشور ہو
رکاب چومے صدا روح قیصر و فغفور

در تہنیت عید الضحی

گردش سے چشم مست شہ خوش نگاہ کی ۔۔۔ لرزش دلہزن کا صفت سرمہ لیا ہے

سودا فزون ہو الفت مژگان شاہ کا ۔۔۔ کھٹکا یہ ہے کہ گلشن دل مین لگا رہے

ہے ظل حق ہما کی سعادت ہزدہ اگر ۔۔۔ محتاج کسب سایہ نعلین کا رہے

حاتم کی روح کی یہ صدا ہے کہ اے کریم ۔۔۔ تا حشر اس سخی کا در فیض وا رہے

بادام چشم و سیب زنخدان حضور کا ۔۔۔ عاشق کے درد دل کی ہمیشہ دوا رہے

اس نونہال باغ تمنائے خلق کی ۔۔۔ ہر دم ریاض دہر مین نشو و نما رہے

یارب نہال عیش شہنشاہ کامرے ۔۔۔ گلزار روزگار مین پھولا پھلا رہے

نیسان کی طرح داس امید خلق پر ۔۔۔ در بار ابر رحمت وجود و سخا رہے

بھرتی ہو میرے آگے ہواخواہ ہونکا دم ۔۔۔ یا مین ہی اس چمن مین رہون یا صبا رہے

بوسہ اگر ملے لب میگون کا آپ کے ۔۔۔ بہت عنب کو ہوش شبا تی ذرا رہے

دریا دلی شہ کا بڑھے روز افزون موج ۔۔۔ جوش و خروش قلزم جود و عطا رہے

سوسنگے کبھی جو نکہت زلف حضور کو ۔۔۔ ہر دم دماغ سنبل گلشن بسا رہے

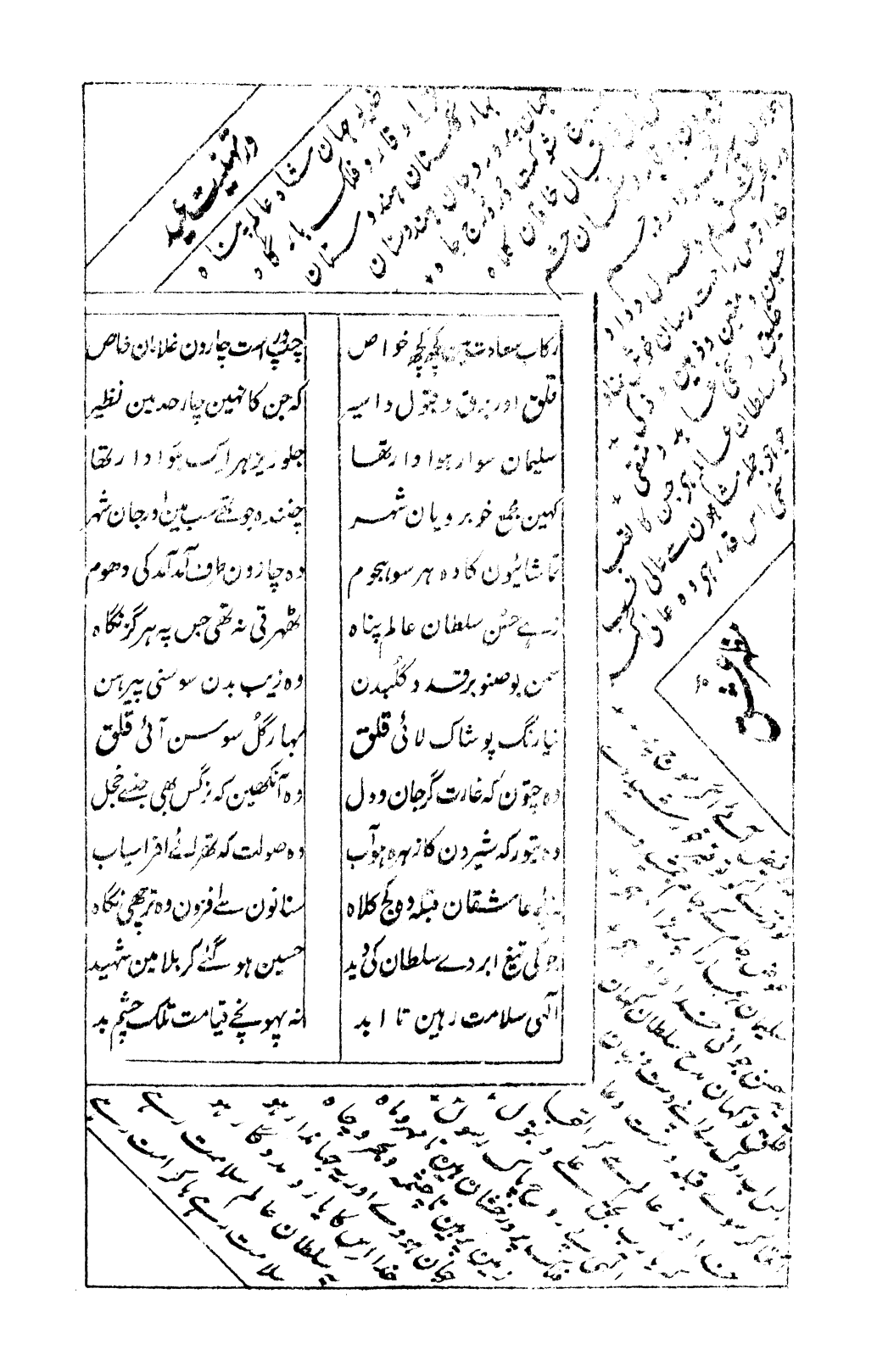
لیمن اس گل عذار سے گل دام رنگ و بو ۔۔۔ طوطی خط سبز سدا بولتا رہے

۹ بیت

بطن صدف مین تا کرے موتی بنا رہے
اختر تری کی طرح تری مین ہو دور شام
تیرے لیے ہو روح مرا دشمن رہے
خطبہ ہو ہر دیار مین نام حضور کا
جاری جہان مین سکہ روح بقا رہے

دوصح جاد بہاری مبارک

انتھاون عنان کیست ق
دکھاون سواری شہ کامگار
بھلا جب ہوا وا بہاری کی پھر
گل باغ جنت کی پھلیں کلیم
کہ فوج بہار چھری اور کٹاری کی تھی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

(ردیف الف)

تو وہ خورشید ہو کر ذرہ پیمائی رہے تیرا
عوض طاعت کے یہ بھی ہیں شفاعت کا
ہمیشہ مدحت تیری ہم ابھرتے ہیں سانچے
اگر دنیا و عقبیٰ میں تو خانہ آبادی
تو وہ ہر خلد گلشن ایجادی صانع
اگر یاں حشر میں ہم عاصیوں کو خوف تو ہی
ریاض دہر میں رتبہ ہی یکتائی کا تیرے

تو وہ ہر خلد گلشن ایجادی صانع
اگر یاں حشر میں ہم عاصیوں کو خوف تو ہی
ریاض دہر میں رتبہ ہی یکتائی کا تیرے

تو اپنے نقد طاعت پر غرور اتنا نہ کر زاہد
نہیں ہے قاضیِ روزِ جزا مشتاق رشوت کا

وہ کم مایہ ہو نہ میں روزِ جزا مرغِ عمل میرا
بنے گا صیدِ شاہینِ ترازوئے قیامت کا

اڑا کرتا ہے جو شرمِ سیہ کاری سے یہ دم
مرا مرغِ آشیاں ہے طائرِ رنگِ ندامت کا

اگر ہو جائے وقفِ ذائقے سے توکل کے
مزا ہو سوکھے ٹکڑوں میں بھی پیدا نانِ نعمت کا

نہیں جزا افعالِ جرم کچھ جانِ مالِ دنیا سے
ہمارے بعد وارث پائینگے ترکہ ندامت کا

غرق نے افعالِ جرم کے طوفان اٹھائے ہیں
فلک بھی ایک شیشہ ہے مرے آبِ خجالت کا

عجب کیا اگر ہو جوشِ افعالِ جرم سے رجعہ
ڈبوئے کشتیِ تن کو مرے دریا ندامت کا

ہری ہو جائیگی کشتِ امیدِ معصیت کا لان
اگر پڑ جائیگا چھینٹا کوئی بارانِ رحمت کا

عجب کیا ہو وہ شاداب و برومند آرزو سے
جو کشتِ توبہ میں تو بوئے تخمِ انسکِ ندامت کا

طمع بھی کیا بری شے ہے کہ مثلِ ماہِ چندیں
گھٹا دیتا ہے عزت کو بڑھا دستِ حاجت کا

رہو تکتا جلوۂ دیدار سے بیخود قیامت تک
کیا ماہِ تجلی نے کتاں ملبوس طاقت کا

قلق دیوے طمع کو اک نہ اک دن ہم پچھاڑیں گے
ہمیں ہے آزمانا زور بازوئے قناعت کا

ہوا سجود افلاک آستانہ کسکا جزیتے ۔ فرشتہ کونسے در پر ہوا محتاج اجازت کا

نہاں ہو نیسے اسکے ہی یہ مزیت افروزی ۔ ترا سایہ بنا ہی سرمہ چشم حور جنت کا

لیا عہد نجات ناجی سے وقت رحلت رب ۔ ہوا کوئی نبی ایسا نہ دلسوا اپنی اُمت کا

کرونگا زیر تیری ہیڑی سے نفس سرکش کو ۔ ہی نقش پائے قدسی یکہ بازو حمایت کا

کہینگی دیکھکر نقش قدم کو آپکے حورین ۔ ستارا اجمل چمکا ہوا ہی صبح جنت کا

دعاے مغفرت کی اسلیئے تازیست درکی ۔ بہت تھا پاس اُسکو آبرو ریزی اُمت کا

مین اُسکی خاک پا کو طوطیا چشم کرتا ہون ۔ نظر آتا ہی جسدم کوئی زایر تیری تربت کا

خط اکس پیار سے فرمایا مرحومہ خطاب اسکو ۔ خدا نے مرتبہ ایسا کیا ہی کسکی اُمت کا

زمین بوسی درگاہ معلی کا شرف دیکھو ۔ فلک کو مرتبہ حاصل ہو اُس اوج و رفعت کا

قلق یہ آرزو ہی چشم مشتاق زیارت کو
کہ ہو مرغ نگہ پروانہ اُس کی شمع تربت کا

ہوا آغاز و انجام اسطرح سے نظم خلقت کا ۔ نبی مقطع رسالت کا علی مطلع امامت کا

ہوا بیت الحرم مشرق ترے نور جلالت کا ۔ تو ہی مصراع اول مطلع صبح امامت کا

نگین کی آبرو بسم اللہ کے باعث ہے ہوتی ہے
ہمارا اسم فخر نامت ہے ہو تو ہو فخر نامت کا

زمین سے تا فلک روشن ہے قدر و منزلت اس کی
علامت ہے اعظم علی ہذا درج عظمت کا

کبھی اندام سے خورشید کے غنچہ نہیں جاتا
اثر باقی ہے اب تک شیر جھکا خلد و سلسبیل کا

مقرر میرا شیخ بزم دین قشر لیف لاریب کا
قلق مجکو نہیں ہو خوف تاریکی تربت کا

دل پاکیزہ میں بھرا ہے عشق اسکی محبت کا
نمک پروردہ ہوں میں اسکے گل طلعت کا

بنا ہے مرے گہر پر نک اسکی طینت کا
بھی ہے ہیر پر زاد و نکو دعوا ہے نسبت کا

خریداری جنس دل پر رغبت دلتا ہے
بنا ہے شوق دل دلال زار و بیت کا

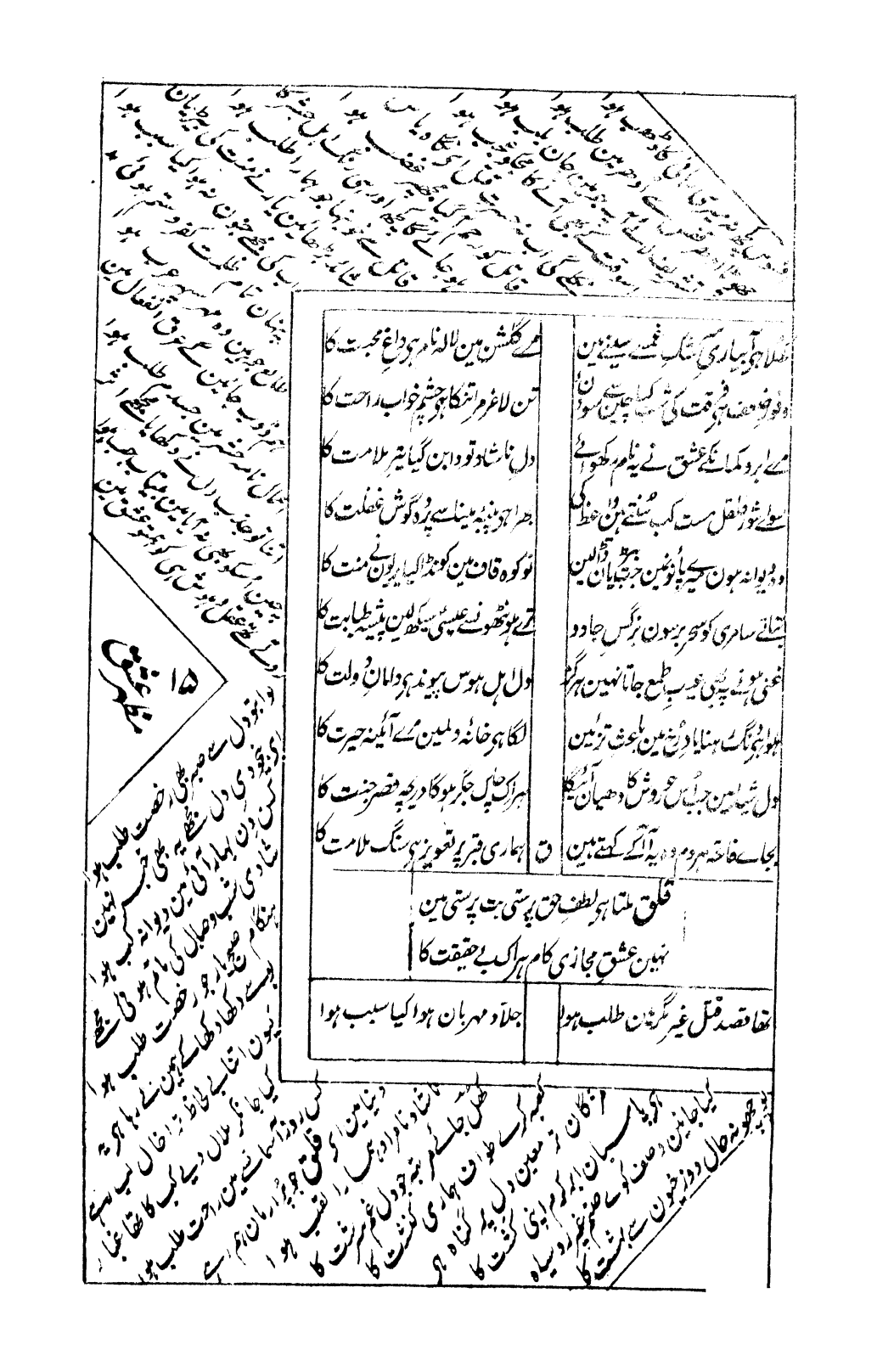
سمجھا ہے وہ جناب غم کی جمعیت ہے یہ
دل ناداں نہیں پردہ ہے فانوس محبت کا

جو وقت قتل آئے لعل شیریں جڑ پر تو
بلایا آب تیغ یار نے شربت شہادت کا

ہوا یہ دل مرا جب سے تو پھر کیا اور کا ہوگا
بھروسہ کیجیو تم بھی نہ ایسے پیروت کا

زمانے کو تو ہے دے اسطے ان سب نے چھوا ہے
نمون کس طرح میں ہوں دو روزہ دخت کا

عبث آسودگان خاک کو بیدار خواب کرتے تو
ابھی ہے کیون مچا رکھا ہے ہنگامہ قیامت کا



۱۵ غزل

مقصد ہی آبیاری تیغ غم سے سینے مین
مے گلشن مین لالہ نام ہی داغ محبت کا

دو ضعف ہی قوت کی شکایت کیا چلے سے مون
تن لاغر مرا تنکا ہی چشم خواب راحت کا

مرے بر و مکان کے عشق نے یہ نام رکھوائے
دل ناشاد تو وا بن گیا تیر ملامت کا

سوے شور فلقل مست کب سنتے ہین غط کی
بھرا ہو نیمہ مینا سے پر دگوش غفلت کا

وہ دیوانہ ہون جسے پاؤن مین جنبان ڈالین
تو کوہ قاف مین کوندا کیا یون نے منت کا

بتائے سامری کو سحر بر ہون نرگس جادو
ترے ہو نٹھون سے عیسیٰ سیکھ لین پیشہ طبابت کا

غنی ہونے پہ بھی غیب طمع جاتا نہین ہرگز
ول اہل ہوس ہیون ہی دامان دولت کا

ہوا ہی رنگ ہنایا در خ مین باعث زرمین
لگا ہی خانہ دلمین مرے آئینہ حیرت کا

دل شیدا مین جب اس عروش کا دھیان آیگا
ہر اک چاک جگر ہوگا دریچہ قصر جنت کا

بجاے فاتحہ ہر دم وہ آکے کہتے ہین ق ہماری قبر پر تعویز ہی سنگ ملامت کا

قلق ملتا ہی لطف حق پرستی بت پرستی مین
نہین عشق مجازی کام ہر اک بے حقیقت کا

تھا قصد قتل غیر مگر ہن طلب ہوا
جلاد مہربان ہوا کیا سبب ہوا

گر ای بتو تمھاری کرامات دیکھ لے
شیخ محرم مرید ہو پیر کنشت کا

خورشید روز حشر بنے صورت حمل
سایہ اگر پڑے دل ظلمت سرشت کا

آیا ندا م مین زاہد بیدار پری
کوئی چلا فریب نہ حور بہشت کا

پامال ہونگے لاکھ دل فتنہ زا سے
مضمون کھلا یہ آج خط سرنوشت کا

سنگ اٹھا سے تو نہ دل اس بار خوار کا
اٹھا نہ بوجھ اپنے سر خم سے خشت کا

یاد فروغ شمع تری اے خجستہ قدم
ہو نور دیدہ دل ظلمت سرشت کا

دیکھا وہان بھی کعبہ جو بینے ہوے حریر
زاہد اتارلون گا مین حلہ بہشت کا

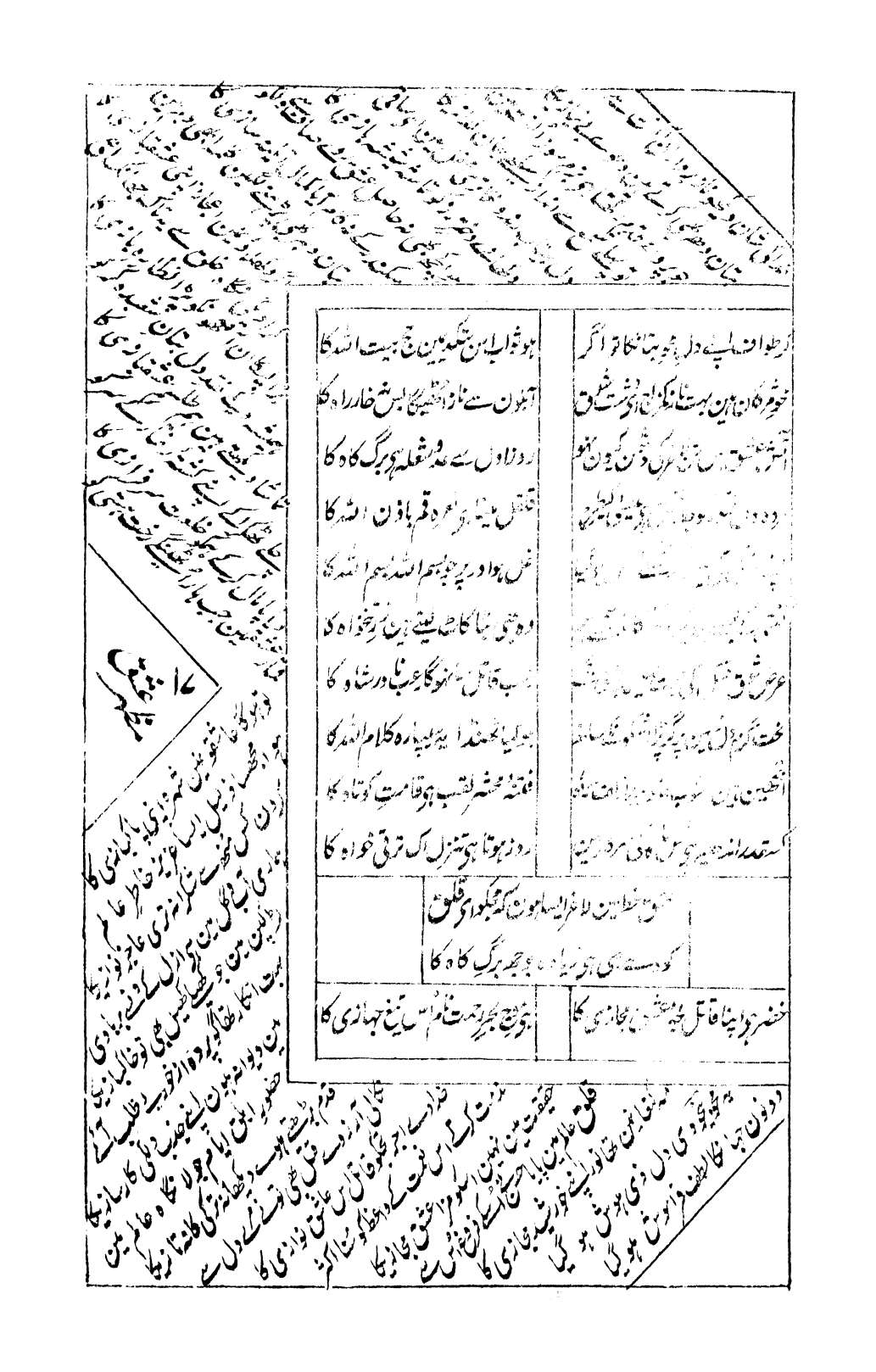
تجھسے سیہ کار کا ہنگام ہائے پرس
کاغذ کرینگے پیش جو اعمال زشت کا

اتنا لہون کا کاتب اعمال سے ضرور
کیجیے مقابلہ تو خط سرنوشت کا

شید افلق مین ایک بت شمع رو ہے یہ
پروانہ اپنا دل ہی چراغ کنشت کا

ان دیوان مین ہی نمونون صاف پاک کا
آشیان ہر واژہ ہی مرغ بسم اللہ کا

مرتبہ ہو یہ ترے دیوانہ ذیجاہ کا
کشور وحشت مین ہی ہمراہ ڈنکا آہ کا



وحشت سے عیب مستی عصیاں فقط مرے
ہر داغ دل کے جام کا سر پوش ہو گیا

رخصت ہیں گفتگو جو شب وصل اُسنے کی
شمع سحر کی طرح میں خاموش ہو گیا

جھک کر ملے جو عید کو اُس شوخ ماہ سے
ہالہ ہمارا حلقۂ آغوش ہو گیا

کیونکر ملائے آنکھ کہ کیف شراب حسن
ساقی کے جام چشم کا سر پوش ہو گیا

اُلفت میں چشم مست کے خود رفتہ دل ہوا
کم ظرف ایک جام میں بیہوش ہو گیا

زاہد جو داغ بڑھ گئے سودائے زلف کے
کعبہ ہمارے دل کا سیہ پوش ہو گیا

خط شعاع مہر خرام آپ کی بنی
خورشید ہر ستارۂ پا بوش ہو گیا

وقت نے سر اُتار اتقاضے سے ہو کے تنگ
گندم اُسے گران میں سبکدوش ہو گیا

کی سیر کفش نو جو میں جان اُسمیں آگئی
وہ پانوں روح قالب پا پوش ہو گیا

جو بن نکالا یار نے دل غش ہوا مرا
اُسنے سنبھالا ہوش میں بیہوش ہو گیا

تزئین کے وقت دیکھکے نور عذار صاف
نجلت سے گھر میں آئنہ رو پوش ہو گیا

تیغ نگاہ قاتل خوبیں کی سُنکے دھاک
آئینہ جوہر دن سے زرہ پوش ہو گیا

باندھی ہوا یہ چرب زبانی نے یار کی
شبکور چراغ بزم بھی خاموش ہو گیا

جگہ پہ عشق خال گوشۂ ابرو نے پائی ہے
سویدا بن گیا ہے سنگ اسود کعبۂ دل کا

یہ ثابت ہے مری لیلیٰ کے سیاہ رخ مجنوں ہیں
نہیں ہے ہالہ پائے ناقہ میں ہے حلقہ سلاسل کا

وہ مجنوں ہیں پس محمل آئے وہ تو رشک کے مارے
غبار اٹھکر بنے پردہ مری محمل کے محمل کا

نہ کر حسن دو ہفتہ پر غرور اے ساقی مہوش
جھلک جاتا ہے اک ہی شب میں ساغر ماہ کامل کا

قلق ہوتی ہے آسانی سے جانبازوں کی حل مشکل
حقیقت میں بہت ہے دم غنیمت تیغ قاتل کا

فسونگر حسن عارض ہے مرے زہرہ شمائل کا
گمان خط زنخدان پر ہے دودہ چاہ بابل کا

نہیں کم ظلم سے اسکے ادب بھی تیغ قاتل کا
ہوا کرتا ہے جیسا اسکے گھر میں رقص بسمل کا

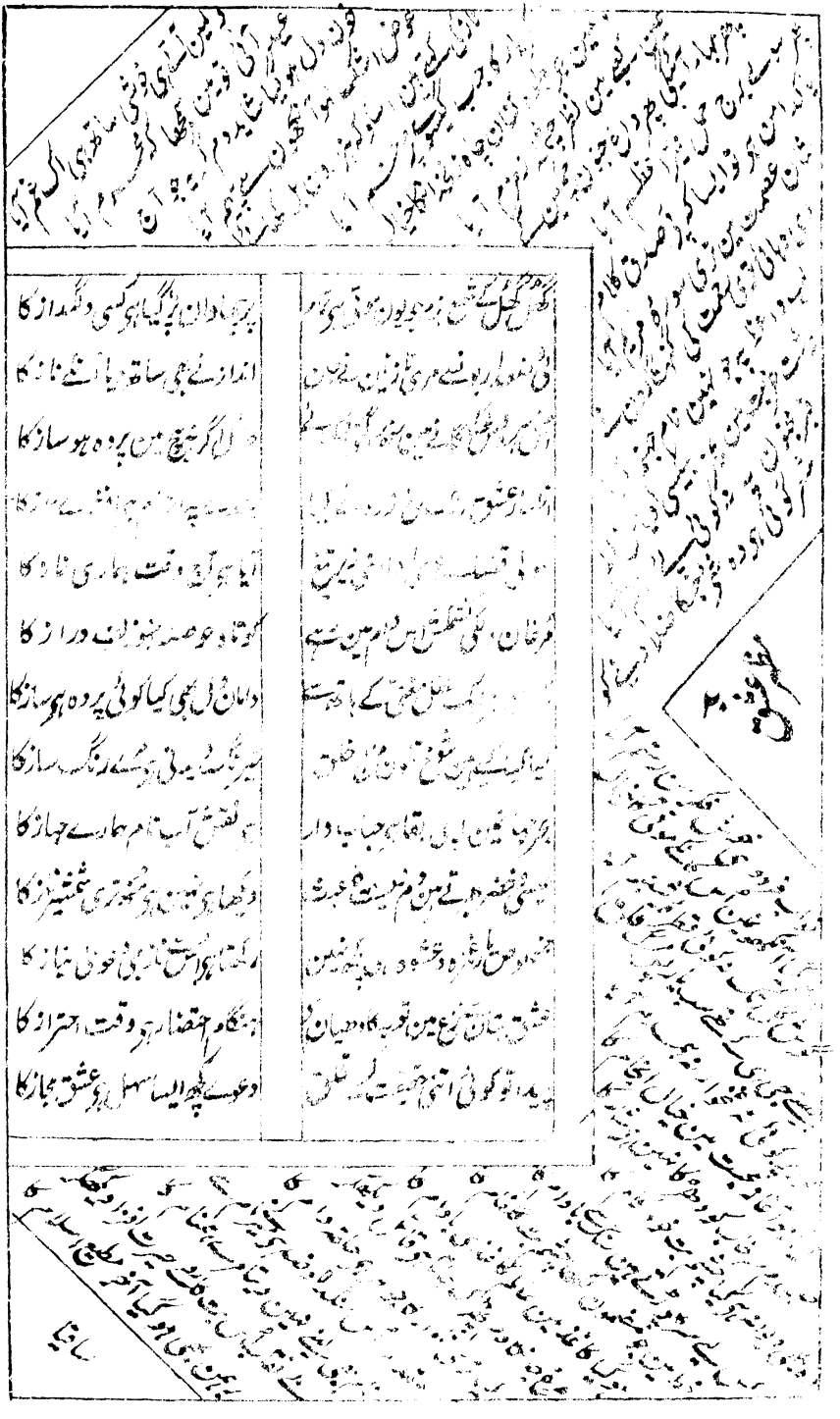
اٹھایا جب بوئی کا اتحاد عشق نے پردہ
تو عالم چشم مجنوں میں ہوا لیلیٰ کے محمل کا

شبیہ اس کشتۂ دیدار کی تو کھینچنا اسپر
مصور گر ورق پاتا بیاض چشم بسمل کا

دم قتل اسکی بے آبی نے میری آبرو رکھ لی
نہ میں شرمندۂ احسان ہوا تیغ قاتل کا

نہ کیونکر بازی طفلانہ قاتل دم بدم کے
ہوا ہے یک کھیل اسکو تماشا رقص بسمل کا

بڑھے کا کمند زلف کا بکی اٹھایا ہے
بہت مشکل ہے بچنا ہن بلائے اب مرے دل کا



سا دیا تو نے ایسی مری روح میں کچھ سوجھتا
کسی طرح بے نشہ کی ہوئی نہ ٹھوں خطام کا

روئے ہے روئے پر جیں بھی میں دو ہوں اسیر
چشم گریان بن گیا ہر ایک حلقہ دام کا

اس شہ خوبی کے داغ عشق سے خالی ہو کون
ناف دلمین سکہ جاری ہے اسی کے نام کا

حلقہ گیسو کو تیرے پھانسنا منظور ہے
پڑ رہا ہے ڈور امرغ دل پہ چشم دام کا

دل کیا آباد ہمنے داغہائے عشق سے
گنج دلالا اس خرابے میں ہوا تجھ نام کا

بت پرستی چھوڑ کر اب حق پرستی کیجیے
مانیے کہنا کہا تک نفس فرجام کا

وقت میخواری جو وہ صیاد یاد آیا مجھے
پڑ گیا پھندا گلے میں موج مے کے دام کا

سوز غم سے ہی قلق رونا مجھے یاد آگیا
آہ جب ٹپکا کوئی آنسو کباب جام کا

۲۱ غزل

یارب نہ ہو ہمیشہ اس بت چالاک کا
سرمہ چشم ستم میں ہو یارب ہماری خاک کا

کیا مہک ہے بس گیا سارا مکان و گلبدن
غنچہ چٹکا یا کھلا یا بقچہ تری پوشاک کا

سانیا رہتے ہیں جیسے مسکیں کی رات دن
سانبان کمر میں ہو بھی ارسبتاک کا

عشق میں بیچ دیہ ہوں دونوں برابر مجھے
شام وصلت کی خوشی غم صبح وحشتناک کا

ابرو مین سمجھا ہے سبب یا یہ کہ جاتے ہو روٹھ — تم بھی چھینٹا کھا گئے شاید کسی سیراک کا

الحرے اُٹھتے ہین کیا کیا ای قلق حمام مین
یار پر میل طبیعت دیکھ کر دلاک کا

ہو وہ مسکن آپ کے دیوانہ میناک کا — اک بگولا ہو فلک جس دشت وحشتناک کا

مٹ گئے پھر بھی ہو باقی شوق دید روے یار — چشم پر حسرت ہو ہر ذرہ ہماری خاک کا

سچ تو ہو نشہ مین کیا ہی سوجھتی ہو دوری — ماہ پر دھوکھا ہو خشت خم افلاک کا

دشت غم مین دل ان رہتا ہو کیون چکر مجھے — کیا مین چوپر ہون مہد گردش افلاک کا

اوج پر اسد رجہ سیارہ ہو تمناک گرم ہو — برق اک سوختہ ہو جمر اشک آتشناک کا

ساقیا گلگشت مین بھی ہو ادب مدنظر — پھول آنکھون سے اُٹھانا ہون نخل تاک کا

خال کا بوسہ دیا تو چشم میگون پھیر لی — نشا اترا کا نشا چڑھ گیا تریاک کا

دیکھ کر جانباز و نگاہ مجھ شاد نگاہ مین — حسرت دل تک ہی ہو منہ بت خاک کا

زور دکھلایا اثر جذب دل نخچیر نے — بڑھ گیا حلقہ کمند آسا تری فتراک کا

دیکھنا کیا فیض صحبت ہو لب جانبخش کا — نام ہو چوب حیات اُس شوخ کی مسواک کا

یہ تمنا ہی لب جانبخش ہو گر کوئی تیرے
لون دہان زخم سے بوسہ لب سوفار کا

روکے جب دونسے بھاگا ہی پری میں ہنس کر
کیا اثر دیوار مین ہی قہقہہ دیوار کا

خونسے تر ہر دم رہا کرتا ہی اوخونریز خلق
نہ خرد امن دار کیا رد مال ہی تلوار کا

رات دن کن گردشونمین اپنی کٹتے ہین خلق
انقلاب دہر ہی پھر نا نگاہ یار کا

گر پڑی بجلی تو ذکر آیا ترے رخسار کا
چل گئی تلوار جب چرچا کیا رفتار کا

بل جو پڑ جائے سراسر نقص ہی تلوار کا
حسن ہی تو ری سے افزون ابروے خمدار کا

حکم جنت مین تو جانیکا نہین شیطان کو
کوے جانا نہین ہی یار ب دخل کہین اغیار کا

تیغ عریان پر پڑے جو اُس دُر دندان کا عکس
موجۂ آب گہر جوہر بنا تلوار کا

ہڈیونسے میری نفرت تھی ہمارے تیغ کو
استخوان تک پہونچی جب مُنھ پھیرا تلوار کا

اسلیے ہر دم عرق افشان جبین یار ہی
تا بھڑک جائے نہ شعلہ آتش رخسار کا

او شکر لب تل عنبر آلودہ عارض پر نہین
پی رہا ہو رس شکر خوار اگل رخسار کا

جو خریداری کو آیا جل گیا ہی برق حسن
آجکل شہرہ ہی تیری گرمی بازار کا

شب کو کہتے ہین اُسے ماہ تو دنکو خورشید
روز تیرنگ یہ کھلاتا ہے نقشا اُن کا

جسکے شر سے ظاہر ہو عشق پنہان
وہ مقدر پردہ کیا کھل گیا پردا اُن کا

کی ہے جس مُنھ نے غیبت اُس سے بُرا کیا کہیے
دہن زخم ہے کچھ کہیے شکوا اُن کا

ای **قلق** گو نکہین مین بگڑے ہین وہ خوبرو
میری اُلفت سے ہوا خلق مین شہرا اُن کا

وصل سے افزون ہین شیدا ہو گیا
اور دل درمان سے دونا ہو گیا

مر گئے تو مٹ گیا وہ شور و شر
سو گئے ہم سب سے سونا ہو گیا

رہتی ہے دل مین مرے یاد بتان
کعبہ دل بھی شوالا ہو گیا

مر گیا سُن کر صدا قلقل کی مین
حجر مین شیشہ نیچا ہو گیا

ہون وہ مجرم جب اُٹھائے مین نے ہاتھ
باب توبہ دفعتہ وا ہو گیا

بندہ درگاہ کو کر کے شہید
نیچہ قاتل کا دونا ہو گیا

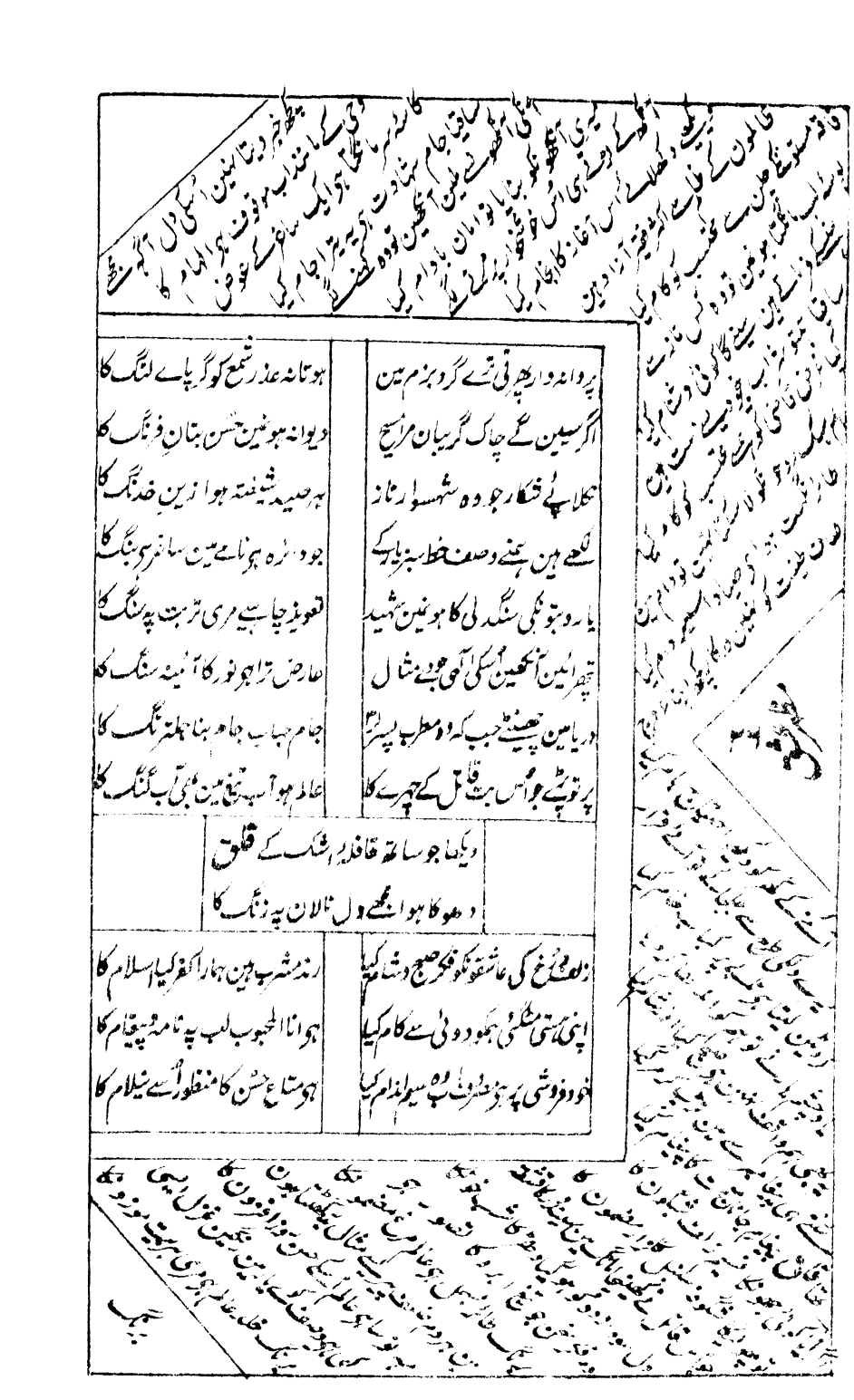
اہل دنیا بھولے ہین اللہ کو
ہر کوئی بندے کا بندا ہو گیا

اوشکر لب کیا لگایا دانت پر
نیچہ جو مُنھ پہ میٹھا ہو گیا

ایک ایک قطرہ اشک سے نکل آئے اشک — وائے تقدیر کہ سننے مین بھی رونا نہ گیا
کس توانی کا مزا پوچھتا مومن سے کوئی — اٹھنی کہتے تو کہہ بیٹھے پہ دیکھا نہ گیا

خط تو قاصد کو دیا لکھ کے ولیکن مجھسے
ای قلق گھر کا پتا اُس کے بتایا نہ گیا

مجھسے گلوا رجوا ہے بلبل نالان چھوٹا — اس دل افگار سے بھی کوچۂ جانان چھوٹا
تھا گرفتار وہ ہر روز نگہبانی مین — اک مرے مرتے ہی سو رہے سے دربان چھوٹا
مژدہ اے دل کہ بہل اب اپنی اجل آپہونچی — حسرت اے جان کہ ہمسے در جانان چھوٹا
حشر کو ہونگا مین اے دست جنون دامنگیر — چاک کرنے مین جو اک تار گریبان چھوٹا
گھر سے نکلو نہ مری جان کہ ہم سنتے ہین — ہوا دو کوڑیکا جب گل سے گلستان چھوٹا
پھر کسی دام مین ہرگز نہ پھنسے گا دل زار — تیرے پھندے سے جو اے زلف پریشان چھوٹا
جیتے جی ساتھ نہ چھوٹا تو پس مرگ اے شوخ — خاک سے بھی نہ ترا گوشۂ دامان چھوٹا
نل چا آگ لگی آگ لگی آگ لگی — کیا کسی داغ سے پھاہا دل سوزان چھوٹا
غیرت و شرم و حیا ہے تجھی تجھ سے لیے — تجھسے اک لکا جلانا مری جان چھوٹا



برنگ شمع روشن ہو گئی ہر موج مے ساقی
پڑا پرتو جو ساغر میں ترے رخسار گلگوں کا

مے نزدیک کیا ہو بوسۂ مشکیں سے بہتر کچھ
کہ ہو نہیں سونگھنے والا شمیم زلف شبگوں کا

لکھی ہو جو غزل مضمون ہائے نازنیں میں نے
بنا ہے آشیاں ہر حرف میں مرغ خوشنوائے مضموں کا

وہ بوسہ ہو نہ جس سے شیر خنکی و شیرمادر ہو
نہیں کم دہن سے دہن کے وہ ہمرزگا

یہ کس گلشن لیلیٰ کی ہوئی غیرت عین وحشت میں
حوض پتھر کے بنا مجنوں کو صحرا آبشار خون کا

گلستان جلد پر پڑتے ہیں رشک سے میرے دیوانگو
لکھا ہے وصف جو اک شاخ گل کے ورق گلگوں کا

چرا کر دل کو دزدیدہ نظر سے ساقی مہوش
کٹورا آپ بڑھاتا ہے پی چشم میگوں کا

تصور جو تیرے دانتوں کا آیا عین وحشت میں
نظر آیا ہر اک آنسو میں عالم دُر مکنوں کا

وہ دیوانہ ہوں میں جس شہر پر پڑ گیا میرا
ہوا اُس پر تعین اسی پیر و بید مجنوں کا

وہ منصف ہوں کبھی افسانۂ لیلیٰ جو لکھتا ہوں
قلم خامہ بنا لیتا ہوں شاخ بید مجنوں کا

پڑ گیا پرتو جو شب اُس انجمن افروز کا
شمع پر دھوکا ہوا خورشید عالم سوز کا

جلوۂ رخ دیکھکر اُس مہر عالم سوز کا
ماہتابان پر ہوا عالم چراغ روزکا

روزِ قبر سے جھانکے جو وہ صبحی آیا
مر گئے پر بھی جبین دید کا آزار رہا

چوم لیں نشتر میں آج اُنکی نشستی آنکھیں
میں بیہوشی لذت میں بھی ہشیار رہا

رُخ سے اپنے جو نقاب اُسنے اُٹھایا تو کیا
پردۂ شرم و حیا مانعِ دیدار رہا

دشت میں رہے قیس سے لاکھوں ہمراہ
سارے دیوانوں کا میں قافلہ سالار رہا

مے خطا کون دل آزار خفا تھا تجھسے
عمر بھر تو جو قلق زیست سے بیزار رہا

جلے خون ہر زخم سے فوارہ چھوٹا نور کا
خنجرِ قاتل نے کیا چاٹا ہی پتھر طور کا

عکس پا جائے اگر اُس کے رُخِ پُر نور کا
شمع کا شعلہ وہیں جلنے لگے شعلہ طور کا

کر گیا بیخود نظارہ ایک شک حور کا
کاجل آنکھوں میں تھا کیا دودِ چراغِ طور کا

ہوش کھو دیتا ہی ہنسنا اُس سراپا نور کا
ہو چمک دانتوں میں تا جلوہ ہو برقِ طور کا

دیکھکر بیہوش ہوں جلوہ رُخِ پُر نور کا
مٹی کے ڈھیلے کے بدلے سونگھیں پتھر طور کا

جان دی ہی دیکھکر حسن اک سراپا نور کا
ہو مرا صندوق بھی چوبِ نہالِ طور کا

جب چلا وہ گام وہ اک حشر برپا ہو گیا
شورشِ غلغال کو سمجھا میں نعرہ صور کا

ہو گیا شاید گزر اُس شاخِ طور کا — واہی اِس مین مین اُٹھتا ہی گولہ نور کا

کچھ سیاہی بناک ناتی ہو دل نے تیرگی — صبح کی آنکھون مین ہی کاجل شبِ دیجور کا

چاہیے جھک جھک کے ملنا سب سے دیکھو سرکشو — ٹھوکرین کھاتا ہی سر مغرور کا

جو کہ روشن دل ہین اُنکین عیب بھی ہوتا ہی ہنر — دیکھ لو دیکھا ہو کسنے چور شمع طور کا

دامن نظارہ خار خط سے اُلجھا رہنے دے — چاہیے اِس رشک پر وہ چہرہ پُر نور کا

تم نے آزردہ بوسے لیکے پچھتاتے ہین ہم — کیا لب شیرین کا بوسہ بھی ہی لڈو بور کا

عشق خط نے کر دیا ہی ناتوان ایسا مجھے — قد خم گشتہ مرا حلقہ ہی چشم مور کا

دست نازک جھاڑتی شاخین کنول مین پیاتین — صاف قدیار فرشی جھاڑ ہی بلور کا

نور کے جبڑے ہین مچھے آگ جب دیتا ہو وہ — کیا تنجے مین بھی ہی قاتل کے پتھر طور کا

گرم رفتاری تری اِی شعلہ یو ہی شعلہ خیز — نقش پا گویا کہ ہی فرشی کنول بلور کا

اور دو دن نعمتو نمی چکھیان کر لیجیے — ایک دن ہو جاؤگے لقمہ دہان گور کا

سچ مثل ہی رد بد جھوٹے کے سچا رد مگر — بات حق کہنے پہ کیا درجہ ہوا منصور کا

نالہ سنوان کردن تخت دل روشن کے ساتھ — سقف گردونین لگا دون جھاڑ مین بلور کا

لکھنا ہو وصف شعلۂ رخسار یار کا
جلے ورق ہو ہاتھ میں پیتا چنار کا

بیمار عشق ہوں لب و دندان یار کا
نسخے میں میرے چاہیے شربت انار کا

شیشے کی طرح سے در و دیوار کلیے زار
ساکن ہو کوچۂ گہر آبدار کا

آثار وشق خاکے بھی اپنے ہیں غیبان
بیوجہ رنگ زرد نہیں ہے غبار کا

بہر زر د اپنے خاک کا ہے چشم انتظار
یارب ادھر بھی ہو گذر اس شہسوار کا

ہم عاصیوں کو بعد فنا بھی یہ خوف ہے
تختہ الٹ نہ جائے زمین مزار کا

کلیان تلک نہ نکلی تھیں جب سے ہیں ہوں
دیکھا مزاج کچھ جمن روزگار کا

چشمان یار کرتے لگیں ہیں دلوں کو صید
ان آہو و تو شوق ہے اہو شکار کا

وہ دل جلے ہیں ہم کہ جو آلہ بنگیا
اٹھا جو گرد باد ہمارے غبار کا

یاد مژہ نے باغ دل داغدار میں
کھٹکا لگا دیا خلش نوک خار کا

کشتہ ہوں ایک ترک کے تیر نگاہ کا
انداز مرغ دل میں ہے زخمی شکار کا

رخت سفید صوت مینلے دیہی سرخ
کیا رنگ پھوٹ نکلا ہے انداز یار کا

پھولونکی چاہیالہ ہو لبریز پھول سے
نیچا ہے میکشو قلق بادہ خوار کا

ہوا کشتہ میں سب وہ مسکرائے دو نکی لیکر
بنی موج تبسم تیغ برق لن ترانی کا

رکھا جب نیچ دندان آپنے انگشت سیمین کو
ہوا شک مجکو سیپارہ میں گاغذ کی نشانی کا

صفت لکھنا ہی کک شک فر کے روے تابانی
سیاہی میں ہو ضم دودھ چراغ آسمانی کا

نہ گویا ہو سکا طوطی خط سبز بھی اب تک
اسی منھ پر ہی دعوا آپکو معجز بیانی کا

جسے عقد ثریا آسمان پر لوگ کہتے ہیں
پرانہ دستہ ہی اُلکی قبا ے آسمانی کا

آہی لکھنؤ میں کوڑ لونگے مول ہوں گلرو
سُنوں شکوہ نہ جنس حسن خوبی گرانی کا

وہ ہر سیاہ چشم میں تفنگ کرشمہ فکرت سے
شکار اب کھیلتے ہیں وزمرخان معانی کا

قدم رکھتے ہی عشاق کے کہتے ہیں یہ تعلیق
ترے کوچے میں کیا پتھر کو ہی خنجر کے پانی کا

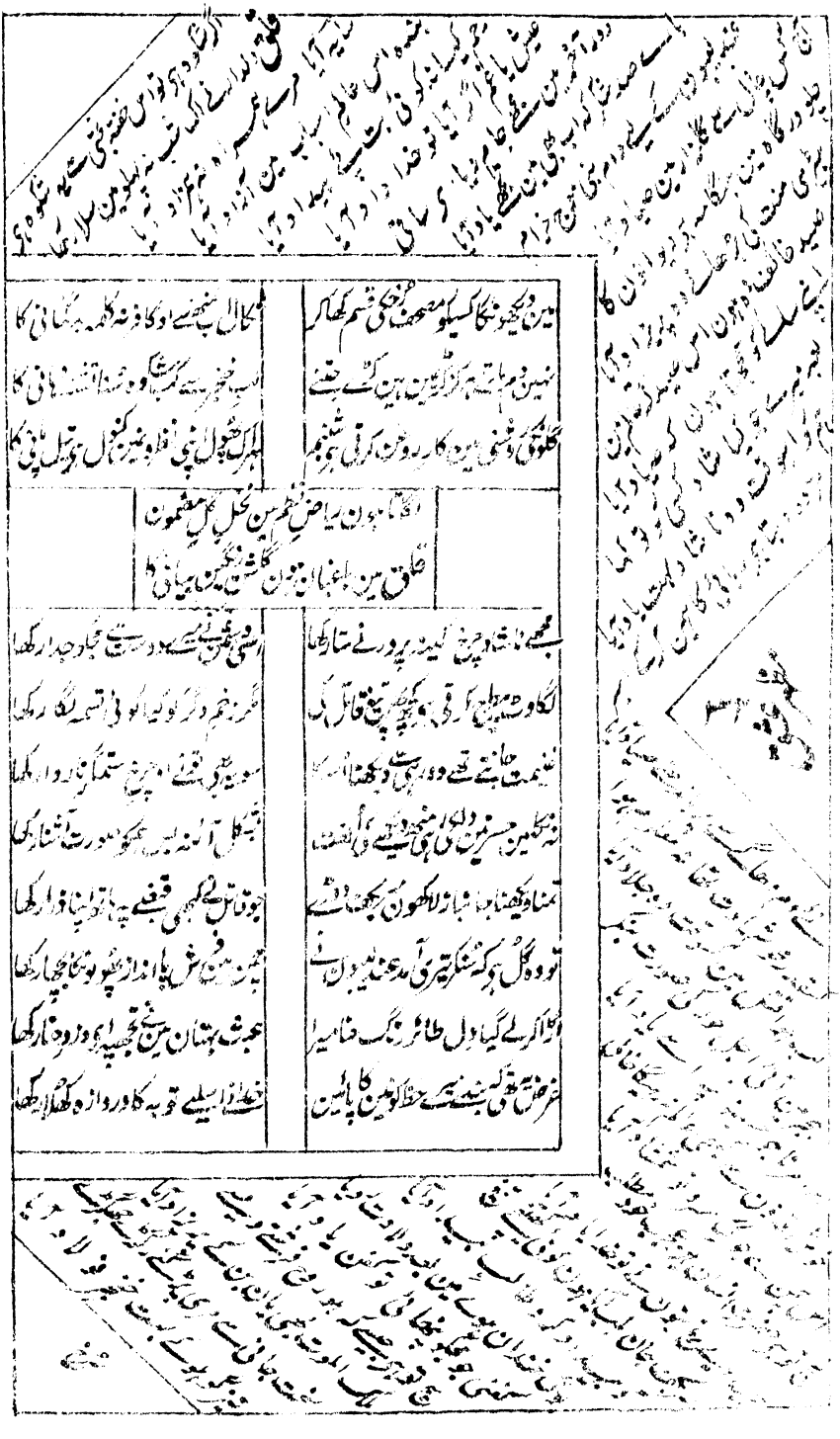
ستارہ کا ہو شک ہی آپکے ماتھے کی اوشا پر
گمان نقطہ ہو دود چراغ آسمانی کا

ترے تیل کو طفلی میں بھی تھی مشق شمکاری
معلم سے سبق پڑھتا تھا وہ شمشیر خانی کا

بھٹکا کرتے ہم فکر سخن میں ڈوب جاتا ہوں
اگر بیان تفکر ہی بھنور بحر معانی کا

کیا ہی تیرے کے نبالے نے قتل ایک عالم کو
دکھایا ہج جوہر اُسنے تیغ اصفہانی کا

دم تحریر گلہاے مضامین خندہ کرتے ہیں
صریر کلک کیا نالہ ہی مرغ بوستانی کا



سُرخ رو ہو گئی ثابت قدمی اُس کی قلق
پاؤں تک بہکے جو خون سر سے ہو آیا

مہندی مل کر ورد تیرے ستم ایجاد آیا
خون بہا ہاتھ میں لیتا ہوا جلاد آیا

دم بدم عاشق کے دو شوخ ستم ایجاد آیا
دام میں صید کر شکار کے صیاد آیا

باغبان آیا گلستان میں کہ صیاد آیا
جو کوئی آیا مری جان کو ہلاد آیا

واے قسمت وہ اصدقے میں بھی پھٹنا نہ بسا
روز ماراد میں لے کر مجھے بیمار آیا

فوج کرنے تو کیا پر مری نے جبر می پر
گھات آخر شب دزد رہ تاراج لوٹ آیا

دم مرگ آئی سب گور فریدوں سے صدا
پھیر اب اس ستمگر کا تئیں ہے دا آیا

گلشن دھر میں وہ مرغ سعید ہوں
گر گئی نیند اگر خواب میں صیاد آیا

اگلے رکھ رکھ دیے تلوار پہ جانباز دن نے
صفحۂ گر کسی روز وہ جلاد آیا

نعت جانی کا مرجان جو قاتل نے سنا
بول کر اک کے بہت خنجر فولاد آیا

ہم موے جاتے ہیں تم مخمور آرامی ہو
خنجر آیا ہو کہ آئینہ فولاد آیا

تھا جو قسمت میں لکھا ہو کا جو انیس جن
تو ترے پیس میں بھی تعلیم کو حداد آیا

حسد کی چاہ مین یہ اپنی اپنی قسمت ہے
کسی پہ لطف کوئی مورد عتاب ہا

شب فراق بس اک پل جھپک گئی جو آنکھ
تمام عمر مجھے انفعال خواب ہا

فراق یار مین سیلاب جوش گریہ سے
بسان مردم آبی میان آب ہا

کسیکی آتش فرقت مین یہ بھی جلتا ہے
کبھی نہ تانے پہ آرام سے کباب ہا

ریاض دہر مین وہ خستہ بخت ہین کہ سدا
ہمارے باغ کا سبزہ بھی مست خواب ہا

مجھ کے وادی الفت مین یکقدم نہ ملا
یہ راہ وہ ہے جہان خضر بھی خراب ہا

لگا یا ساغر مے جب منھ سے او ساقی
امید وار شرف کا یہ آفتاب ہا

نجف کو اوٹ کے چلا اسی قلق عبارا نہا
یہ خاک اوٹنے پہ بھی عشق بو ترا ب ہا

صلح ٹھہری فیصلہ یکدگر ہونے لگا
زاہد و رند کا شکوہ دور ہونے لگا

دور کی آمد شد نے وقت نزع یہ دھوکا دیا
طائر جان پیکان نامہ بر ہونے لگا

دست وحشت سے ہمارا ٹوٹکر ہر تار جیب
صوف مرہم ہر نیا سور جگر ہونے لگا

مین فقیر و تست پیمایا دشاہ وقت ہون
مجھے سر کو جنبش دینی جنبش ہونے لگا

ہو قلق مین ہون وہ نازک دل کہ نور ماہ سے
جسم کتان پڑے اڑ ڈاکرے جگر ہونے لگا

قسمت سے مل گیا مجھے ساغر شراب کا
چھینا ہی نجم نے برج آفتاب کا

اس مہ کے ہاتھ مین نہین ساغر شراب کا
مہتاب سے مقابلہ ہی آفتاب کا

ہر سال قبر پر مغان پر چڑھاتے ہین
شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا

انصاف پر کچھ آپ ہین دون تو باغبان
ٹے قبر عندلیب مین تختہ گلاب کا

دیکھے وصل کہ نہین سکتے ہین شرم سے
عالم ہی یاد خواب مین لوگون کے خواب کا

صوفی گرو جو پیر مغان ہو پیر کی شبیہ
نقصور پر لگا یو رو عن شباب کا

سینخ مژہ پہ دیکھ کے تفتہ جگر مرا
کیا کیا جلا بھنا ہی کلیجا کباب کا

مجھ رند بادہ خوار پہ یہ کیا ہی
صدقے مین میرے جیو پیلا شراب کا

دامن جنون مین صحرا ہی چاک چاک
دھوکا عبث ہی خضر کو موج شراب کا

بیجا نہین ہی گریہ شبنم دم سحر
لبریز ہو چکا ہی پیالا گلاب کا

پیر مغان کے عرس مین یون لین اہل زہد
گا گر کے بدلے سر پہ سبو ہو شراب کا

فقیر کی زبان سے نکلی ہوئی بات کا
ہی آفتاب کا

فقیر کی زبان سے نکلی ہوئی بات کا
ہی آفتاب کا

گلچین نہاں آ نہ ہو عندلیب مین
پیدا ہو تجھکو چاہیے دینا گلاب کا

دست نگاہ شوق کو پاس ادب رہا
پردہ کیہ نہ فاش تمہارے نقاب کا

چلتی ہے تیز مقتل عشاق مین بہت
ہر مژہ ہے یار کی تیغ خوش آب کا

اسپار ہے فلک پہ وہ جوش دہ بہ ستیان کسان
پیرہن آفتاب ہو نشہ مشہ آب کا

گلو نہ صاف ہو کاہو کیا ہے گلچین کو
اگر گل تر ہو حال تری نگہ کی دریچا

بار بار ہے مضمون نظر آتے ہیں بارہ
تو ہو دیکھے ہر ایک مین مضمون چوریچا

ہر بت غنچہ نظر آتا ہے کس کی
اس پر ہر ہو تجھکو میر نوری کا

ہو ہر تجھکو مطرب پر کی
ہر ہر شوریچا

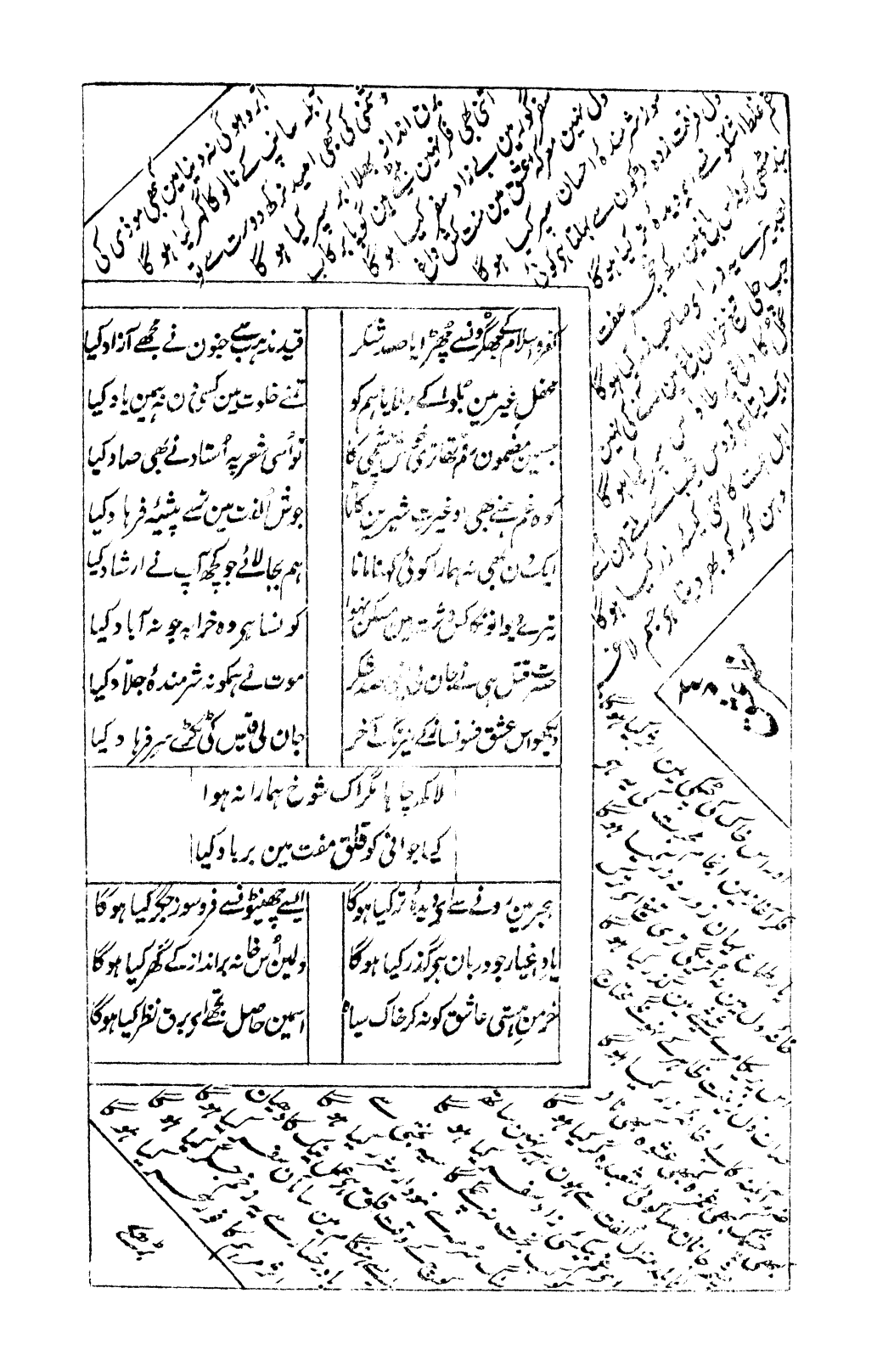
خفا ہو گالیان دو چاہو نہ دو
ہر ہر چوریچا

اگر تم ہو سیب فن سے ہوگے
ہر ہر چوریچا

کوئی شیدے عارض پر کوئی زلفو کا دیوانہ
کسی کو مشک کالی کا کوئی عاشق ہو گوریچا

کہین ہو اچھی صورت دیکھ لون دو دیدہ نظر تو
ہر ہر چوریچا





بڑھکے دانتو نسے ترے اے گل تر کیا ہوگا
موتیا باغ مین ہمسنگ گہر کیا ہوگا

مے عرفانسے نہ لبریز ہو ممکن ہی نہین
کف نرگس مین تہی ساغر زر کیا ہوگا

صوت افعی گنجینہ نہ بن حافظ مال
اپنے ہی کام نہ آیا تو وہ زر کیا ہوگا

مست ہے الفت ساقی مین جو دل خوں نہین
کشتی مے کو یم مے سے خطر کیا ہوگا

حاصل زیست یہی ہے کہ تری الفت ہو
ورنہ دل مین حسرت بے باغ جگر کیا ہوگا

الفت رنگ طلائی نے کیا مستغنی
محو دیدار ترا طامع زر کیا ہوگا

تا نہ دو ہوگا تری تیغ نگہ سے دل صاف
قاتل معجزہ شق قمر کیا ہوگا

پیر و نفس نہو تو ہے اگر سالک شوق
راہزن خضر رہ دشت سفر کیا ہوگا

عاشقانہ جو ہون اشعار تو دل پر لگے چوٹ
درد نالون مین نہوگا تو اثر کیا ہوگا

فانی الف کا ہوگا دل پر داغ مین نہان
بے نگہبان در گنجینہ زر کیا ہوگا

تیغ غم شعلہ صہبا سے نوئی رکتی ہے
ساغر بادہ گلرنگ سپر کیا ہوگا

یہ وہ آہین ہین جگر دوز کہ لگتے ہی
نالہ بلبل شیدا مین اثر کیا ہوگا

اور اک دزد کفن کا لیا کھٹکا ہمراہ
منزل گور مین یہ سخت سفر کیا ہوگا

عبث ہے شربت وصل و فراق کی تلخی
یہ زہر خم کے سوے مین سر پٹکا کیا

حسد مٹے باد خزان تجھ سے گل رخان کی ہا
یہ دور غنچہ و گل کے موسم سدا چمکا کیا

بنے تا یار و عشق و حرت نے ساقیا
لیپ لپر بادہ گلگوں کی لپھٹ کا کیا

شاد جسکا یہ مصرع نقش ہو لپر قلق
ناک کا نکا ہماری آنکھ مین کھٹکا کیا

صاف لکھ بھیجا جواب اُسنے فرمی تحریر کا
لو لفافہ کھل گیا سارا خط تقدیر کا

ہی نجم وصل ہوگا کسدن من پارہ سے
آئینگا روز شرف کب کب تقدیر کا

جسکو دیکھو در کف گلزار مین آتا ہی وہ
گل کے ہاتھ آیا ہی کیا نسخہ کوئی اکسیر کا

کٹ گئی عمر اُس پری کی عشق ابرو مین تمام
نرخ عقرب مین ہی کیا اوکب ہی تقدیر کا

زیب ہی کہیے دم رنگین کلام بلاغت
آشیان کنج دہن ہی طائر تقدیر کا

پانو نسے مجھ وحشی لاغر کے یہ گھستی نہین
مورچہ کھاتا ہی خرمن دانہ زنجیر کا

بے لیاقت مدعی پہونچا سکیگا کب ضرر
کارگر کیا نیش ہوگا عقرب تصویر کا

میری سوائی اگر میدان محشر مین ہوئی
فائدہ کیا اسمین ہوگا کاتب تقدیر کا

آسکو الفتاد وک مژگان جانا نہیں — کونسا دل ہی نشانہ جو نہین اس تیر کا
اُسکے قابو مین دلِ عالم ہی مین حیران مون — یہ خطِ عارض بھی ہی کوئی عمل تسخیر کا
نقشہ دل تیری صنعت ہی نکر سکو غراب — نام ہی تعمیر سے ہر صاحبِ تعمیر کا
گشتہ اُس رنگ طلائی کا سہو سن جانکر — کام لیتے ہین ہماری خاک سے اکسیر کا
اہل محفل کی زبانگیری کا ہی انجام یہ — دیکھو دنیا ہی مین مُنھ کالا ہوا گلگیر کا

اے قلق کس وجہ راہ عقدہ اُلفت ہی سخت
پائون یان جسنے نہ دیکھا ناخن تدبیر کا

محو مضمون جبین شکن چین کے روے روشن کا — ہی دیوان آج اپنے شاک ہیاض صبح گلشن کا
دل صد چاک دیدہ ہی خطِ خسارہ روشن کا — کسا نکو کسنے دیکھا ہی گہبان ہے کے خرمن کا
سنو ہے کے گلا کون اُسکے تیغ تیز پر پھسلا — حقیقت مین ہی ہمت ہی گھونٹ کر تو آبِ آہن کا
وہ نازک دل ہین رنج غیر ہی سو ہان حال جن کو — کبھی لین نہ توڑ دل دوست تو کیا اپنے دشمن کا
گلے مین دیکھکر طوق طلائی شاک ہو مجکو — کہ ماہ نو ہی پروانہ تمھاری شمع گردن کا
گھٹا بچھائی نہین ہی دودی دودی ماغ پر کس نے — اڑا ہی رنگ مسی سے تمھارے روے سوسن کا

غزل ۴۲

گئے گیا دلمین خیال ترا دیکھکے قد — سرو گلشن کو بڑا نازتھا رعنائی کا
دوم شکر تری جوش پہ ہی اے شکر تین — چشم نرگس کو بھی ایمان ہی بینائی کا
چشم میگوں سے جو تر دامن گل ہی لڑی آنکھ — ہو گیا نشا ہرن آہو صحرائی کا
غم عاشق مین کیا ترک نکھر نا اُسنے — گل چراغ آج ہوا ملک خود آرائی کا
جسسے اس نور کے بت نے مجھے جھانکا ہی — چشم روزن مین گمان ہوتا ہی بینائی کا
سب گھمنڈ اپنے رقیبونکے مٹا دیتا مین — پاس ہوتا نہ اگر یار کی رسوائی کا
وجودی غیر کو ساقی نے کرشمہ دیکھو — شیشہ ہی کو مرض ہو گیا ابکائی کا

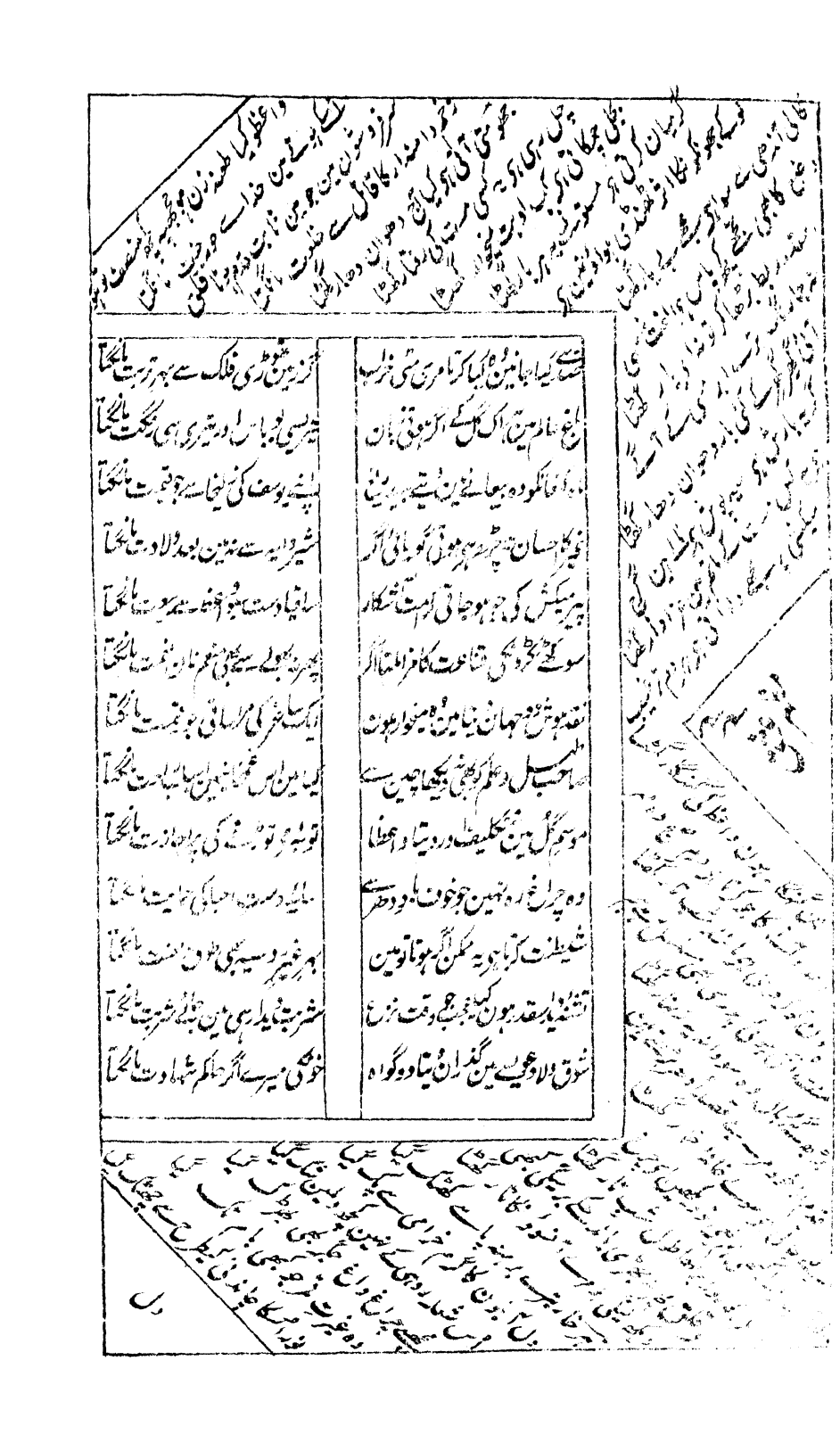
ظلم خوبان جہان مرسے فلک اُٹھ نہ سکا
آہ بدنام کیا صبر و شکیبائی کا

شہرہ ہو جہ نہین زینت و زیبائی کا — قطع جامہ ہی مرے یار پہ رعنائی کا
سیر کھکو لب جانبخش صنم کے ہوے — خضر خط کو بھی دعوی ہی مسیحائی کا
طول سا طول ہی مرتا ہون نہ ہوتی ہی سحر — روز محشر ہی لقب اُس شب تنہائی کا
تجھسے اُن آنکھونکو نسبت ہی مگر مجنوں عشق — کھیلا کرتا ہون شکار آہو صحرائی کا

بیتابی الفت نے کیا ہو سبک ایسا — خاطر پہ گران بار کی نظر و نمین ہون ہلکا
وہ سوختہ جان ہون جو اٹھے دود دل اپنا — دنکو صفت شام ہو نظر و نمین دھوندھ ملکا
چھلنی کیا اس نالے نے پتھر کا کلیجا — پوچھو جگر کوہ سے توڑ اپنی رفو کا
جوبن پہ شب مے ہے ہوا چلتی ہے ٹھنڈی — ساقی کوئی ساغر ہو گلرنگ کا چھلکا
تلخی ہے ترش کاوش خال لب شیرین — خامہ بھی مرا نیش ہے زنبور عسل کا
اب یہ نی ہے کشتہ دیدار کی حالت — آنکھو نمین دم اٹکا ہے بھر و سا نہین پلکا
پیغام زبانی بھی کوئی کہنے نہ پایا — خط پڑھتے ہی لکھوا لیا قاصد سے مچلکا
کس چین کی نیند آتی ہے کیا امن ہے حسرت — پوچھون جو مبر ہو کوئی خواب اجل کا

ہر وقت محبت مین مرے در پے جان ہے
پہلو مین قلق دل نہین دشمن ہے بغل کا

دل خستہ ہو تو لطف اٹھے کچھ اپنی غزل کا — مطلب کوئی کیا سمجھیگا مستوکی نثل کا
عالم تھا پی خرمن جان برق اجل کا — جب پٹھے کا موباف اڑ دوپٹے سے وہ جھلکا
اب یہ خط جام بھی دشوار ہے ساقی — قاضی نے لیا دختر رز کا بھی محچل کا



دل اپنا کوئے یار کے صدمہ مین ٹھٹک گیا
لو اور سینے خضر کی سر سے بھٹک گیا

نظر و نین میری تیر نگہ وہ کھٹک گیا
سینہ جو توڑ کر جگر و دل تلک گیا

تڑپا یا اس قدر ہمین درد فراق نے
بستر جگہ جگہ سے ہمارا مسک گیا

جلوے سے نور عارض روشن کے اور قمر
زخمی تمھاری تیغ نگہ کا چمک گیا

تشبیہ دی جو ہونٹ پہ خم سے یار کے
طالع کا ماہ نو کے ستارہ چمک گیا

تھی صد سے ایک خط مرا شوخی تو دیکھنا
مضمون اس طرح کا پڑھکر پھڑک گیا

آتا ہے نام مین تمھارے مرا دل تڑپ گیا
اے جان یہ غزال رمیدہ پھڑک گیا

تا در پہ تھے بوسہ ہاتھ مین رحمت کے نامہ بر
احوال نامہ دیکھکے تیرے سرک گیا

کرتی ہی آتش رخ دلدار دیکھنا
مثل سپند نال کا دانہ چٹک گیا

مجھ روسیہ کی پھیلی سیاہ کاری عمل
جگنو سا آفتاب قیامت چمک گیا

جن نے نہ پائی نام پہ نوبت جو مرے
تاثیر دیکھیو جام ہی زہرہ چھلک گیا

وحشت مین جب وہ خار مژہ یاد آگیا
کانٹا سا میرے پانے جگر مین کھٹک گیا

وادی عشق مین مے یوسف جمال کے
مین کیا تمام قافلہ رستہ بھٹک گیا

غیر دیکھو ساتھ لاکے کیا خوب ہمکو شاد
کیون جی یہی علاج دلِ ناصبور تھا

پوچھو نہ آفرینشِ احمد کا تم سبب
منظور اپنی ذات کا اُسکو ظہور تھا

شب بھر دکھا کے راہ منے آئے جو صبح تک
وہ ایسا کونسا تمھین کا رضرور تھا

اُٹھتے ہی اُسکے عارضِ پُر نور سے نقاب
کافور شمعِ بزم کے چہرے کا نور تھا

کچھ آج عاشقی کا نہین شوق اے قلق
مدت سے اس شراب کا دل کو سرور تھا

ہر دل عزیز میرا بتِ رشک حور تھا
یعقوب کیا وہ دیدۂ یوسف کا نور تھا

مین کیا کہون جو وہ صنمِ رشک حور تھا
آرام جان سرور دل آنکھو کا نور تھا

وہ کیا ہوا جو آپکے چہرے پہ نور تھا
اس حسنِ چند روزہ پر اتنا غرور تھا

بیدرد تجھسا کوئی نہ اے رشک حور تھا
جو دل تھا تیرے عہد مین وہ ناصبور تھا

کیا کیا لیے ہین جذبِ محبت سے ہمنے کام
جبتک ہمارے بس مین دلِ ناصبور تھا

پیدا کیا تھا ہمنے تقرب جو یار سے
مشہور اس دیار مین کیا دور دور تھا

بیداد نے تری اسے سب کچھ سکھا دیا
آگے ستمگری کا فلک کو شعور تھا

ارادہ ہی تن کا لینگے بوسہ اس سی قلعے
مرا کھینچینگے ہم بھی ایکدن میب نخدانکا

مری مٹی مین بھی خاصیت اکسیر پیدا ہی
کہ مین کشتہ ہون اک پارہ کے الماس دندانکا

ہوا ہی جبکی خاطر جان جیب و دامانکا
گیا ہی قتل مجکو یا کے بہت حنا ہاتھ نے

جریدہ پانہے تربت مین میری شاخ مژگانکا
بیابان جنون مین کیون نہ ہو مجنون عزیزانکو

گمان خامہ نیستان ہی ترے موے مژگان کا
وہ ترک جنگجو مجھسے لڑا آنکھین لڑانکا

کھنچے گی تیغ ابرو کی چلیگا تیر مژگانکا
کل داغ جنون کثرت سے میرے پر شگفتہ ہین

مرا چاک گریبان بھی ہی دروازہ گلستانکا
مرے بہکانیکو راہ طلب مین خضر کرتے ہین

بنا مانند چشم غول ہر زرہ بیابانکا

عنایت گرد صحرا کا قلق مجکو کیا خلعت
جنون نے رکھ لیا پردہ ہمارے جسم عریان کا

کرکرتا وہ نظارہ لب جانبخش جانانکا
سکندر ایک دن خضر ہمراہ ہوتا آب حیوانکا

رقم کرتا ہون کچھ صفت ابرو مژگان جانانکا
دکھاتا ہون مین جوہر اپنے کلک گوہر افشانکا

جو اسکا سینہ پرنور دیکھا تو مین سمجھا
ہوا خورشید طالع مشرق چاک گریبانکا

وہ بخت جاگ اُٹھا جو کرتا تھے وہ قاتل قتل
تو تیغ کا بھی مرے ساتھ دم نکل جاتا

یہی چلن تھا جو بازار شہر بانی مین
ہمارا سلسلۂ داغ جنون بھی چل جاتا

بھلا ہوا نہ سنی ہمنے بدزبانی یار
ہمارے مُنھ سے بھی اُسوقت کچھ نکل جاتا

اثر اگر کشش شوق قتل دکھلاتی
تو تیغ پر کمر یار کا اُگل جاتا

صفا پر اُسکی مہ و مہر گر نظر کرتے
تمھارے پھر پہ پہ نگہ پھسل جاتا

جو باؤن توڑکے اک جانہ بیٹھتا ہتا مین
تو کوئی جوڑ قیونکا مجھے چل جاتا

شراب خانے مین ہوتا گذر جو واعظ کا
جمال دختر رز دیکھکر پھسل جاتا

تمھین بتاؤن مین ناصح کی کسطرح سُنتا
سمجھانے سے دل غمزدہ سنبھل جاتا

نہ ہنسے پڑتے اگر روز بدمُنہ شب غم
تو اتنا جلد مین کیون ہی طرح دن ڈھل جاتا

فروغ دیکھکے اُس شمع بزم کا شعلہ
تڑپکے پردۂ فانوس سے نکل جاتا

مرے چلن پہ نکرتا نظر اگر وہ کریم
کھرون کیساتھ یہ کھوٹا دم بھی چل جاتا

ہمارے روز سیہ دیکھتی تو ہیبت سے
شب فراق کا بھی رنگ رخ بدل جاتا

قلق ہا ہو مجھے اس وضع عشق مین بھی
مزاج یار نہ تھا مین کہ جو بدل جاتا

فروغ دودہان ہاشمی آگے نہ ایسا تھا
کیا ہے نام روشن آپنے اب دجد کا

گنا جاؤن ترے دیوانگان عشق گیسو مین
ملے آزاد نامہ جب مری روح مقید کا

قلق کوئی نہین اب دلمین اور ارمان بجز اسکے
خدا دکھلائے جلدی مرقد انور محمد کا

ہم بغل جسوقت ہمسے وہ گل تر ہو گیا
پیرہن کیا جامہ تن تک معطر ہو گیا

جب مقابل یار کے دانتونے گوہر ہو گیا
آب خجلت سے تمام اسکا بدن تر ہو گیا

جسکو وصل اس آئینہ رو کا میسر ہو گیا
بخت اسکا غیرت بخت سکندر ہو گیا

آئنے دکھلایا اثر اپنے طلائی رنگ کا
نقرئی پہنا تو سب سونے کا زیور ہو گیا

پرتو رخسارسے اک آسمان حسن کے
ذرہ ذرہ رو کش خورشید محشر ہو گیا

چاہتا ہر سکا مین کلمہ پڑھون آیا ہو آئے
نامے کے لانیسے کیا قاصد پیمبر ہو گیا

اسقدر کی خنہ اندازی خلقگ آہ نے
رفتہ رفتہ یار کی دیوار مین در ہو گیا

لاکھ در باتو کو بھر کائین در انداز اتو کیا
دلمین اپنے خانمان برباد کے گھر ہو گیا

ہمنے لکھا تھا جو خط مین اپنی برباد یکا حال
راستہ ہی مین تباہ اپنا کبوتر ہو گیا

تیغ ابرو کی لگاتے جگر و دل پہ وار
مے قاتل نے ذرا مجکو سنبھلنے نہ دیا

منت جانی نے شہادت ہی کی رکھا مرا دم
حلق پر خنجر سفاک کو چلنے نہ دیا

بدگمان اتنا ہوا غیر کے بھڑکانے سے
یار نے عطر بھی پوشاک میں ملنے نہ دیا

دشت عشق نے تا زیست نہ رہنے مجھے
پا فشن باہر مرا زندان سے نکلنے نہ دیا

یاد میں تیری تری زلف کو کیا اے جان
دام میں لاکے محبت کے نکلنے نہ دیا

پاس مہمان اسے کہتے ہیں کہ تا زیست فلق
خار غم آبلۂ دل سے نکلنے نہ دیا

جو ساقیا تو نے پی کے ہمکو دیا ہے جام شراب آدھا
تو اپنے انوار کا کرے ہے ہمیں عنایت کباب آدھا

وہ پرگہ ہیبت کہ رہ گئے سب اسیر بن لیکے یار وہ سپاہ
ہوئے محشر کے محکمے میں سوال تھا یہ جواب آدھا

کہا نگہ نے وہ لن ترانی تاب جلوہ کی لا کے عاشقوں
ہوا تھا کوہ طور پر ایک تجلی برق شہاب آدھا

جو اے فلک چاہتا ہے تو فوج کر ڈال جملہ قاتل
پھر اے نا محکوم لیل کہ پائیگا تو ثواب آدھا

دماغ دیکھو مرے صنم کا گلا جو کرتا ہو میں ستم کا
تو دیتے ہیں ساری بات کا وہ مجھے بدقت جواب آدھا

عقیدہ ایسی ہے رنگت کہ جب بنا ہوگا کاہ کا پتلا
ملا ہوگا اسمیں صانع نے آدھا عید شہاب آدھا

فلق

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شان میں
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شان میں
حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں

رضوان ہین جو روکیگا چلائینگے ملک — جانے دو ان کو ہین یہ غلامانِ مصطفا

کیا آفتابِ حشر کی گرمی ستائے گی — ہم ہون گے زیرِ سایۂ دامانِ مصطفا

بادِ خزان ظلم سے سب باغبونے ہائے — تاراج کر دیا چمنستانِ مصطفا

ہوتے نہ آپ خلق تو ہوتا نہ کچھ بھی خلق — دونون جہان ہین بندۂ احسانِ مصطفا

خوف اُنکو باز پرسِ قیامت کا کچھ نہین — جو اُمتی ہین تابعِ فرمانِ مصطفا

دُنیا کے ذائقون پر اسی سے نظر نہ کی — سب نعمتون سے سیر تھے مہمانِ مصطفا

خورشیدِ آسمانِ نبوت حضور ہین — بُرجِ شرف ہو گوشۂ ایوانِ مصطفا

کس سے مثال دیجیے ایسا وہ کون ہے — برتر ہے سب سے بعد خداشانِ مصطفا

عصیان سے کیون ہین سرنگون یاں حشر مین — ہوگا ہمارے ہاتھ مین دامانِ مصطفا

ہونگے رسا نصیب ہمارے بھی اے قلق
دیکھین گے ہم بھی مرقدِ ذیشانِ مصطفا

سودا ہوا ہے جب سے اُس زلف پرشکن کا — مارِ سیہ بنا ہے سنبل مرے چمن کا

بازارِ گرم کیونکر ہر دم نہ ہو سخن کا — آتش زبان ہے اک اک بلبل مرے چمن کا

ہے سوا کے ہیں سب احکام قرآن و حدیث — رائے حق رائے نبی ہے عین رائے بوتراب

پیر ہی اس راہ کی گر کرتا نہ ہووے رہنمائی — مشعل راہ یقین ہے نقش پائے بوتراب

دوستان مرتضیٰ پر نار دوزخ ہے حرام — اک کلید قفل جنت ہے ولائے بوتراب

کیونکر جاری ہی سکا جن و انس پہ کیونکر نہ ہو — وقت کا ہے سلیمان ہے گدائے بوتراب

کس کی ہے تصویر کا آئینہ خورشید فلک — کرتی تھی کس سے زمین باتیں سوائے بوتراب

پڑھیے بعد پنجگانہ اب وظائف کچھ نہ اور — کیجیے نعت محمد اور ثنائے بوتراب

ردیف — مانگتا ہے یہ دعا اللہ سے ہر دم قلق — **یائے موحدہ**
بخش دینا بہر پیغمبر برائے بوتراب

ہمکو ازل سے آج تلک غم ہی نصیب — راحت کے نام سے بھی نہیں آشنا نصیب

صد جو ہمکو ہجر بتان کا ہوا نصیب — دشمن کو بھی یہ رنج نہ ہووے خدا نصیب

ہمسے کبھی فلک کی ہمیشہ چلی گئی — اک روز بھی ہمارا نہ سیدھا ہوا نصیب

ختم اس نگار پہ ہی سب انداز دلبری — حور و پری کو کب ہیں یہ ناز و ادا نصیب

اکبار لب سے اور کرو نگا سوال وصل — بخشے اسمین کچھ کہ بگڑ جائے یا نصیب

خضاب بالو نہ ہو تا نہین ہو پیری مین | سیاہ بخت پہنتے ہین سوگوار شباب
عزیز کیون نہو ن پیری مین محبوب سیاہ | کہ اعتبو ہین یہی دو چار یادگار شباب

کمال ضعف سے یہ در دلب ہر آٹھ پہر
قلق فدائے جوانی خلق نثار شباب

عاشق گیسو تے تیرے گنہگار ہین سب | مستحق دار کے پھانسی کے سزاوار ہین سب
پاس اطبا کو ہو مایوس یہ بیمار محبت کے | بے اثر ہین سب
دلدہی کے بھی نہین طرز سے واقف اصلا | یہ جہان نام کو دلدار ہین سب
اب صبوت ہو محبت مین تمھاری ہی جان | اپنے بیگانے مری شکل سے بیزار ہین سب
ظلم صیاد سہا جائے یکایک کیونکر | ہم اسیران قفس تازہ گرفتار ہین سب
حسن یکتائے دو عالم ہو ترا ہی دوست | تیری وحدت کے مقر کافر و دیندار ہین سب
ایک بھی بات دل لیکے بنا ہین گے حضور | یہ زبانی ہی فقط آپ کے اقرار ہین سب
بے زبانی سے ہین محبوب نہین سن لیتے | قائل اس آیلہ پائی کے مرے خار ہین سب
نہ پڑو فکر دہان و کمر یار مین تم | کوئی واقف نہین یہ غیب کے اسرار ہین سب

۵۳ غزلیات

مٹی نہ ہو یہ عاشق خانہ خراب کی
مٹی کے عطر سے نہ کرو پیرہن خراب

کس وجہ ہجر یار مین ای موت دیر کی
رکھے ہی رکھے ہو گیا میرا کفن خراب

بنو آئیگا جو خط وہ مرا شک آفتاب
سورج کی ایک روز یہ ہو گی کرن خراب

زلفین چھٹین جو انکی کہ پیچ و تاب سے
دو ہاتھ تیرے واسطے ہو گی رسن خراب

ظالم نے عیش باغ کو غمخانہ کر دیا
یارب سیدھ سے ہو جے کہن خراب

گل مین نہ باغبان مین نہ بلبل کے چہچہے
کیسے پڑے ہوے ہین چمن کے چمن خراب

ردیف — تھوڑی جگہ تو مرے کو اسکی گلی مین دو
مٹی کر و قلق کی نہ ای جان من خراب

مائے فارسی

تھا رافضی گیسو تھا نگے کالا سانپ
بنایا کس لیے افسانے کو ڈالا سانپ

خیال زلف مین مانند نے وہ نالے کیے
ہر ایک روزن دیوار سے نکالا سانپ

رقیب چھوتا ہی زلف سیاہ جانانکو
خدا کرے کہین ڈسجائے اسکو کالا سانپ

ہوا ہون خاک کسی گل کی یا کہ گل مین
کلال تو مری مٹی کا بھی بنا لا سانپ

نہ اسکے کاٹے ہوے جیتے ہین نہ مرتے ہین
تھا را گیسو ے مشکین بھی ہے زالا سانپ

دردا کہ ہے جگر مین بجز داغ آرزو
اپنے سوا ہو کون بجز تجھ کے دستگیر

مجھ رو سیہ کی ہے یہ عادت نیاز پرس
رکھیگا اپنے لطف و کرم پر نگاہ آپ

الفت کا کیا یہی ہے نتیجہ جہان مین
عاشق کو قتل کرتے ہین کرتے ہیگا آہ آپ

دل ہے کہ بحر فکر مین ہے غوطہ زن عبث
دریائے عشق کی نہین پاتے تھاہ آپ

ردیف ہ

عزم سفر تو ناگہ عدم کا ہے اے فلک
کچھ اپنے ساتھ لے بھی چلے زاد راہ آپ

تالے فوقانی

دشمن جان ہین مرے شوخ پریزاد بہت
تشنۂ خون گنہگار ہین جلاد بہت

کہین شیرین سا حسین تو نظر آئے کوئی
اب بھی سر دینے کو موجود ہین فرہاد بہت

ہیگنا ہی نے پس قتل اثر دکھلایا
ذبح کرکے مجھے رویا مرا جلاد بہت

دل جو دینا تو حسینونکو سمجھ کر دینا
عشقبازی کی بری ہوتی ہے عادت بہت

ابھی کچھ قدر شباب آپکو اے جان نہین
تھوڑے دنمین یہ دن کیسے گیا یاد بہت

خنجر ظلم نہین پھولتے پھلتے دیکھا
جور مجھپر نکرا ہی پانی بیداد بہت

جن مین تنہا یہ ہے معشوق بہت ہین لیکن
آدمیت نہین جنمین وہ پریزاد بہت

اشکار بجت
پیدا ہین ہر اک عضو سے آثار بجت
ان مین ہی ہر اک عضو سے آثار بجت
جان عشق بازی مین حقیقت پہ نظر ہے
ہے درد جگر انکو سوا جان سے پیارا
پیارا ہم دوا کرتے ہین جان سے پیارا
ہوگی نہ کبھی ہم سے فراموش تمہاری
ہے یاد ہمین تم کو فراموش تمہاری
ہے یاد ہمین تم کو فراموش تمہاری

عشاق کب آرائش دنیا کے ہین پابند
آزاد تعلق ہین گرفتار محبت

مرکر غم گیسو مین ہوا ہمپہ یہ روشن
تاریکی مرقد ہی شب تار محبت

ہین از سر نو مول کسی لف کا سودا
ہین داغ جگر سکۂ بازار محبت

گل داغ ہین اس باغ کے بلبل ہی تمنا
ہر چاک جگر ہو ور گلزار محبت

اس دل مین کس امید پہ جان اپنی لڑاؤن
مشہور ہی بیقدری سرکار محبت

وہ عیسیٰ دوران بھی غیر و نسے اٹھر جائے
جم جائے جو رنگ رخ بیمار محبت

ہے پردہ وہ یوسف ہو تو حیران ہون خیال
رخسار رہون آئینہ بازار محبت

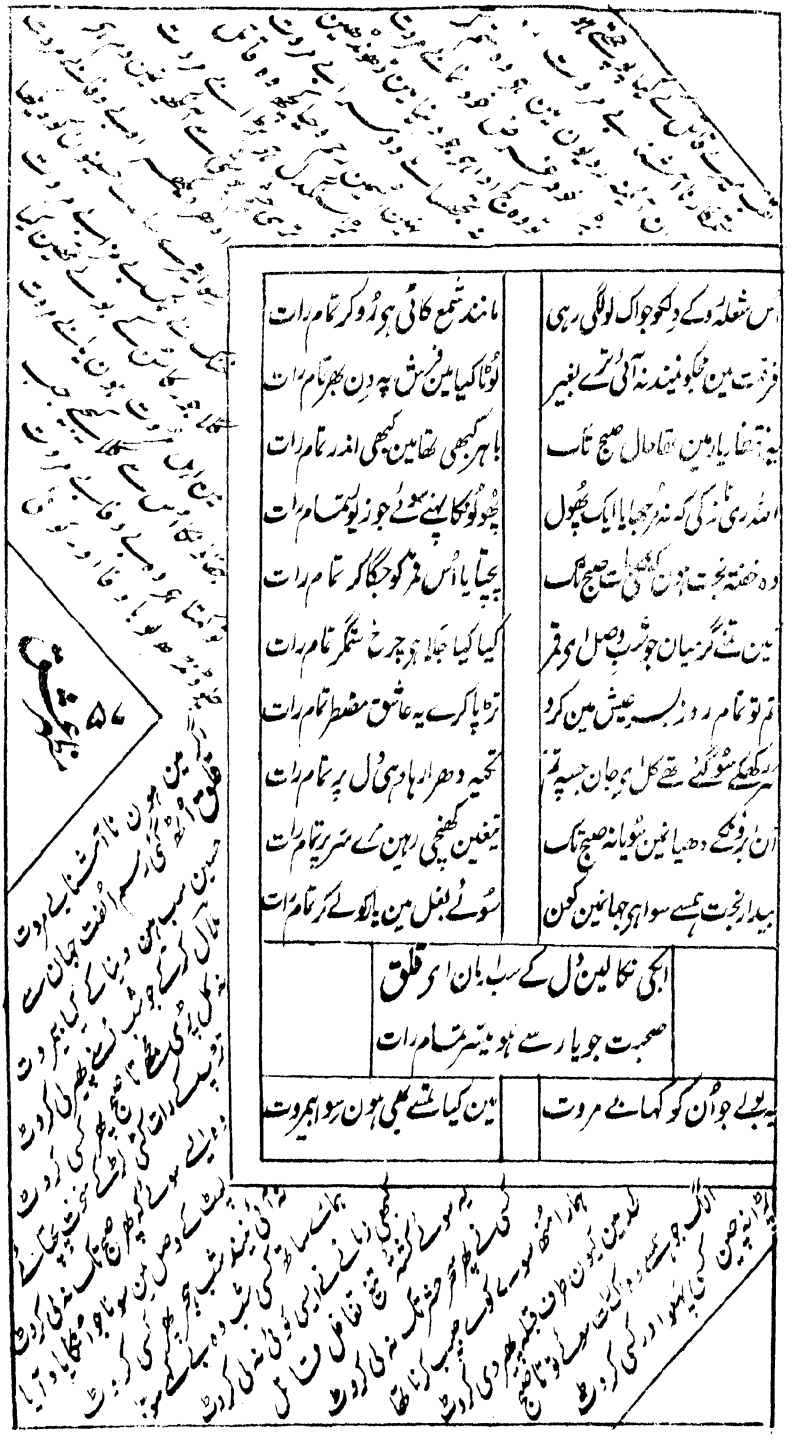
یہ خاک کا پتلا نہ اگر حوصلہ کرتا
کونین سے اٹھتا نہ کبھی بار محبت

بیچ کے یہ مول لیا کرتے ہین سودا
ہوتے ہین عجب جنس خریدار محبت

اس یوسف خود کام کی فیصل تو ہو قیمت
بیعا نہین دل دینگے خریدار محبت

بجھنے کی نہین ای قلق ان بیمر و نسے
یہ طالب زر ہین مین طلبگار محبت

ہوے صیاد سے یہ کہکے محبوس کہن خصت
گئے ہم پر ندی تو نے پڑے سر پہ چمن رخصت

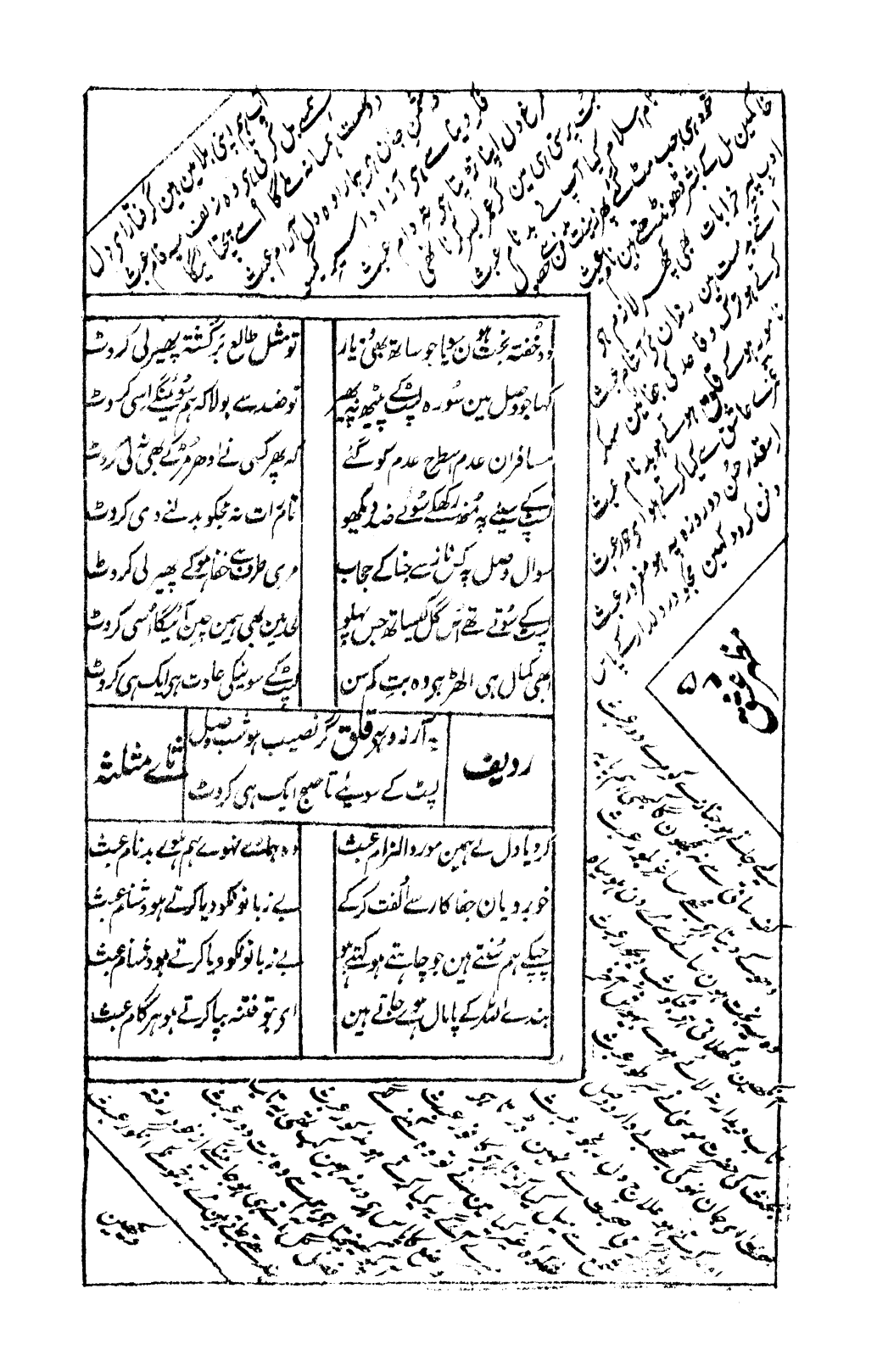


اُس شعلہ رو کے دل کو جو اک لو لگی رہی | مانند شمع کانپی ہو رو کر تمام رات
فرقت مین مجکو نیند نہ آئی تیرے بغیر | لوٹا کیا مین فرش پہ دن بھر تمام رات
یہ تھا یا مین تھا حال صبح تک | باہر کبھی تھا مین کبھی اندر تمام رات
اللہ ری نازکی کہ نہ برجھایا ایک پھول | پھولونکا پہنے سوئے جو زیور تمام رات
وہ خفتہ بخت ہون کہ کبھی صبح تک | بیچا یا اُس پر کو جگا کر تمام رات
تین تھے گرمیان جو شب وصل اے قمر | کیا کیا جلا ہو چرخ ستمگر تمام رات
تم تو تمام روز بسر عیش مین کرو | تڑپا کرے یہ عاشق مضطر تمام رات
سر رکھکے سو گئے تھے کل پر جان جسپہ تم | تکیہ دھرا رہا وہی دل پر تمام رات
آن بر فلک دھیا نہین سویا نہ صبح تک | تیغین کھنچی رہین مرے سر پر تمام رات
بیدار بخت ہمسے سوا ہی جہان مین کون | سوئے بغل مین یا کوئے کر تمام رات

ابکی نکالین دل کے سب ارمان اے قلق
صحبت جو یار سے ہو میسر تمام رات

یہ بولے جو اُن کو کہانے مروت | مین کیا تمسے بھی ہون سوا ہیمروت

ردایف ط

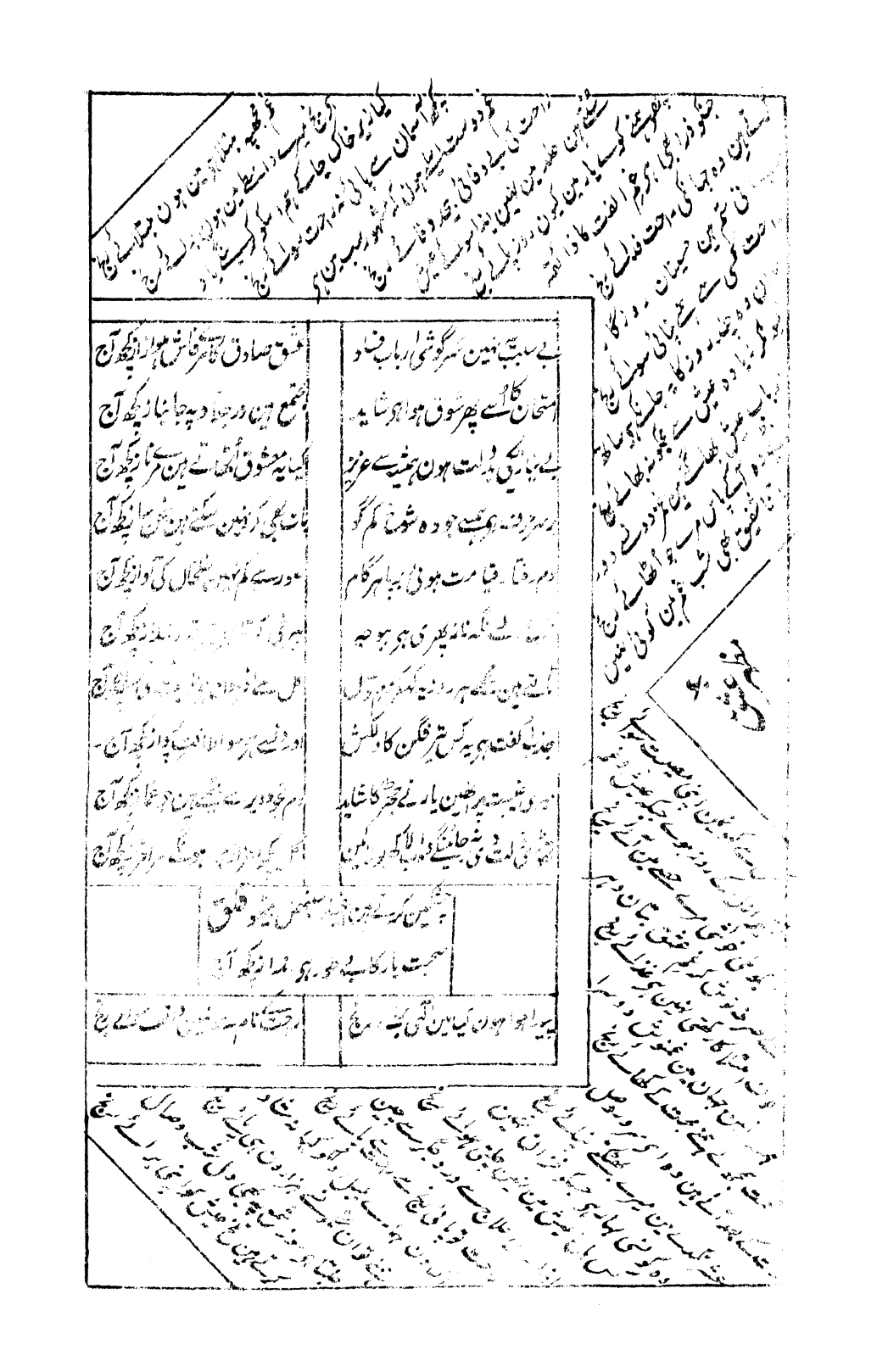


دیکھیں گر چشم تصور سے کریں کچھ حجاب	پردہ دلمیں ہا کرتے ہیں مستور عبث
شمع بدن سوزش الفت سے پھکا جاتا ہی	ہے دا غو نیہ حرام ہم کا فور عبث

ردیف جیم

اہی قلق ہو گئے انگشت نمائے عالم	چاند نے والونین انکے ہوے مشہور عبث

دلکو ہی داغ الفت دلبر کی احتیاج	ہی بادشاہ جسم کو افسر کی احتیاج
ہر دم تلاش گو ہر مضمون ہی طبع کو	ہی نو عروس فکر کو زیور کی احتیاج
ہم بیکسو کو یاد کا دشمن کرم کرے	اپنے رگ جنو نکو ہی نشتر کی احتیاج
ہی مدعا پہ خاک نشینو نکو ہیں ہی	انکو نہیں ہی بالش بستر کی احتیاج
داغ جنون ہو تاج ر با ہی سر پہ	حاجت نہ تخت کی ہی نہ افسر کی احتیاج
عاقل ہو تو تو زلیست ہی ہیں بند و بست	انسانکو بعد مرگ بھی ہی گھر کی احتیاج
خواہان بوسۂ لب شیرین ہی تیرا زار	اس مور نا توان کو ہی شکر کی احتیاج
ہی مشک گل ہزار ہو ن اسیم عنادل امین	خط بھیجنے کو ہی دو کبوتر کی احتیاج
یاد گلو و دیدۂ بیگو نسے مست ہیں	انکو نہیں ہی شیشہ و ساغر کی احتیاج



دو خصلت بخت مین کہ جاگے کبھی نصیب | دیکھا نہ خواب عیش بھی ہمنے سوائے رنج

فرقت مین ایک قاتل بیرحم کی قلق
چورنگ دل کو کرتی ہی تیغ جفائے رنج

بیمار عشق اور تو سب کر چکا علاج | باقی فقط ہی اک ملک الموت کا علاج
جز وصل یار اور ہی بیفائدہ علاج | درد غم فراق طبیبو ہی لا علاج
آئے تھے کر نیکو ترے دیوانیکا علاج | اپنا ہر اک طبیب کو کرنا پڑا علاج
کیا کیجیے معالجۂ چشم یار | کرتا ہی کون نرگس بیمار کا علاج
پھر عیادت آئے تو ہمراہ غیر کے | اپنے مریض عشق کا اچھا کیا علاج
کیونکر کہون امید شفا تو نہین مجھے | عیسی کریگے عشق کے آزار کا علاج
اک دن ہماری جان ہی لیکر یہ جائیگا | درد جگر ہمارا طبیبو ہی لا علاج
احباب میرے ہوش کی اپنے دوا کرین | ہوگا طبیب سے دل بیمار کا علاج
خود سر کمال ہی دل دیوانہ ناصحا | ایسے جنون زدہ کا کرے کوئی کیا علاج
جانبر مریض عشق کو ہوتے نہین سنا | کوئی کریگا کیا مرض الموت کا علاج

ردیف جیم فارسی

حیرت کا جو مقام طلسم زمانہ دیکھ
غفلت مین جا پست مین کرتے ہین چار سوچ

فکر آل کار تو کچھ زیست بھر نہ کی
زاد سفر کا اب ہو دم احضار سوچ

کشتے کی تیرے خاک ہی تو روند خوش سے
کرنا ہو اتنا کسلیے ای شہسوار سوچ

وعدہ کیا تھا ہم سے کسی بات کا کبھی
کچھ جی مین اپنے اب غفلت شمار سوچ

شاید کسی رقیب نے پھر بھر دیے ہین کان
خالی نہین ہی آپکا یہ بار بار سوچ

سے اس گلی کے پہنچنے کی نہ قبر سے
مدفن کی جاری نہ کہین اور یار سوچ

پہلا اسیر زلف جو ہوا اسکی قدر کر
اول بہا ہی مشک بہا بھی مین یار سوچ

وہی جان جسپہ فاتحہ کوبھی نہ کی ادا وہ
بعد فنا ہی یہ ہمین زیبا نہ تھا ارسوچ

دلکو عبث مقابلۂ عشق کی ہو فکر
کرتے نہین ہین دو دم کا زار سوچ

دل پھٹکا قیس تھا بیابان مین خار
اپنے بھلے خود تو کچھ ای گلعذار سوچ

ہو گی کبھی نہ دام سے صیاد کے نجات
ای عندلیب فرصت گل مین ہزار سوچ

مرغ صفت ال کھیل گئے جان ہی پہ جب
کس بات کا ہی پھر تجھے ای دلفگار سوچ

دل دیتے وقت تجھے نہ افتاد عشق کی
بیجا ہوا ہو یہ ای فلق دلفگار سوچ

جنون ہوا جو مجھے تیرے صبح عارض کا
ہمیشہ چاک گریبان ہا سحر کی طرح

صفائے دل سے تجھے حاصل ہو اسد اے غافل
سنان غم سے چھدے جب جگر گہر کیطرح

ہماری قید حسین اس سے کرتے ہین کہ ہمین
کمال عشق پہ ہی ناز ذی ہنر کی طرح

وہ آفتاب بدن ہی جو جوہری دیکھے
ترے پسینے کے قطرے نکوے گہر کیطرح

بہانہ کرکے نہ آیا اندھیری راتون کا
وہ ماہ پردہ شب مین چھپا سحر کیطرح

کلیجا سنگ کا بھی آب ہو کے بہ جائے
اگر اٹھائے وہ صدمے مرے جگر کی طرح

خیال رنگ طلائی کو یار جانی کے
جگہ دی دل مین قلوپطرہ نے زر کی طرح

چہرہ ترا ہی مہ خوبی جواب صبح
مہتاب شب مین گان جبین آفتاب صبح

پیش نظر جو وصل مین تھا انقلاب صبح
پوچھو نہ حال شب کا نہ کچھ اضطراب صبح

تار شعاع مہر ہین فرقت مین تار شک
گریان ہی مرے حال پہ چشم پر آب صبح

منزل ہماری غفلت پیری نے کھوٹی کی
وقت سحر گران ہی مسافر پہ خواب صبح

زنجیل ڈوپٹے کا رخ پر نور پر نہین
تار شعاع مہر بنے ہین نقاب صبح

ضعیف ہوکے سمجھتا نہین تعوب ہی — کرون شباب مین ترک اُلفت بتان ناصح
کرم کیا ہی غم عشق نے مرے دلمین — مین کسطرح نکرون پاس مہمان ناصح
ہم آپ بند کیا کرتے ہین ہزار وںکو — ہمارے سامنے کھولیگا کیا زبان ناصح
ہتو نکا کلمہ پڑھے تو ابھی ہمارےطرح — کمال عشق اگر پختہ ہو عیان ناصح
مین وہ ہون عاشق دیوانہ گر مجھے کی پند — برنگ جیب اُڑا دونگا دھجیان ناصح
کہین ہمارےطرح پہ بھی پھنس گیا شاید — کچھ آجکل ہی بہت ہمپہ مہربان ناصح

ردیف — قلق نہ حرف نصیحت زبان پہ لائے وہ پھر — جو سُن لے میری محبت کی داستان ناصح

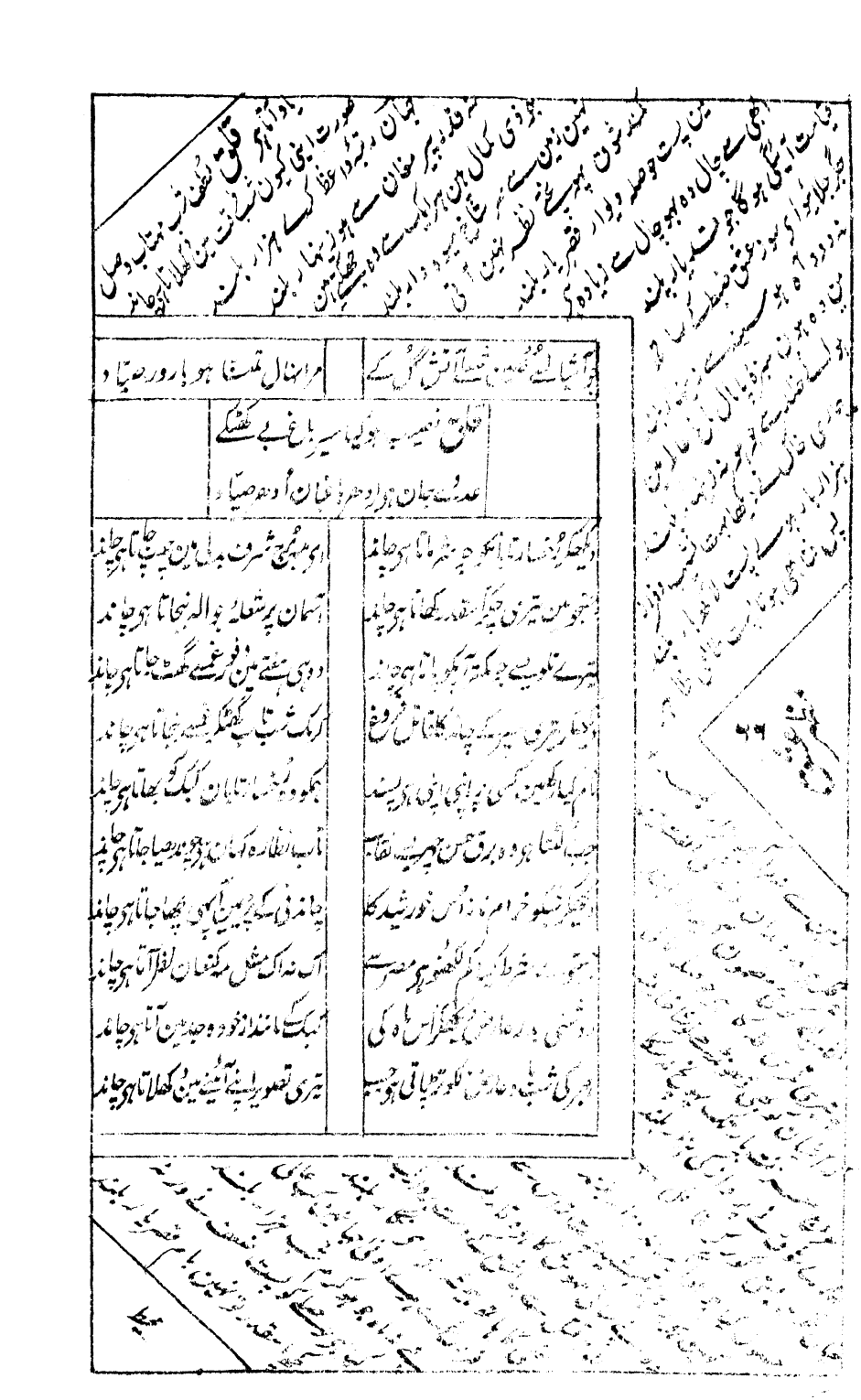
خانۂ معجمہ

ان شعلہ خو نکا ہی ہر اک عضو بدن شوخ — کیونکر نہ یہ بجلی کیطرح ہون ہمہ تن شوخ
آنکھین تری آفت کی ہین ابرو خنجر دہن شوخ — کچھ بڑھکے نہین انسے غرا لان ختن شوخ
شیشے سے عیان دختر رز کی ہی شرارت — کھونگھٹ ہی مین ہوجاتی ہی معلوم کُلھن شوخ
دو ٹھوکرین کر دیتے ہین دل لاکھونکے پیچین — ان شوخ بیانونکا ہی انداز سخن شوخ
در پے کی ہین بہت ہاتھ نہین لگتی ہی لیکن — پیر مین جوانونکی طمحے ہی یہ زن شوخ

تمامے کوچے مین جاکر سب مچلتے ہین — بھی ہوے نہین ایسے مرے قادر گستاخ
جناب وصل کو توڑا ہی جی کڑا کرکے — بہت نو نہین ہوے ایسے آج ہم گستاخ

ردیف — لحاظ ہی مین شب وصل ہو گئی آخر — نہونے پائے قلق اس سے کوئی دم گستاخ — دال مہملہ

ہوئی بلند جو اپنی شرر فشان فریاد — کرے گا صوت اسد آسمان فریاد
وہ دل جلا ہون اگر پہونچے تا زبان فریاد — علائے نوک زبان میری شمع سان فریاد
وہ عندلیب ہون آئے جو تا زبان فریاد — فغان کرے بھی صیاد و باغبان فریاد
اگر یہی رہے بعد فنا بھی جور بتان — کرینگے صورت ناقوس استخوان فریاد
نہ نیند آتی ہو مجکو نہ موت آتی ہو — خیال زلف مین ہو کیا بلائے جان فریاد
تمامے اس دل پیرحم کو دکھاوینگی — ابھی سنی نہین عاشق کی مہربان فریاد
تری گلی مین جو عاشق کمان افسر ہو — پیادہ رو ند کا نالہ ہو پاسبان فریاد
چمن کی سیر مبارک ہو ہمسفیرو مجکو — یہان قفس مین ہو دور زبان فغان فریاد
جلا نہ دے اسے اے فروغ آتش گل — کرینگے مرغ چمن بہر گلستان فریاد



محیط عالم فانی مین فائدہ منعم
سر غرور رہا گر حباب دار بلند

شب فراق یہ ڈر تھا چلے نہ خرمن ماہ
ہوے جو نالۂ سوزان کے کچھ شرار بلند

سر غرور رہے سر کشون کے پست فلک
جو رزم مین نہ ہوئی حیدر کی ذوالفقار بلند

اسیر کر کے تو لازم نہین جفا صیاد
قفس چمن سے نہ کر نام را خدا صیاد

پھنسے نہین کسی آشنا کے پھندے مین
ہزار شکر کہ ہو صورت آشنا صیاد

مساہمت ہین نصیب اسکے باغ عالم مین
ہوا جو صید ترے دام زلف کا صیاد

دیا جو دام نے فونکے مرغ دل کو مرے
غریب دانۂ خال عذار کا صیاد

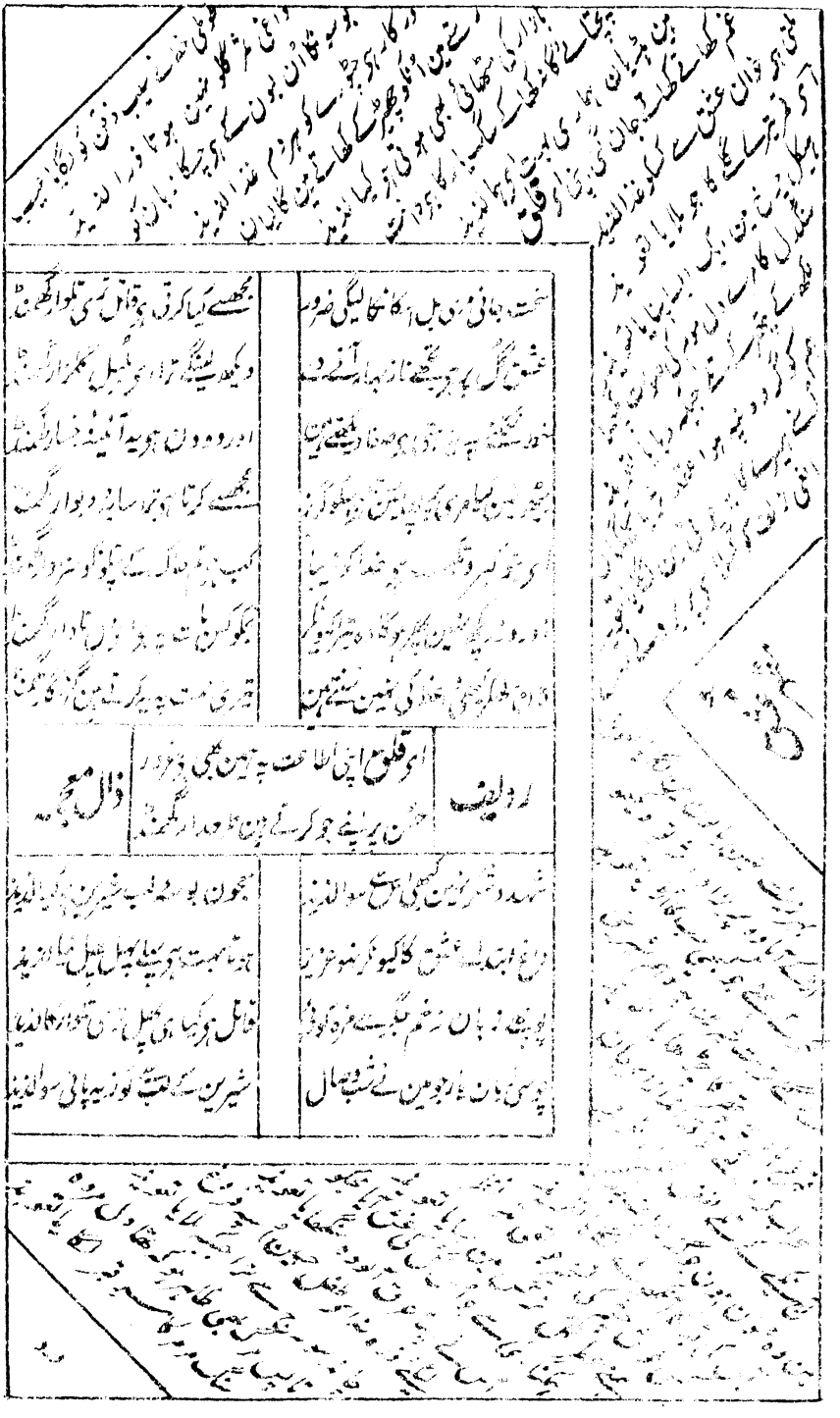
نہین ہے رنج اسیری پہ کچھ مجھے لیکن
یہ خوف ہے نہ کم سن بہت ہو ترصیاد

خدا نے کر تا مین قطع امید آزادی
اسیر کر کے اگر پر نہ کاٹتا صیاد

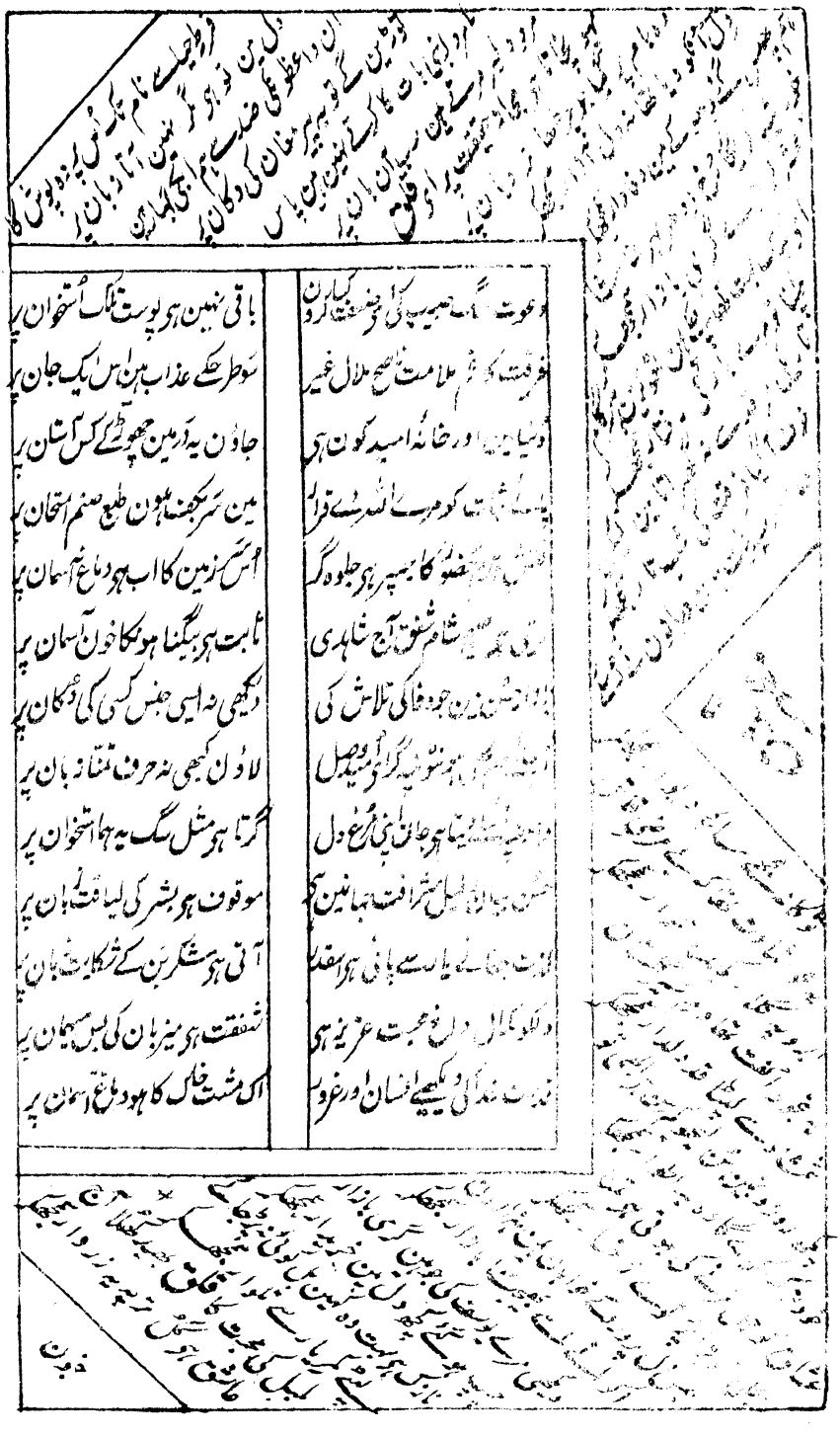
دکھایا نہر چمن نے جو اسکو آئینہ
خود اپنے دام محبت مین پھنس گیا صیاد

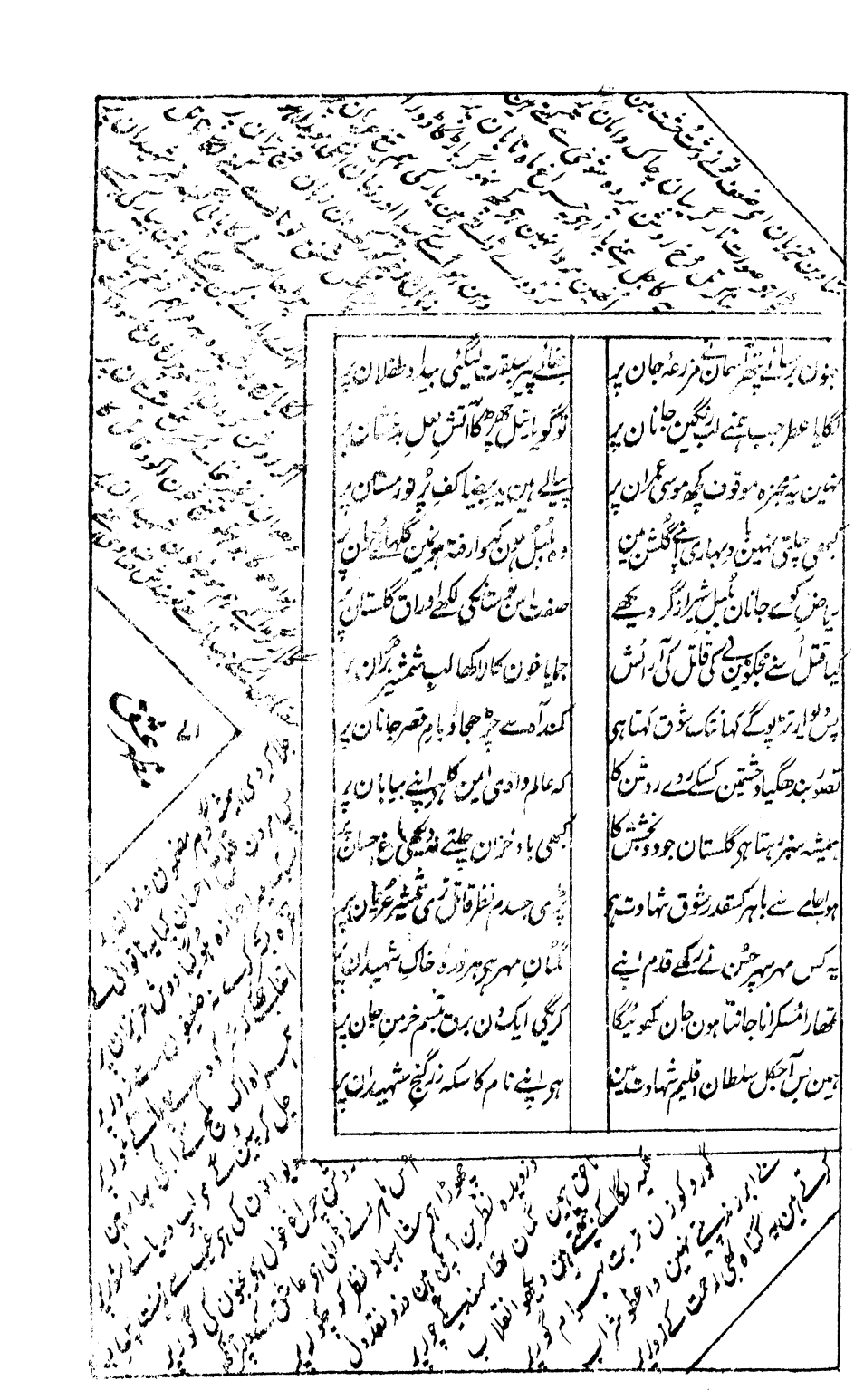
ہنر دکھایا شکار افگنی کا اپنی خوب
کہ ہم کو زندہ گرفتار کر لیا صیاد

کسی کا موسم گل مین نہ آشیانہ اجاڑ
خدا نے تیرے بھی گھر بار کیا ترا صیاد



ردیف	درد دل کو قلق آرام ہوا دیکھتے ہی نامہ لایا نہیں قاصد کوئی لایا تو یہ	رائے مہملہ
الٰہی خدا ہی اُس بُت ظالم کو راہ پر	پٹھائی ہوئی ہو بے اثری دے آہ پر	
جاتی ہی جان سُرمہ چشم سیاہ پر	رکھتی ہو باڑھ یار نے تیغ نگاہ پر	
ہو زاہد دنگ و مزدہ جا تکی چشمداشت	میری نظر ہو اس کے کرم کی نگاہ پر	
کچھ اعتبار نہیں بیوفا ہی یہ	نازاں نہو حسن زن دُنیا کی چاہ پر	
ہنگام دید سامنے اُس رشک ماہ کے	یوسف کبھی چڑھے نہ کسی کی نگاہ پر	
پھر بیڑی پڑ اُس کی قدم مارنے لگے	طاؤس کبک آئے ہیں کچھ کچھ راہ پر	
خواہان نقد ہوش میں وہ وقت عرض حال	جُز ماند لٹے ہوتا ہی یاں داد خواہ پر	
کب دھوپ میں ہی خنجہ رنگین کی خنجہ آڑ	سوج جمکتی لگی ہوئی ہو روے ماہ پر	
صیاد فکنی میں ایک ہی تو در رشتہ ہی	صدقے ہر مرغ دل نرے تیر نگاہ پر	
دیکھا جو پھیر کے بار نگہ میں جھپک گئیں	بجلی کا شک ہوا مجھے اسکی نگاہ پر	
اس تیر کو خطا کبھی کرتے سُنا نہیں	عاشق ارہی ہو دور سیدہ کی آہ پر	





کل لڑائی وقت وہ ہمکو اُٹھاتے ہین — ڈور ہی پڑے ہین رگِ جان کی ڈور پر
اور ضعف گوشہ گیر ہین ہین ہر اک طرح — آتی نہین بلا کوئی روزن مین مور پر
نکل جو لکھکے ڈھاتے ہین ان پاتے ہین جواب — یان بدلے تار کے خبر آتی ہی ڈور پر
فقط ناز دیکھ سکے اس کی — چھائی ہر مثل آئینہ حیرت چکور پر
لب پر ہی اس مسیح کے کتنا ہی ہو نشاط — میلا لگا ہی ساحل مرطوبِ شور پر

اُس گل کے ہونٹ کی جو مرا وہ آئے اے قلق
چادر چڑھاؤن پھولون کی بلبل کی گور پر

بعد فنا ہی سوز دل اس کا وہ شور پر — جل جاتی ہی جو آگتی ہی گھاس پنی گور پر
کرتے گلون نے کان نہ بلبل کے شور پر — دیکھا نہ مہربان نے کو چکور پر
دی جان اک مسیح کے آغاز عشق مین — ڈوبا جہاز ساحل دریا کے شور پر
اک بوسے کا جتا کے نہ احسان کیسطرح — لات آج تمنے ماری ہی حاتم کی گور پر
روشن ہونا نہ تربت ظاہر ہر شب — جلتا نہین چراغ بھی حاتم کی گور پر
اے چرخ پیر اپنی نہ قوت دکھا ہمین — کیا اعتبار عہد ضعیفی کے زور پر

باڑھ کھوتے ہین سفاک جو تلوارون پر
کیا چڑھائی ہی محبت کے گنہگارون پر

جوش پہ لالہ و گل کا ہوا کہسارون پر
آنکھ پھر آبلون کی پڑنے لگی خارون پر

ابر مینا ہی گھرا دور مے گلگون ہی
کرم پیر خرابات ہی میخوارون پر

آدمی کرتا ہی کیون نہ رہے محبت اتنی
نقش حب سکے کی جاہوتا ہی دیناروں پر

دیکھکر ابر مسی کوتے سمجھین وہ گھٹا
رقص طاؤس کرین باغکی دیوارون پر

خرمن ماہ پر اک روز گوگی بجلی
گر ہی نور رہیگا ترے خسارون پر

چوک مین جب مرے یوسف کی سواری نکلی
چڑھ گئے لاکھون بشر کوٹھون پہ دیوارون پر

کہنہ و کل چاپ کے کاندھے تھین مہنگا ہی سوار
چڑھے پھرتے ہین جو لوگ آج ہوادار پر

آپ کو مد نظر ہو اگر آرائش قصر
میری آنکھون کی سفیدی کہنچ دیوارون پر

بر و یار کا سر پیچ کے لے سودا کون
کسکا قبضہ ہوا ان برہنہ تلوارون پر

مے نیاز ایسے وہ اب کبھی ادھر کرتے نہین
ناز ہر وقت کیا کرتے تھے جن یارون پر

جلوہ گر ہوتا ہی وہ مہر شب ماہ مین جب
چاندنی دھوپ نظر آتی ہی دیوارون پر

آنکھ لڑتے ہی لگے میٹھے لڑانے جی جان
آج دل کے ہوے طالبگار نہین کل وارون پر

قسمت ہی آگے وصل میسر ہو یا نہو
آئے تو منتوں سے وہ ہارے پلنگ پر

ایدا مین صبح ہجر کی کہنے بھی ہم نہ پائے
وہ شام ہی سے آج سدھارے پلنگ پر

باہر ہوا مین جامے سے اپنے شب وصال
کپڑے جو اُنے اپنے اُتارے پلنگ پر

اُس ماہ رو کی دید کا اللہ رے اشتیاق
گردن سے لوٹتے ہین تارے پلنگ پر

شبنم خجل تھی سُکی سفیدی سے چاندنی
چادر کسی تھی ایسی تمھارے پلنگ پر

فرقت کی رات رو کے دریا بہا دیے
تکیے بنے نہنگ ہمارے پلنگ پر

پی کے تجھے بیٹھا رہا رات بھر قلق
رکھا قدم نہ خوف کے مارے پلنگ پر

دم وصل اُس نے رخصت ادا کے آبی دل پر
تباہی مین جہاز آیا ہمارا آکے ساحل پر

قضا بولی پڑی جب آنکھ اُسکی اپنے بسمل پر
وہ شاہین نگاہ ناز جھپٹا طائر دل پر

نگاہ ناز کرتی ہی نہ عامل پر نہ کامل پر
کوئی صیقل کبھی چلتے نہ دیکھی تیغ قاتل پر

خط شرم اُسکی رکھلے صید گاہ دہر فانی مین
قدم مارا ہی مرغ دل نے بھی رفتار بسمل پر

شب وصل اُسکا نور حسن تر مین بخش ایسا ہے
ستارونکی ہو افشان لف و شمع محفل پر

جان اپنی دی جو اک بت شعلہ عذار پر
پروانون نے چڑھائی چراغی مزار پر

کیا منہ ہی عندلیب کا مجھسے کرے جو بحث
مین ایک اس چمن مین ہون بھاری ہزار پر

شمع وفا پہ جو ہے پروانہ عمر بھر
گھی کے چراغ جلتے ہین اُسکے مزار پر

کیونکر نہ انمین پھوٹ رہے ای جنون مدام
پرونے سارے آبلے ہین شمع خار پر

شان اُسکی دیکھو بس دل شیدا پر اب نہین
مجبور کر دیا ہمین اس اختیار پر

دلکی کشش سے ہوتے ہین یہ سیمبر مطیع
مفلس پہ منحصر ہی نہ کچھ مالدار پر

منظور ہی کہ کیجیے در پردہ دید یار
تا رنظر چڑھائیے اُسکے ستار پر

یون ہی ہجوم غم دل شیدا پہ ہجر مین
جسطرح دوڑ آتی ہی تقصیر وار پر

شبنم کے قطرے دیکھکے لالے پہ سمجھے ہم
پھاہے چڑھے ہین اُسکے دل داغدار پر

وہ ناتوان ہون بعد فنا پائے مور کی
زیر زمین بھی پہونچی دھمک جسنمین پر

ڈالی نہین ہی اس دل وحشی پہ اُسنے آنکھ
چھوڑا ہی شاہبازنے ہرن کے شکار پر

محو ثمرہ وہ پھر دل حق گو کو کرتے ہین
منصور کو دوبارا چڑھاتے ہین دار پر

اک طور پر قلق نہین مہتاب مزاج یار
دو پہر مین مہربان تو غصہ ہی چار پر

تیر یار نے لف کی دیوانو نکلا ایسا ویسے
بال مست کے جو رکھوائے ہین جانان سر پر

بال پختے ہین مرے تار گریبان نہ سمجھ
دشت وحشت کہین ہوتا ہی گریبان سر پر

تنے غیر و نکو دیے مصحف رخ کے بوسے
جھوٹ بولوگے تو رکھدونگا مین قرآن سر پر

چاند سورج نہین پر چاہیے تارے ای ماہ
بدلے ماتھے کے چھڑک لیجیے افشان سر پر

سر قدم پہ ہے اس شاکری کے اپنا
نہین درکار جنون چتر سلیمان سر پر

موت آئے کہین اس کلش نہین آنے نہ مین
جو بلا آنی ہو آئے شب ہجران سر پر

پنجونکے بن نہ چلو خوب نہین ہی یہ چلن
ٹیڑھی ٹوپی نہ رکھو ای متابان سر پر

تیر شیدا ہی جو مجنون لڑے نگین
داغ جاے گل ستارہی جانان سر پر

چلی چمکا دے اب ہو نالہ وحشت تو بھی
بارش سنگ ہو ورشورش طفلان سر پر

سچ ہو قول قسم پر نہ کسی کے کوئی دے
جتنے جھوٹے ہین یہ بھرتے ہین قرآن سر پر

ہین ہمون دنیا مین شہ کشور رنگ دنیا
عوض چتر ہو ظل شہ مردان سر پر

اب تلک گرم بغل کرنے کی کچھ فکر نہ کی
اور آپہونچی فلق فصل زمستان سر پر

ا ذجنون مجکو تیقن ہوگیا آئی بہار
کچھ تراوت سی گل داغ جگر مین دیکھکر

وصل کی شب طالع خوابیدہ دا گل ہوگئے
سو گیا وہ ماہ جب عرصہ گجر مین دیکھکر

غنچہ گل ناف کو باندھین ہے شاعر بسطرح
شاخ گل کی سی لچک قاتل کمر مین دیکھکر

جی مین تھا دیوار بھاندون نکہت گلکی روش
بدگمان کیا آیا ہو قفل اُسکے در مین دیکھکر

تھا جو شوق قتل مجھ عید قربانکا ہلال
چاند اُس خورشید عالم کی سپر مین دیکھکر

ہمتو کیا ہر بے ہنر کو صبر ایا اے رشک
بھیک کا کاسہ کف اہل ہنر مین دیکھکر

ہوگئے جب اُسکے آگے طائرون چھوڑکر
آپڑا باز نگاہ یار کبوتر جوڑکر

سخت جانی نے کیا میرے ترحم اچھا سلوک
تیغ قاتل بیٹھا ہے چلی مُنھ موڑکر

کردو آئے اب تصور اُس بت بیباک کا
پردہ آنکھون نے کیا مژگانکی چلمن چھوڑکر

پیاس ابھی ہے قاتل اور اک قطرہ آب تیغ کا
مانگتا ہے خود وہان زخم تن مُنھ پھوڑکر

جسکو اُس صیاد نے تاکا نہ کی ہرگز خطا
ناوک مژگان ابرو کی کمانین جوڑکر

ہوگیا غیر و نسے آخر بزم خوبان مین بگاڑ
لیگئے تشریف تم تو ایک شوشا چھوڑکر

ہمصحبتی غیر کی کیا ہو یہی جگہ
بعد فنا تو ہمکو نہ زیر مزار چھیڑ

وہ دل جلا ہوں بعد فنا بھی جلو نگا مین
پروانے سے کریگی جو شمع مزار چھیڑ

ابر سیاہ چھایا ہو ساقی شراب دے
بارش نے تار باندھا ہی مطرب ستار چھیڑ

شاید کسی رقیب کا پھر جوڑ پڑ گیا
کرتا ہی بات بات مین پھر وہ نگار چھیڑ

پہلو مین میرے بیٹھ کے ذکر وفائے غیر
مجھسے نہ یہ تو نے نکالی ہو یار چھیڑ

ممکن نہین دو عشق گل تر سے باز آئے
گلشن مین عندلیب کو گلچین ہزار چھیڑ

جی خوش ہو آدمی کا تو ہو دل لگی کا لطف
ہم اپنے غم مین ہین نہین ای نگار چھیڑ

دکھلا کے نقش پائے صبو کا گاو نکا دے
بلبل کو چل کے باغ مین ای گلعذار چھیڑ

اے زندہ ہو جائے کہین پہلی شب ہو آج
اس بدمزاج کو نہ **ذوق** بار بار چھیڑ

گو صاف انھین کیا پہ کدورت نہین گئی
میری طرف سے دل مین وہ بدگمان ہنوز

گر کبھی عشق زلف کا چھوٹا نہ سلسلہ
ہوتے ہین حرف شانہ مرے استخوان ہنوز

گلشن مین مجھ اسیر قفس کے ہین یادگار
باقی جو کچھ ہین خار و خس آشیان ہنوز

چکھا ہی جسے اُس لب شیرین کا ذائقہ
ہونٹھون پہ پھیرتے ہین ہم اپنی زبان ہنوز

پیوند خاک ہوا ہون مین نالہ کش
اک شور ہی زمین سے تا آسمان ہنوز

یہ نیلگون لباس مین تنہا نہین کبھی
کس غم مین کیے سوگ مین ہی آسمان ہنوز

اُسکی گلی مین قبر شہیدان ناز کے
باقی برائے نام ہین کچھ کچھ نشان ہنوز

گو بند کر چکا ہون مین سب کار انھین مگر
آمادہ بحث پہ ہین مرے ہمزبان ہنوز

تیغ نگاہ ناز سے قصہ تمام کر
قاتل تڑپ رہے ہین ترے نیمجان ہنوز

باغ جہان مین ہمسایہ نین خانمان خراب
پائی جگہ کہین نہ پر آشیان ہنوز

ہون شہید رشک شاہ جنون متین شکیش
مجنون کی روح بھیجتی ہی ارمغان ہنوز

سرکار انقلاب زمانہ ہوا مگر
نامہربان مرا نہو امہربان ہنوز

بلبل سے مجھنے نالون کی جلسے ہوئی ہی بحث
گلچین ہی چپ سکوت مین ہی باغبان ہنوز

وہ عاشق جانباز ہوں کیجان پہ کھیلوں ۔۔۔ پاؤں پہ گرے یار کی شمشیر اندازی
چندے تری لفظوں کے دل نکلے تو کیونکر ۔۔۔ ہی مفسدہ پرداز افتنہ گر انداز

ہر رنگ کی صحبت میں قلق بیٹھے شب و روز
بدلا نہ طبیعت کا مگر عمر بھر انداز

کی یہ اطاعتِ دلِ دیوانہ چند روز ۔۔۔ مجھ کیا یگانو نکو بیگانہ چند روز
ہمنے بتو نکو دلمیں جگہ دی تو کیا ہوا ۔۔۔ کعبہ بھی تو رہا ہی صنمخانہ چند روز
للہ ابھی دو دانہ کر و آتی ہی بہار ۔۔۔ رہنے دو مجکو اور بھی دیوانہ چند روز
پھر استان لیلی و مجنون کبھی نہ بھائے ۔۔۔ سنیے اگر ہمارا بھی افسانہ چند روز
منھ لگ گئی تھی دختر رز کتنی سا قیا ۔۔۔ چھوٹا نہ میرے ہاتھ سے پیمانہ چند روز
ہم بزم ہمکو یار سے رہنے نہ دیگا چرخ ۔۔۔ مہمان ہی یہ رونق کاشانہ چند روز
بے یار زندگی مری کم موت سے نہ تھی ۔۔۔ بدتر رہا لحد سے بھی کاشانہ چند روز
جلسے پری جمالونکے رہتے تھے رات دن ۔۔۔ اپنا بھی گھر رہا ہی پریخانہ چند روز
ہالہ ہی تا صفائی گل رخ یار غیر ۔۔۔ ہی کبک شمع ماہ کا پروانہ چند روز

کیا اڑا لائی صبا تیرے بدن کی بو باس
کہ لباس گل مین ہو دلھن کی بو باس

بوسہ لے لیتے ہین ہم بادہ کشی کے بدلے
مست کر دیتی ہو ساقی کے دہن کی بو باس

بے پیے مست ہو جاتے ہین ہم بادہ پرست
ساقیا خضر زمین ہو دلھن کی بو باس

صحبت گیسوے مشکین کا تری ہو یہ اثر
نافہ خال مین ہو مشک ختن کی بو باس

پھولو تم کی سیج مین خوشبو یہ کہان تھی تو بہ
سچ کہی اے گل تر تیرے بدن کی بو باس

منھ پہ منھ رکھتے ترے مر گئے یوسف کیطرح
جان دی سونگھتے ہی پیرہن کی بو باس

اے نسیم نفس سرد کہلا دے ان کو
ہر کلی مین ہے مرے غنچہ دہن کی بو باس

گلشن کوے صنم مین تو کبھی لا صیاد
بلبلو تکے ہے دماغو نمین چمن کی بو باس

ہمکنار اسے مین اس گل کے جو ہون شادی مرگ
آئے آغوش لحد سے بھی دلھن کی بو باس

عرق جسم سے کیا مخمل مین سینچے ہین
رخت گل مین ہو ترے جامہ تن کی بو باس

کم لحد سے نہین گلزار مجھے فرقت مین
گل نسرین مین ہو کافور کفن کی بو باس

کس گل تر کا تصور ہو کہ اے بلبل زار
بس گئی تیرے دماغ مین چمن کی بو باس

قلق الفت گیسو کو بتاتے ہو عبث
کبھی چھپنے کی نہین مشک ختن کی بو باس

سوتی ہو بزم کا فرد و میندار بے ترے
زاہد حرم مین مین برہمن اُداس

خوش خون بیگناہ سے ہو نہین کوئی
ہی مجکو قتل کرکے مرا تیغ زن اُداس

شاید مرے نصیب مین وصل صنم نہین
یہ وجہ کب ہوا ہی رخ برہمن اُداس

سوتی ہو سیج پھولونکی برہم ہی رہ گیش
کمر پڑا ہی بے ترے ہی گلبدن اُداس

صیاد بعد اپنے وہ رونق نہ پھر رہی
سنسان ہی جو کنج قفس تو چمن اُداس

کیا کوئی دل لگاکے کہے شعر اے قلق
نا قدر ی سخن سے ہین اہل سخن اُداس

لیگئے یون مجھے من مانی بیداد کے پاس
جیسے لیجائین گنہگار کو جلاد کے پاس

حسرت قتل کا ہمسے نہ تقاضا اُٹھا
خود ہی سر بھیجدیا کاٹکے جلاد کے پاس

دام اُلفت کی اسیر بکایہ تھا شوق مجھے
گھر کرائے کو لیا خانہ صیاد کے پاس

وقت ظہار غم و صدمہ دوری قاصد
رحم دل کوئی نہ تھا اُس ستم ایجاد کے پاس

قصد دیوانہ چشم اُسکے بخوبی کھولے
مژدہ بارسا نشتر جو ہو فصاد کے پاس

کیسی تصویر کبھی ہاتھ سے اُٹھا نہ قلم
جاکے بیٹھے آئے کئی روز وہ بہزاد کے پاس

یون تو سین الٹھون ہین بازارِ حسن مین
ہو اپنے جنس دل کے خریدار کی تلاش

اس بت کے پوجنے ہین سب شیخ برہمن
سچے کی جستجو ہو نہ زنار کی تلاش

فرقت مین ڈھونڈھتے ہین دل گم شدہ **قلق**
پہلو مین اپنے کرتے ہین غمخوار کی تلاش

مسند فلک ہو منزلت نشان میفروش
ہو آفتاب تشنۂ ایوان میفروش

جمشید اسے کہین تو ہو شایان میفروش
جام جہان نما ہو کہ دکان میفروش

ظاہر اگر ہو رتبہ عرفان میفروش
واعظ ہون منبر و تہ میخانہ خوان میفروش

رنگین گلا ہو تسے ہو دکان میفروش
پھولا پھلا ہے یہ گلستان میفروش

اٹھے خمار ہجر ندے لب سے اب ملا
بنت عنب تجھے قسم جان میفروش

واعظ ہو ایمن صاحب کیفیت ایک ایک
کیا پوچھتا ہو حال مریدان میفروش

ہو دور چشم مست پڑھین لوگ خط جام
ہر رہے مین چاہیے دکان میفروش

کیا اسکے آگے عقل فلاطون خم نشین
وہ بھی تھا ایک طفل دبستان میفروش

صحبت نصیب ہو تو وہ کیفیتین اٹھامین
قاضی و محتسب ہون ثنا خوان میفروش

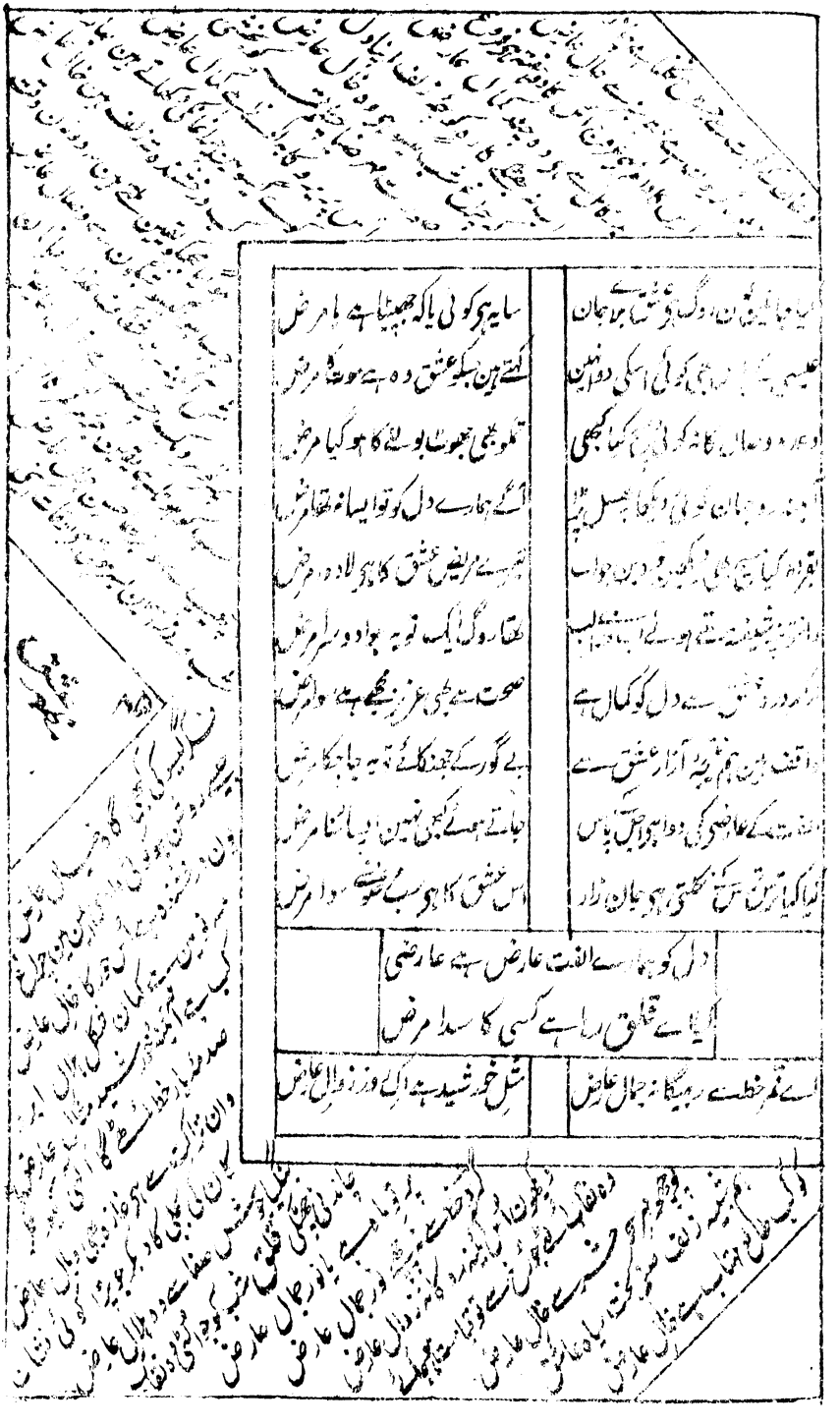


کوئی مے کوئی جیے پر دلائے نہین — ہم مبتلاے رنج ہین کرتا ہی یار عیش

ردیف — ساقی کا لطف دیکھکے کہتے ہین جلکے غیر کرتا ہی آجکل **قلق** بادہ خوار عیش — **صاد مہملہ**

لیتا نہ میرا اُس ستم ایجاد سے قصاص — بسمل کا کون لیتا ہی صیاد سے قصاص
شیرین کو چاہیے تھا یہ تیشے سے چوچتی — کس جرم کا لیا سر فرہاد سے قصاص
کرتا ہی یہ جو قد سے تمھارے برابری — لیتا ہی سرو اسلیے شمشاد سے قصاص
برسون ملال دیتا ہی دم بھر کی عیش کا — لیتا ہی آسمان دل ناشاد سے قصاص
لب پر دہان زخم جگر کے یہ شور ہی — کوئی نہ لے مرا مگر جلاد سے قصاص
مضمل بہار آتے ہی پہنائین بریان — لیتا ہی دی جنون مجھے جد سے قصاص
اے گل ہے چین ہے اگر اوس کے پھینکدے — لے فاختہ کے خون کا شمشاد سے قصاص
انصاف کو نہ ہاتھ سے دے باغبان اگر — لے خون عندلیب کا صیاد سے قصاص

بے جا کے کرتا ہون مہر و وفا **قلق**
کیا لون میں اپنے باقی بید داد سے قصاص



عاشق عاشق شیدا ہے ہوا ہے دیوانہ ۔۔۔ خواب مین بھی نہین آتا ہے خیال عارض

ہو مقابل تو تری گرمی بازار ہو سرد ۔۔۔ ہے یہ خورشید درخشان ہے سوال عارض

بوسے لینے مین جو کاٹا تو نشان دانتون کا ۔۔۔ بن گیا حسن نزاکت سے ہلال عارض

سبزۂ خط ہے پروانہ شعاع خورشید ۔۔۔ ماہ کی آنکھ کا تارا ہے وہ خال عارض

چشم یار آئینۂ روح مین ہو کب عکس فگن ۔۔۔ لگتے ہین اہل نظر اُس کو غزال عارض

حیرت تار شعاعی ہے ترا سبزہ خط ۔۔۔ روکش شمع تجلی ہے جمال عارض

جوہر آئینہ سے دیتے اسے کیا تشبیہ ۔۔۔ سبزۂ خط ہے ترا گرد ملال عارض

فلک حسن و لطافت پہ ہے مائل تابان ہو ۔۔۔ یا سویدائے دل حور ہے خال عارض

شکل آئینہ ہے وہ چاند سا چہرہ شفاف ۔۔۔ پر تو ابرو سے پُر خم ہے ہلال عارض

مہر و مہ پر نہین موقوف کچھ لُطف و تقاب ۔۔۔ شمع طور آج ہے مشتاق جمال عارض

خانۂ دل مین لگا دیتے ہین ہم آئینہ ۔۔۔ فکر تزئین مین جو کرتے ہین خیال عارض

چاہیے چاہے خط سبز پہ قربان کرے ۔۔۔ نقد دل عاشق مُفلس کا نہ ہے مال عارض

خط کی آمد مین تو باقی نہ رہی وہ رونق ۔۔۔ اے قلق دیکھیے کیسا ہو مآل عارض

لب و دندان سے یاد آتے ہین صاف
جو کرتے ہین بہم شیر و شکر ربط

خمر پیوستہ مقرر اک نہ اکدن
کرے ناجنس سے انسان اگر ربط

دماغ اتنا کہان ہے لے جو احسان
نہ صندل سے کریگا دردِ سر ربط

بہت موزون ہے تیری بیت ابرو
بہم رکھتے ہین یہ مصراع تر ربط

جلاوے گی جگر کو آہِ سوزان
کرے گا پینے سے کیونکر شرر ربط

ردیف — قلق کا اُن سے تھا جو رنگ صحبت
گل و بلبل مین کب ہے اس قدر ربط — طائے مجمہ

ہم تو آکر نہوے یان کبھی دم بھر محظوظ
لوگ اس تنگدل مین ہوتے ہین کیونکر محظوظ

جیسے زندان سے رہا ہوکے ہو یوسف شاد
روح یون قید بدن سے ہوئی چھٹکر محظوظ

صبح عیش اپنی شب غم ہمین دکھلائیگی
رنج کے بعد ہوا کرتے ہین اکثر محظوظ

شادی قتل سے ہو دلمین ہر اک شادی مرگ
تیرے جانباز ہین کتنے نہ خنجر محظوظ

آتش عشق سے میرے دل سوزان کو ہر حین
آگ مین رہنے سے ہوتا ہے سمندر محظوظ

دل مرا نفس کشی کرکے ہوا یون بشاش
قتل ارادے ہوا جیسے سکندر محظوظ

ہم تو ٹکٹکی لگائے رہے جس طرح محظوظ
گل عارض کی چھپی یاد سے گلشن محظوظ

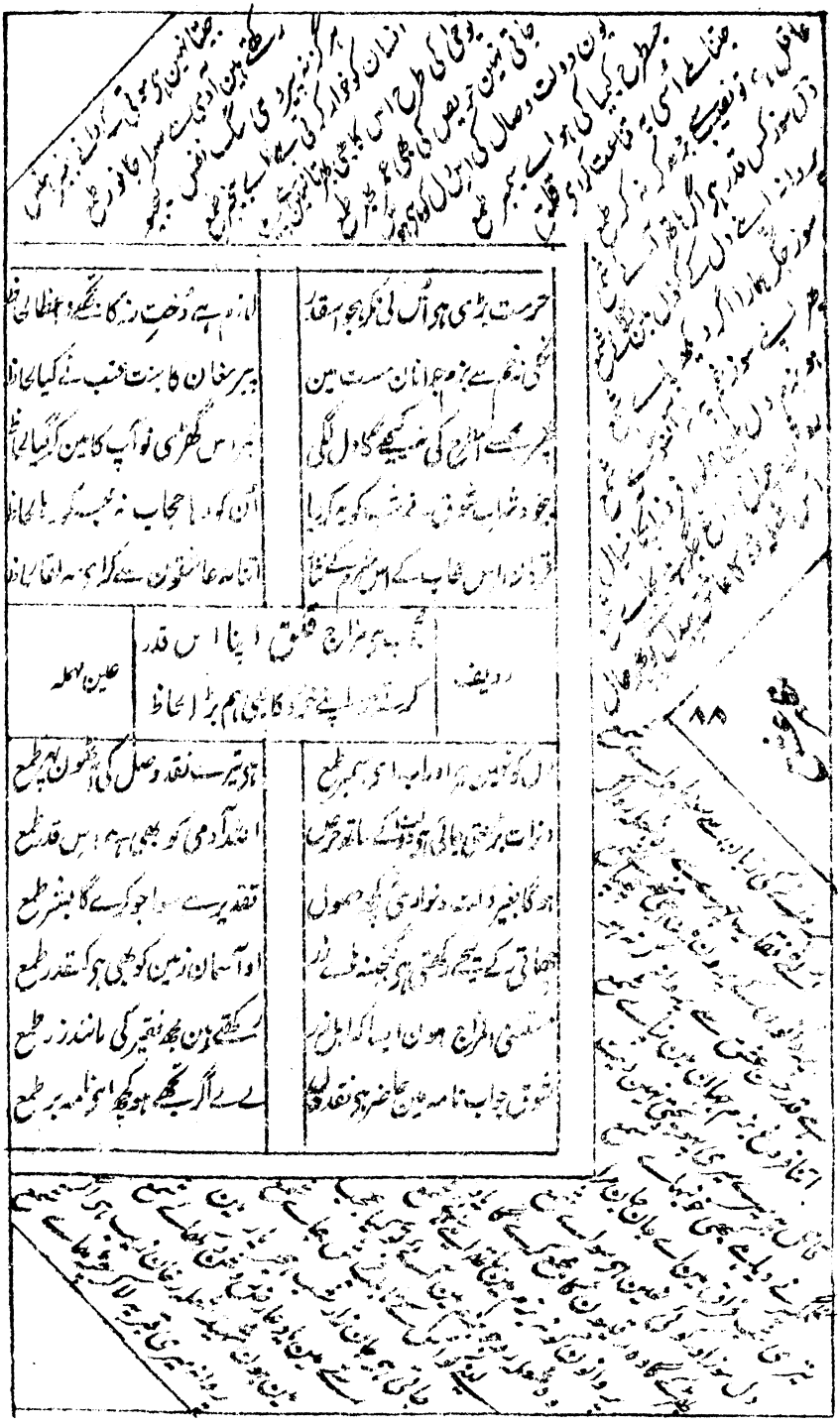
ہست زلف تو ہوئی ہے سبب عمر دراز
بد زبانی سے ترے گالی ہے ہم کو محظوظ

جسطرح داد سخن سے ہو سخنور محظوظ
عشق بت چھوڑ دو سے ہو بتخور محظوظ

جمعین انشہ ہو خوش رہتے ہین ہر حال مین
قلق ایسے کوئی وہ کاہ کرد محظوظ

بیخبر کی آنکھ مین بھی نہین کرتی نہین یار
نرگس کی آنکھ مین ہے ذرا کاہ محظوظ

بے گالی اعتبات بھی کرتے ہے طرح انتہا کاظ
وہ ابتدا مین کرتے ہے نازو ادا غمزہ و ترم و حیا کاظ
نہا مین اوسکے ذبان مین مرکب ساقی کی برحی کی کہان تاب تھی کاظ
نازو ادا غمزہ و ترم و حیا کاظ
ہے مرغان کی روح کا کرنا پڑا کاظ
یا رکون اسکے سامنے
کیا وصف ہے فقط ہے اک آنکھ کا کاظ



یون راہی ختم ہوئی یا وصف عنبر لنگ
محسوس جسکے نقش پائے شمع

جلنے سے سوز عشق مین پروانیکے حصول
اس سے تو کاش اتنی اُدھر کو لگائے شمع

اُس شعلہ رُو کی دیکھے جو عاشق سے گرمیان
پروانو نکو نہ اپنے کبھی مین جلائے شمع

مین جل رہا ہون اک رُخ روشن کی یاد مین
مجھ دل جلے کے سامنے کوئی نہ لائے شمع

جل جلکے ایک رات مین طے کی عدم کی راہ
سیکھی فراق یار مین رفتار پائے شمع

اک شب گل کے بزم مین پھرتا ہون آہ گرم
باد سموم چلتی ہی گل ہو نجائے شمع

اس وجہ ہی مہیب جو آئے تو خوف سے
ظلمت کدے مین میرے وہین بھاگ جائے شمع

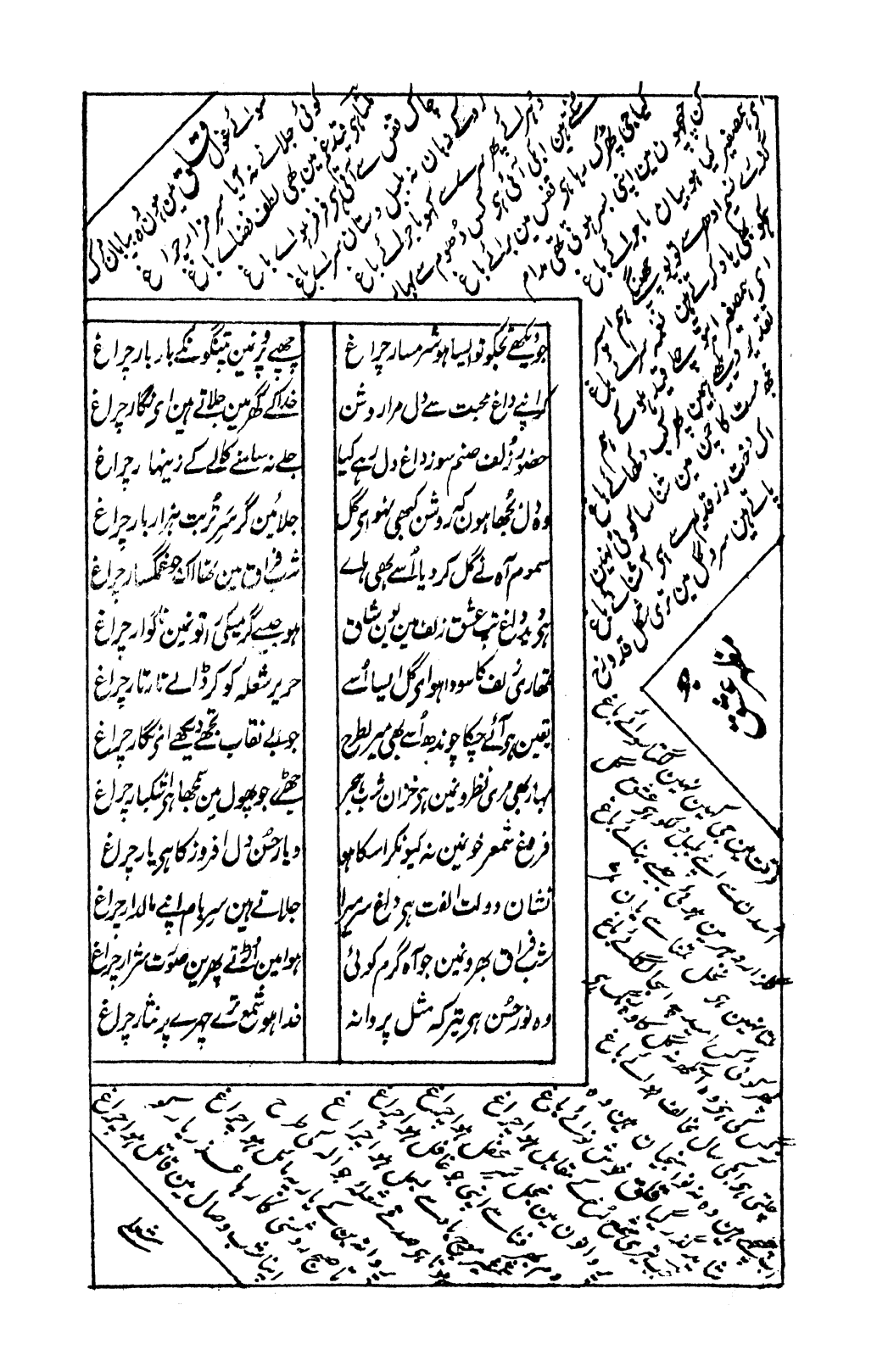
شعلہ کیطرح عاشق آتش زبان ہو نہین
میرے جو منھ چڑھے تو بہت منھ کی کھائے شمع

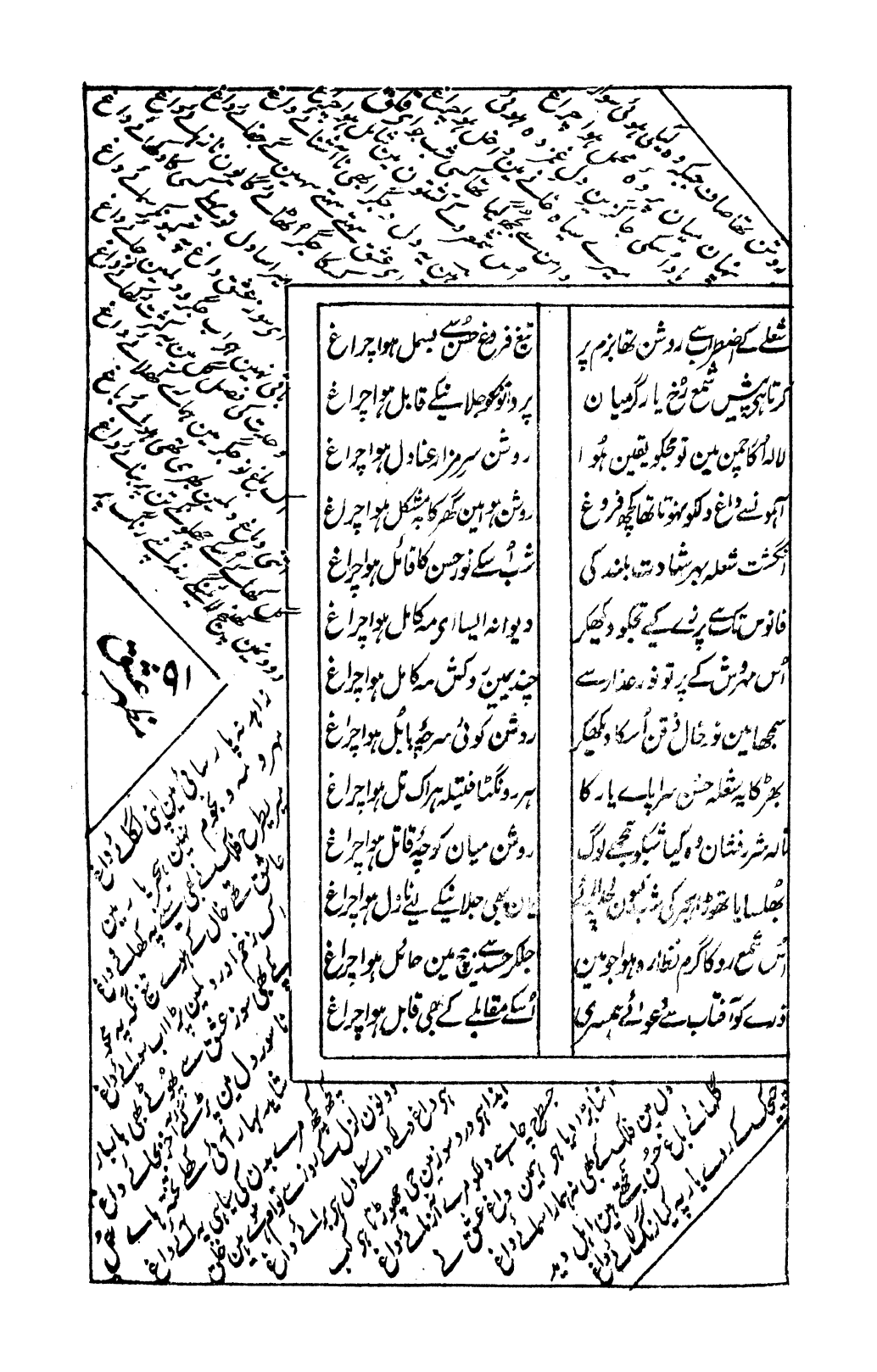
پروانو نسے یہ کرتی ہی ہر بار گرمیان
محفل مین یار کے نہ کوئی گل کھلائے شمع

ایسا فروغ آتش حسن صنم کا ہی
چاہے تو اپنے شعلہ رخ سے جلائے شمع

کرتی وہ سوز غم سے فلک کیہ برابری
عاشق کی طرح سے دل روشن تو لائے شمع

ہاتھ سے اپنے اگر روشن کرے وہ حور شمع
روشنی پیدا کرے مثل چراغ طور شمع





شعلے کے اضطراب سے روشن تھا بزم پر
تیغ فروغ حسن سے بسمل ہوا چراغ

کرتا ہی پیش شمع رخ یار گریبان
پروانوکو جلانیکے قابل ہوا چراغ

لالہ کا چمن مین تو مجکو یقین ہوا
روشن سر مزار عنادل ہوا چراغ

آہو نسے داغ دلکو ہوتا تھا کچھ فروغ
روشن ہوا مین گھر کا مشکل ہوا چراغ

انگشت شعلہ بہر شہادت بلند کی
شب سکے نور حسن کا قائل ہوا چراغ

فانوس تک سے پرزے کیے تجکو دیکھکر
دیوانہ ایسا ہی مہ کامل ہوا چراغ

اُس مہوش کے پرتو رخسار سے
چندین رو کش مہ کامل ہوا چراغ

سمجھا مین تو خال ذقن اُسکا دیکھکر
روشن کوئی سر چہ بابل ہوا چراغ

بھڑکا یہ شعلہ حسن سراپاے یار کا
ہر رونگٹا فتیلہ ہر اک تل ہوا چراغ

نالہ شرر فشان وہ کیا شبکو تجھے لوگ
روشن میان کوچہ قاتل ہوا چراغ

بھلسایا تھوڑی دیر کی شب نیون جلاکے
یان بھی جلانیکے لیئے نازل ہوا چراغ

اُس شمع رو کا گرم نظارہ ہوا جو مین
جلکر حسد سے بیچ مین حائل ہوا چراغ

نور سے آفتاب سے نوعوائے ہمسری
اُسکے مقابلے کے بھی قابل ہوا چراغ

اب تپش بھی فراموش الٰہی اُسے	خورشید حشر اپنا اگر دیکھ پائے داغ
اُنمین کہان یہ ذرّہ ٹمیں اور یہ تپک	لالہ نہ مینے داغونسے اپنے ملائے داغ
زاہد کو ہو جو صحبت عرفانہ کی ہوس	توبہ کا اپنی دامن و لسے چھڑائے داغ
دم بھر یہان بسر نہوئی اپنی عیش سے	دست خیالے چرخ نے اغونپہ کھائے داغ
سینے کو میرے تختۂ لالہ بنا دیا	ابکی بہار مین تو نیا رنگ لائے داغ
سوزش سے اسکی ہتی ہے سینے مین اک	چراغستان دل نہین کوئی سوائے داغ
بھڑکا رہا ہو آتش فرقت کو سینے مین	ڈرہو نہین نہ آگ کوئی اور لگائے داغ
ہو جلوہ گر خیال رخ آتشین اگر	مشعل ہمارے خانۂ دلمین دکھائے داغ

ردیف ف

دل میرا اور بلبل و لالہ کا ایک قلق
پیدا ہوا ہو باغ جہانمین برائے داغ

یہ مانگتا ہون دعا ہاتھ اٹھائے سوے نجف	مرا غبار الٰہی ہو خاک کوے نجف
چلا ہون لیکے مین دنیا سے آرزوے نجف	رہیگی مجکو جنان مین بھی جستجوے نجف
لگین دلمین تصور ہر زلف حیدر کا	ہمارا در نجف ہو گیا ہی موے نجف

یکایک اُٹھے تپ غم کی کسطرح ایذا — کبھی ہوے نہین فصلی بخار سے واقف
خیال خط نہین آتا ہو دلمین بھولے سے بھی — خضر ہوا نہین میرے دیار سے واقف
ہنوز عارض و لب ہی گرد خط سے پاک — یہ آئنہ نہین اب تک غبار سے واقف
وہ ایک رات تو مجھسے الگ نہ سوئیگا — ہوا جو لذت بوس و کنار سے واقف
چڑھے گا جسپہ جن جان لیکے اُتریگا — نہین ہر نشہ الفت اُتار سے واقف
وہ مست خمر ہی بلبل چمن مین شور نگر — نہین تو ناز کی خوے یار سے واقف
وہ ناتوان ہون مرے غم سے لاغری کی ہے — اجل نہین ہی مرے جسم زار سے واقف

ہم ابتدا ہی سے دل کا کہا نہ کرے قلق
جو ہوتے عشق کے انجام کار سے واقف

بوے گا کون عاشق نادار کی طرف — سارا زمانہ آج تو ہی یار کی طرف
جن آنکھ سے لیا تھا دل اب وہ رہی آنکھ — حیرت سے دیکھتا ہون رخ یار کی طرف
دربان کبھی جو روکے تو نارک مزاج ہین — منھ کرکے سوئین ہم نہ دیوار کی طرف
ہارے ہوے ہو سوتکا کرو ابھی حساب — فاضل ہی کچھ ہمارا ہی سرکار کی طرف

مصر مین ایک ہی سف تھے مہائی کہو
لکھنؤ شہر وہ ہے جسمین ہین گھر گھر معشوق

کچھ نئی ہمپہ نہین کرتا ہی بیداد وہ شوخ
ستم و جور کے سب ہوتے ہین خوگر معشوق

یون تو محبوب خفا کیش بہت ہین لیکن
کوئی مرضی کے موافق ہو مگر معشوق

عشق بازی پہ مری طعن نہ کر اے واعظ
میرے اللہ کا ہی میرا پیمبر معشوق

زہر و تریاق کی ہو آنکھ مین جسکی تاثیر
اب تک ایسا نہ چڑھا کوئی نظر پر معشوق

آگ پر یزاد کو تسخیر کیا ہی جب سے
اپنے مشتاق قلق رہتے ہین اکثر معشوق

دلمین ہو جنکے غم حال تباہ عاشق
ہو خوش کعبہ بنا بخت سیاہ عاشق

وہی ہی اللہ نے جن شوخ نگاہون کو کچھ آنکھ
تاڑ لیتے ہین وہ لاکھون مین نگاہ عاشق

دل معشوق تو کیا تم ابھی واقف ہو
عرش اعظم کو ہلا دیتی ہی آہ عاشق

قدر دان جتنے ہین خوش چشم ہین صاحب حال
دیکھتے رہتے ہین ہر وقت نگاہ عاشق

انکو آتا ہی عیادت کو دم نزع تو آئین
کھوئی کیون وقت سفر کرتے ہین آہ عاشق

دور ہین روز قصور کی لگی رہتی ہی
حال معشوق کا ہی پیش نگاہ عاشق

دل ہی مجھ مست کا دیوانہ چشم ساقی
اس کی بات مین ہی جام پہ مینا عاشق

یاد کاکل مین شب ہجر سحر ہو کیونکر
تیرہ روزی پہ مری ہی شب یلدا عاشق

جام سان حور رہا کرتی ہی مستی مین مدام
جام ساقی پہ ہی کیا نشہ صہبا عاشق

حال موسیٰ کا نہین آنکھ سے دیکھا شاید
کسکے دیدار کا کرتے ہین تقاضا عاشق

جان پاجاتا ہی دو بات تو نہین ہر دل مُردہ
اس تکلم پہ ہی ہے اعجاز مسیحا عاشق

تیری بازار محبت کا نرالا ہی چلن
مُفت مین لیتے ہین بیچ کے سودا عاشق

ہمسے مفلس کے لگے ہاتھ تو دکھلائین مزا
مالدار دنیہ عبث ہی ذلیل دنیا عاشق

ملوطی گلشن اعجاز ہی تیرا خط لب
ہمتو کیا دیکھین نو ہون عضر و مسیحا عاشق

وہ ملے غیر سے تم اور حسین سے نہ ملو
جو رہے معشوق کا لیتے نہین بدلا عاشق

چلنے والو نہ نیرنگ جہان نازکے
مین نہ معشوق کسیکا نہ کسی کا عاشق

دل تو پروانہ شمع رخ دلبر ہی مرا
سوز حسرت ہی مرے داغ جگر کا عاشق

فکر ملبوس ہو کیا آپکے عریانون کو
کبھی ہوتے نہین آلودہ دنیا عاشق

ہمنے تو سیر کئون کو دلے قتلق پایا کیا
کوئی معشوق مگر اپنا نہ پایا عاشق

غزلیات شوق ۹۶

اب تک میرے ملنے کی پروا اُسے کوئی
آتا ہو ننگ لیتے ہوے مجکو نام شوق

رہتی ہو صید لوٹ کی اُسے فکر ہر گھڑی
صیاد مرغ دل ہو گر فتادہ دام شوق

رکھتا ہو راہ عشق مین ای کبک اگر قدم
بسمل سے پہلے سیکھ لے طرز خرام شوق

وحشت جنونین جاتے ہی ہی پہلے یہ صدا
دیوانگان عشق کو پہونچے سلام شوق

پڑھتا ہو دہنی تو نمین کلمہ ہر اک حسین
مانند معجزہ ہی ہمارا کلام شوق

دیتا نہ جان ابلق چشمان یار پر
ہوتی جو اختیار مین میرے لگام شوق

باقی ہو عشق رفتہ کا پیرہن مین بھی نشان
داغ دل و جگر ہین شوق نقش گام شوق

دیکھے جو اُسکے تیغ کا لو مین خیال طوق
پروانے کی طرح ہو مہ نو فدائے طوق

وحشت ہوئی ہو دیکھکے اُسکی ادائے طوق
حدا دسا تھ بیڑیونکے کیون نہ لائے طوق

جنبش کرون جگہ سے تو زنجیر کھڑکھڑائے
نالہ کرون جنون مین تو گردن دبائے طوق

داغ جنون پنجہ ارگمن مین ہون کمال
درکار اُس پر یکا ہی چھلا بنائے طوق

طفلی مین ای پری تراد یوانہ ہون مجھے
زیور کوئی پسند نہین ہی سوائے طوق

آخر اے چرخ تجھے ہونا ہی پامال زوال — دیکھیں رکھتا ہی بلند اپنی تو گردن کب تک
الا شہ اُٹھ جائیگا تو روح رہیگی باقی — کیا بتاؤں تری کو چہیں ہی مسکن کب تک
کتنے فرعے سے عیاں ہوتی ہی گن گن سال — جذب دل لائیگا اسکو سر مدفن کب تک
صحبت مُہمل و گل کے ہی عبث تو درپے — باغبان سبز رہیگا ترا گلشن کب تک
آخر اس شوخ مزاجی کی بھی کچھ حد ہی حضور — رہیے گا غیر کے بھڑکانیسے بدظن کب تک
بیاں سے بیچیے گردن سے جُدا کیجیے مرا — خم رہے تیغ کے مانند یہ گردن کب تک
ہر سخن میں ہی کنایہ تو ہر اک بات میں رمز — سبزہ آغاز ہی صاحب تر کپن کب تک
سبز کر کشت تمنا مری اے ابر وصال — آتش ہجر جلائے مرا خرمن کب تک
اک نظر دیر میں کعبہ میں دکھلادے جمال — بحث کرتے رہیں یہ شیخ و برہمن کب تک

اسد اللہ مدد کے لیے کافی ہیں فاق
چلیے رو بہ کیطرح ڈھونڈ ھینگے دشمن کب تک

اس خاکسار کو یہ ہوئی ہی پسند خاک — ہوتی نہیں زمین سے ہرگز بلند خاک
برباد اس مہ میں رہی روز چند خاک — روندے کبھی تو آکے تمھارا سمند خاک

دامن تک اُسکے پہونچی ہی اُٹھکر پس فنا
کس درجہ ہی قلق مری ابتر بلند خاک

یارب اِسے کہان متحمل کہان تلک	بوجھ اِسقدر اُٹھائیے اُٹھے جہان تلک
یوسف کا میرے مُون ٹھیگا کہان تلک	بندے کو بھی عزیز نہین نقد جان تلک
اُس خوش نگہ کی گردش چشم سیاہ نے	پہیے بر نگ مہ مرے استخوان تلک
لاغر وہون جو سایۂ بال ہما پڑے	سارے بدن کی چربیون مین ہڈیان تلک
کہنا کہ محو خال نے اِفیون کھائی ہی	لاؤ اُسی بہانے سے اُسکو یہان تلک
مانند شمع سوز نہانی کا ہی یہ حال	داغ جگر سے لپکے ہماری زبان تلک
کیونکر ہمارے جانیکی اب کوئی بھلے راہ	اغیار سے گھٹے ہوے ہین پاسبان تلک
بدست دعا ہین منتظر ہی ہمسے کیا ہین شاد	محو دعائے خیر ہی پیر مغان تلک
آنسو پچھے نہ مُنبل نا لانکے ایک دن	آئی نہ برق خندۂ گل آشیان تلک
ایسی گریز سب کو ہی مجھسے بر یطرح	آئی نہین قضا بھی ترے نیمجان تلک
چورنگ کر چکے جگر و دل تو میری جان	تیغ ادا کے ناز اُٹھاؤن کہان تلک

قدرت ایسی ہی ہو حق نے آپکو گر چاہیے
کیجیے ارض و سما زیر و زبر یا غوث پاک

صولت روباہ بھاگے سامنے سے شیر نر
ہو سگ در آپکا گر حملہ ور یا غوث پاک

مائل پرواز اگر ہو آپکا باز جلال
مگسر کے بھی کاٹ لیں بال و پر یا غوث پاک

جن و انسان کیا میان مجلس وعظ حضور
کون تھا جسکا نہ ہوتا تھا گذر یا غوث پاک

یہ توکل تھا سوائے فقر و فاقہ آپ نے
عمر بھر دیکھا نہ سیم و زر یا غوث پاک

فاسق و فاجر تھا کیسا ہی مواکامل ولی
پڑ گئی جسپر توجہ کی نظر یا غوث پاک

جن و انسان و ملائک سے بھی یہ ممکن نہیں
جو ریاضت آپنے کی عمر بھر یا غوث پاک

اولیا میں آپسا حاجت روا پاتا نہیں
اٹھ کے اٹھا کر دیکھا ہو میں جسمر یا غوث پاک

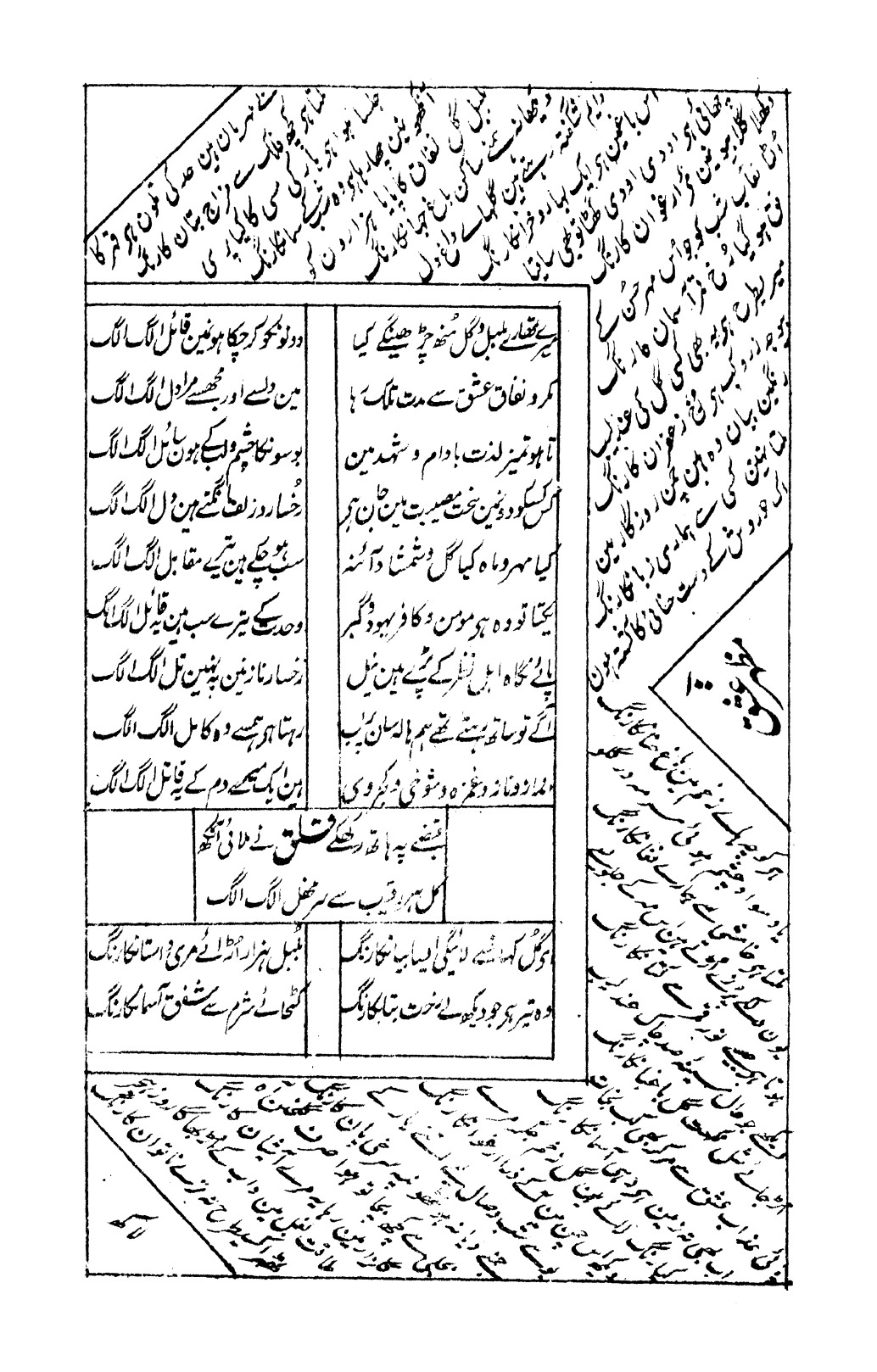
بعد ائمہ کے خدا نے اپنے بندوں کے لیے
ختم کی حاجت روائی آپ پر یا غوث پاک

آپکے خوان کرم سے کیا ملک کیا جن و انس
کون تھا ہو تا نہ تھا جو بہرہ ور یا غوث پاک

فیض اسے کہتے ہیں تھا جسنے دیا آپکا
آرزو بر آئی اسکی جلد تر یا غوث پاک

غیر ممکن ہے وہ بھٹکے منزل مقصد کی راہ
جس کسی کا ایسا ہو راہبر یا غوث پاک

جو شرف اس درگاہ معلی سے ہوتے ہیں
ہو نہ غبطہ کیونکر انکے بخت پر یا غوث پاک



لاکھا لبو نپہ دیکھکے مجکو یہ شک ہوا — لاکھی ہی سیر بار کے درج وہانکا رنگ

ہستی کی ہم عدم مین بہت دھوم سنتے تھے — دیکھا وہانسے آکے عجب کچھ یہانکا رنگ

نیل آنکھونکا ڈھلا ہی تمنائے دید مین — بیطور کچھ ہی کل سے ترے نیمجانکا رنگ

صحرا سے عزم کوچہ قاتل ضرور ہی — اب چند روز دیکھیے چلکر وہانکا رنگ

وصف مسی و پان عجب انداز سے کیا
محفل مین جم گیا **قلق** خوش بیانکا رنگ

ہتو ہون دلیے دور ہین پس اور لوگ — سونگھین گل عذار کی یوناس اور لوگ

واعظ ہین ڈرانہ و فور گناہ سے — اُسکے کرم سے ہوتے ہین بے آس اور لوگ

سودائے عشق یان تو ہی سر مین بھرا ہوا — نام جنون سے کرتے ہین وسواس اور لوگ

آزادگان عشق ہر ک عالمین ہین شاد — ہونگے اسیر رنج غم و یاس اور لوگ

ہین سیر بو یلے تو کل کے فاقہ مست — ہوتے ہین مضطرب دم افلاس اور لوگ

یان ہی فقط ہوس زر و زندگے دید کی — کھلتے ہین سکے دانتونپہ الماس اور لوگ

ہنگو گ ایک اپنا تھارا ازل سے ہی — پوچھین برہمنونسے ہو راس اور لوگ

۱۰۱ انتخاب عشق

گلزار مین ہر سمت گھٹا چھا گئی ساقی
غنچے مین گلابی مین بھری ہے شفق من پھول

خار نے دیا مجکو تو یون پھول گئے غیر
جیسے دم کا جسطرح سے جاتا ہے بدن پھول

آیا ہے گلگشت چمن جب وہ شہ حسن
بلبل نے تصدق مین لٹائے کئی من پھول

ہے گل جو ترے گوہر دندان کا عکس
بنجا مین ابھی موتیے کے دو عدن پھول

تھوڑی جا چلیے پھر شمل گلستان
بلبل کے کرین جبکہ جوانان چمن پھول

ہے مرغ انوسنت جو گلشن مین گے نقاب آپ
بنجائینگے سوجھی ہی غنچہ دہن پھول

ہے مست کو کاش مین سبوحی موجود کلہ
خورشید ہو ساقی شفق صبح چمن پھول

جب کرتے ہین سیر چمنستان مضامین
چن لاتے ہین گلچین کیطرح اہل سخن پھول

خوش چشمونکی پرتی نہین آنکھین گل تر
سنبر کے عوض چرتے ہین اے گاؤ ہرن پھول

کھنچی جو ترے رنگ حنائی کی صفت خوب
سونے کے لٹاؤنگا دم فکر سخن پھول

چڑیا زری انگیا کی بھی بنجاتی ہو بلبل
محرم مین جو رکھتا ہو تو اے شوخ چمن پھول

ہوگی نہ کبھی اس لب رنگین کے مقابل
جس رنگ سے چاہو شفق شاہ مین پھول

کیون نہ اٹھے چکمنا ہر شب تری لف مین اے گل
کیا صبح بنا گوش کا نارا ہے کرن پھول

لذتین تین یہ پائی ہین کہ سوا ہون قتل
زندہ کرے جو خدا دوبارا قاتل

تیری تلوار کو رومال مین بھاری دونگا
سبکی سے سر اگر تن سے اتارا قاتل

واجب القتل وہ ہین سر ہین جنکے ضامن
تیغ ابرو کا تری ہے اشارا قاتل

جیتے رہنے کی مذ[illegible] ہین ہموت
سخت جانی سے قلق جی ہارا قاتل

سامنے ابر مژہ کے جو ہین آئے بادل
عرق شرم مین غیرت سے نہائے بادل

ہجر دلدار مین ہر سمت جو چھائے بادل
آہ سرد آہ کے جھونکون سے اڑائے بادل

چشم تر سے نہ مری آنکھ ملائے کہدو
ابرو اپنی بڑھا کر نہ لگائے بادل

ابر مردہ سے بھی بدتر نظر آئے مجکو
فرقت یار مین گھر گھر کے جو آئے بادل

در گلزار پہ برساتین مستوکی ہر وک
سیر مو باغ کی دیوار جو ڈھائے بادل

دون جو تشبیہ تری ابر سے اے گل
چمن دہر مین پھولے نہ سمائے بادل

سرخی پائی مسی پر نظر آجائے بہار
شفق شام کا عالم بھی دکھائے بادل

ہی وہ برسات کہ داس سے دل داہ کے
کیا عجب داغ جو تقوی کا چھڑائے بادل

داغ پروانۂ محبت کے سے تو بھی نہ کی
ہو گئی سینہ آفاق وفاداری دل

میری درماندے ہی پر ہیر جو اس عیسیٰ کی
موت کے پاس تو جو چاہیے بیماری دل

پاس گو کچھ نہیں جز درد ہم داغ سودا
سو رہا گنج گراں گر ہو خریداری دل

ساتھ دنیا کے بگاڑے ونے چھیڑا یا تجھ کو
اک تجھے چاہیے ہو نہیں سو ہے کاری دل

فائدہ ملتا ہو تریاں کا ہو یہ ہم میں نہیں
راحت جان ہے مخلوق دو گرفتاری دل

اللہ رے حسن جلوت و قدرت نمائے دل
صد جلوہ پیش آئینۂ حیرت ہے جائے دل

ہو لطف وصل یا جور و ذوق فزائے دل
شرمندہ سے بھی ہم نہ ہوئے التجائے دل

اور ان جفا شعار حسینوں پہ آئے دل
اپنے کیے کی آپ سزا کچھ تو پائے دل

بھائی ازل سے اکھڑے دو لتسرائے دل
کوئی مکان پسند نہیں ہے سوائے دل

کھلائے جذب عشق میں آپھی کام آزل
اس وقت میں تو آنکھ نہ تجھ سے چرائے دل

شاید ہے کوچ قافلۂ عقل و ہوش کا
آتی ہے میرے کانوں میں بانگ درائے دل

کہتے ہیں پیار کرنے پہ تو غش ہیں یہ مگر
اٹکی گرہ میں اور نہیں کچھ سوائے دل

مثل زمین ہو عالمِ بالا کو زلزلہ
پہونچیں جو گوشِ عرش تلک نالہ ہائے دل

اشعار میرے کیوں نہ ہون پر درد و پُر اثر
موزون کیے ہین مین نے **قلق** نالہ ہائے دل

نہ کل تک تھے وہ مُنھ لگنے کے قابل
ہوے آج باتین بنانے کے قابل

تری بندگی اور سیہ کار مجھسا
یہ سر اور ترے آستانے کے قابل

لب زخم دلیر یہ ہی شور قاتل
تری تیغ کا پھل ہی کھانے کے قابل

نکالے ستم پیٹ سے پاؤن تیرے
ہوے جب کہین آنے جانے کے قابل

دل بوالہوس لائق داغ اُلفت
یہ در ہم نہ تھے اس خزانے کے قابل

ان آئینہ رویون کی اُلفت نے ہم دل
نہ رکھا ہمین مُنھ دکھانے کے قابل

یہان بیٹھ ہین کھٹکے چلو اس چمن سے
نہین یہ جگہ آشیانے کے قابل

پتنگے ہین گستاخ اے شمع پیکر
نہین تیری محفل مین آنے کے قابل

کوئی اُس کے در و خلسے یہ کہدے
مرا نقد دل ہی چرانے کے قابل

کبھی خون مین میرے بھی ہاتھ نرکر
یہ مہندی ہی تیرے لگانے کے قابل

بدعہد گر سمجھتے تو دیتے نہ دل کبھی
جانتے ہین ذرے ذرے مین اس مہ کا فر فروغ
جا دو بیان ہین تری غمزے کے ہین چالے
اس شوخ کو کھلانے لگا ہون مین ہم
آرام عاشقی مین سلیمان وقت ہے
پابوس کا ہر پا پیدا فتادگی ہے
در وجفا سے ہوتی ہر چشم وفا کماں
پچپا ہے ہین ترک ملاقات یار سے
دلکو ہمارے اُلفت مژگان یار ہے
جب نمک دیتے ہو سہ تریاق خال لب
کرتے ہین فصد بادہ سے سر طلسم نشہ
عشق میان یار سے مارا ہے نے گناہ

ہین بھلے آگئے قول و قسم سے ہم
دونی کو بھی دیکھین کبھی چشم کم سے ہم
اس شوخ کو کھلانے لگا ہون مین ہم
تسخیر کرتے پریون کو نقش سے ہم
یہ دل ہے نقش پا کے قدم سے ہم
ہر صبح اٹھتے ہین ترے غم سے ہم
خوش ہوتے ہین کسی کے قد و قامت سے ہم
کہتے ہین کاہ خسرو قاآن بکوم سے ہم
جانبر ہونگے افعی گیسو کے سم سے ہم
جام اپنا کم سمجھتے نہین جام جم سے ہم
تماشا کرینگے عالم نا کسے عدم سے ہم

روز جزا کا خوف نہین کچھ ہمین قلق
پائین گے خلد اُلفت شاہ اُمم سے ہم

ذریعہ ہی پیغامبر کا سر ہو تن سے جُدا
بھیجکر بھی چلے ہین وصل کا پیغام ہم

جب کوئی نایاب ہاتھ آتا ہی مضمون دہن
اہلِ قلق بیشک سمجھتے ہین اُسے الہام ہم

صاف باتون سے ہو گیا معلوم
ہوئے ہو مطلب آشنا معلوم

کشتہ تیغ مژگہ سے کیجے گا
چشم و ابرو سے ہو گیا معلوم

ابتدائے محبت دل کی
یہ نہ تھی ہم کو انتہا معلوم

کچھ دہن ہی نہین ہی وہ ناپید
کمر یار بھی ہی نا معلوم

ور تک اُس کے مری رسائی ہو
تجھ سے اے نجت نارسا معلوم

جب کہا رو کے تجھ پہ مرتے ہین
ہنس کے بولا وہ بُت خدا معلوم

مہربان آج کل ہی وہ نے مہر
اسمین ہوتی ہی کچھ دغا معلوم

تم سخن سازہو بڑے اے جان
طرز تقریر سے ہوا معلوم

جب سے مین ذکر وصل کیا
بولا مطلب نہ کچھ ہوا معلوم

بدگمان دشتِ رزسے واعظ ہو
ہم کو ہوتی ہی پارسا معلوم

قدر اپنی نہ جہانمین ہوئی باوصف کمال
صفت بوئے گل اس باغ مین برباد ہین ہم

شکوہ کرتا ہون تباہی کے تو فرماتے ہین
خانہ بربادی عشاق کی بنیاد ہین ہم

جان مارو نسے ہو تیغ نگہ یار کا قول
دم مین لاکھون کو کرین قتل و جلا دہین ہم

ہم سرکایت نہین آپکے تمھین منصف ہو
واجب الرحم ہین یا قابل بیداد ہین ہم

ہم سمجھتے ہین پڑھائی ہوئی باتین کرو
طفل مکتب ہو تم اے جان ابھی استاد ہین ہم

کیسے یار کے سودے نے کیا خانہ خراب
کیا ہوا خو ہی صیاد مین برباد ہین ہم

ردیف ون — قطع امید دیدار — قلق ہوتی ہے

نگران اسلیے رہتے رخ جلا دہین ہم

کرشمے ہے وہ کیونکر نباہ دیکھتے ہین
ہم اپنی تھوڑے دنون اور چاہ دیکھتے ہین

گمان قاصد گم گشتہ ہمکو ہوتا ہی
کبھی جو کوئی کبوتر تباہ دیکھتے ہین

تمھاری آنکھونکے آگے بڑے مبصر ہین
یہ خوب صالت تیغ نگاہ دیکھتے ہین

مزا طلب تو نرالے ہی سن ذوغلط کی
کہین کریم بھی دل گناہ دیکھتے ہین

یقین ہوتا ہی ہر گستگی قسمت کا
پھری تھی جو تمھاری نگاہ دیکھتے ہین

صفائے حسن جہاں حیرت افزائے زمانہ ہو
جوانی کیا جلا کر دیتی ہی آئینہ رو مین

اٹھون تا روز محشر سر خرو کشتون مین قاتل کے
لحد مین بھی مسلمی سکی نکھت سے پہلو مین

کریگا باندھکر اٹھا دھرا صیاد قید اسکو
نہ گل تو لیگی لبلبن بھی نغمہ اونکی ترا نہ مین

ہی شہرہ قاف تا قاف ہم جا دیبا نوچا
وہ انسان ہین جو لیتے ہین یزداد سے ٹکر

ہوف وہ ہون کہ اٹھا درد دل تعظیم کی خاطر
جب آیا ناوک قاتل جگہ دی مین نے پہلو مین

بیابان مرگ ہون ہمسایہ تیمور دکا ہونگا
مرا مرقد بنایا تربت مجنون کے پہلو مین

وہ ہون آزاد عشق قد لگا گر باغ مین بستر
قفس مین کیے لٹکانے گئے سر لب جو مین

دل سودا زدہ پہ سیر ہے اٹھ اسکی نہین لگتی
نہ داغ جنون تلتا ہی نظر اونکی ترازو مین

ہوا مین پائیچونکے ہر اثر باد بہاری کا
صد انخندہ گل ہر ری قبا کے گھنگرو مین

مبارک دیر و کعبہ ہون قلق شیخ و برہمن کو
بچھائین گے مصلا جل کے ہم محراب ابرو مین

کیا جب ضبط گریہ فرقت ساقی مہ مین
نکل آئے برنگ شیشہ مے اشک اچھو مین

ہوے ہین انقلاب عشق سے سب اپنے بیگانے
مرے خانہ بو مین دل تھا پہلے اب ہے اونکے قابو مین

۱۰۹ غزل

نظر آتی ہی صورت یار کی قرآن خوانون مین
ہوا انکے لئے کی خاطر یہ دل سودا زدہ اپنا
فرنگستان عاشق سے چلا ہی جن کیلیون مین
تصور مین ہی زلفون مین ہی ابرو مین ہی مژگان مین
نہ ہوگا اس لئے پھر آب گوہر سیپ کا ظاہر
کہ موتی بن گئے ہین اشک اسکے اسکی چشمون مین
مثال اس نقش کی کھینچے نے ہرگز سیپ کا جوہر
پھر چھون یہ تراشت ایسا خال لیلیٰ کی گوشون مین
ہوا ہے مہ تے ایسا داغ کوئی دیکھا نہین ہوگا
کہ جسکی روشنی ہی جہان بینی قلق کے جلد مین

امان جان نہیں اپنے میں کشتۂ دیدار — تمہاری تیغ نگہ کی کہیں پناہ نہیں

عبث ہے غفلت اطفال سے چونک اے غافل — یہ مہد دو جہان بہر خوابگاہ نہیں

وہ خوش نصیب ہیں جو ہیں سلیمنگ خط — تجھ پیں وہ پاؤں میں تیری دھنگاہ نہیں

ہیں یوسف دل گم گشتہ کی تلاش میں وہ — نہ بھانکا آیا جسے کوئی ایسا چاہ نہیں

وہ ایسا قاتل بیرحم ہے مروت سے — کہ اسکی تیغ کے قبضے میں بھی پناہ نہیں

تمہاری آنکھ سے کہتا ہے لگاوٹ کو نصیب — ہرن اگرچہ ہیں خوش چشم خوش نگاہ نہیں

طریق عشق میں ہو جا جا شبہ فرار — مگر قطع نیز رویسے ہو یہ راہ نہیں

فقیر ہے تو توکل ہے تخت شاہی سے — گناہ فقر کم از تاج بادشاہ نہیں

مرے کریم کی رحمت ہے بیحساب اے شیخ — نہو جو عفو وہ ایسا کوئی گناہ نہیں

نہیں ہیں بیل تکلیف فرش دیبا کی — زمین شعر سے سلطان بھی باج خواہ نہیں

اس آرزو پہ اے خاک بھی مگر اب تک — مرے غبار کو دامن سے اسکے راہ نہیں

کرونگا عرض غم پرسش عمل تجھی — ترے کرم سے نیازہ مرے گناہ نہیں

ضرور چاہیے عاشق پہ شفقت معشوق — گدا نواز نہو جو وہ بادشاہ نہیں

یون شب وصلت ہر شب غیر ممکن نہین
صبح عید سے کوئی سحر ملتی نہین

سب قمر رہبانہ ہوا مین فلک کی سفت تو ہو
سنکے کرے کو زمین پر اشتہار ملتی نہین

ہمسا عاشق معشوقے پایا ہو مدت کی
ایسی آپس کی محبت برملتی نہین

خوب دیکھا خوب ڈھونڈھا پر سوائے لکھنؤ
کوئی ایسی دلکشا آبادی نظر ملتی نہین

ہم بھی غیرون سے عوض لے لیتے لیکن کیا کرین
چار دانگ عالم مین ایسی مست صورت ملتی نہین

دم بدم اٹھتے ہین شعلے دمبدم حیرت زمین
کوئی مشکل سودہ کی مثل شرر ملتی نہین

جان عالم ہو مرا سلطان عالم اے فلک
حسن کی دولت کسیکو اسقدر ملتی نہین

دیکھکر جو دم بدم گشت چشم مست کا
اسکے بن کس کی بھی گھڑیون جھپک رہتی نہین

شام کو نسبت سواد زلف دلدار سے نہین
صبح نور روے دلدار سے سحر ملتی نہین

گوہر دندان عالی کی کرون کس منہ سے وصف
مجکو کل کے لیے اب گھر ملتی نہین

گو مشابہ چشم اوس سے ہے خیز آہو کی آنکھ
پر یہ چتون پر نگاہون کی نظر ملتی نہین

نور گردہ کے آگے چاندنی بھی گرد ہے
نقش پاسے بھی فزا اسکل قمر ملتی نہین

اسقدر رعب عدالت شہ کا ہے نسان تو کیا
شیر کی روباہ سے بھی اب نظر ملتی نہین

۱۱۱ مخمس

اُٹھین بھی بزم سے تو ہم کو ہے یہ اختیار
دیکھتے ہین
قدوہ ہے ہر ہوا کی ہمونیان ہین دیکھتے ہین
سر دار دیکھتے ہین
ابھی سے حال یہ ہے کیا کہین گے دیکھتے ہین
دہ ایسی چھاتیون کا خواہ اظہار دیکھتے ہین
آزردن شوق تماشا مین ہے ننا
کسی شہید کا جب ہم مزار دیکھتے ہین

اچھا نہین ہی غیر و نکا مجمع مکان مین — مطعون ہو بجاؤ کہین تم جہان مین
پڑے ہماری آنکھونکے کہین نیر تھے — جھالر مژہ کی چاہیے تھی سائبان مین
مانند برق کوندتی ہو ابر زلف مین — اے جان صاعقہ ہی کہ بجلی ہی کان مین
اس طفل کی جو دھیا مین تھی تو تلی زبان — ہنگام نزع ہو گئی لکنت زبان مین
کاتا ہی جب بہار مرا غیرت چمن — کیا سوجھے پھول جھڑتے ہین اس ایک تان مین
قاتل ہمارا جیتے جی ہوتا نہ فیصلہ — پڑتی نہ تیری تیغ اگر درمیان مین
بیخوار دنکے جوہر سے ہی تنگ فروش — شیشونکو بھی جگہ نہین ملتی دکان مین
لکھا جب اپنی آبلہ پائی کا ماجرا — پھلے پڑے ہزار قلم کی زبان مین
مر مر گیا مین ابرو پر خم کو دیکھ کر — کیا تیر کا ہی تو ر تمھاری کمان مین
ایفاے وعدہ کرکے نہین تو چلا لیا — اے جان تم جو آئے تو جان آئی جان مین
خود بینی آج کل ہی یہ مد نظر انھین — دیکھو کہ آئینہ ہی جڑا خاصدان مین
جلتے ہین میرے شعلۂ آواز سے رقیب — مانند شمع رکھتا ہون آتش زبان مین
اے جان جان یہ شہپر پرواز حسن ہی — اچھا لائین ہی موتیو مکا تیرے کان مین

زلزلہ آجائے ہو جائے تہ و بالا زمین
میں اگر اے آسمان آہ و فریاد ہو ن

کون مجھسے بڑھکے ہے مشکلکشائے دو جہان
تیرے ہوتے غیر سے میں مدعا کیونکر کہون

ہے سلامت طفل اشک محو نکا دنیا میں ہے
چاہتا ہون میں بھی بت کا نیا ہو ہر بار کہون

کشتۂ اندر خوبان ستم ایجاد ہو ن
کہتے ہین کیا ہے حسینون ہی مین میرا ذکر حسن
بیچنے ان جانتی ہین مجھکو مفت آدم زاد ہو ن

لاکھ یہ کھوٹے کرین مجھسے کر اپنا لو قبول
دم مین لکھو مین پرکھ لیتا ہون وہ نقاد ہو ن

ضیائے حسن کے خورشید نور جان عالم ہین
ضیا بخش روح ہمراہ پیکر جان عالم ہین

خدا خود ناخدائے کشتی اقبال عالی ہو
جہاز ہندگان حق کے لنگر جان عالم ہین

ہر اک نقش قدم ہو آشیان مرغ سعادت ہو
ہمارے اوج اقبال کے سمندر جان عالم ہین

منور بزم عالم شعلۂ رخ سے نہ کیونکر
کہ شمع محفل ہمراہ پیکر جان عالم ہین

فروغ نام حاتم رو بروالیونکے ہوتا ہو
سپہر بخشش و ہمت کے اختر جان عالم ہین

ملاحت اک نمک پروردۂ سرکار عالی ہو
صباحت مین سمن رو سمن بر جان عالم ہین

شب کے ہاتھ سے تنگ آکے صبح ہین اور شفق
آئینہ مین نالش کو سب مے خوار قیصر باغ مین

پنہان ابھی ہو دولت خورشید نقاب مین	رعشہ مگر پڑا ہو تن آفتاب مین
ہر جوش بحر اشک کا چشم پر آب مین	دریا مین ہو حباب کہ دریا حباب مین
شب ہو شباب بحر جہان خراب کو	وہ جا ہو ابھری ہو دماغ حباب مین
معشوق شرمگین پہ کیون نکلے بنی جان	بیبا کیون سے لطف سوا ہی حجاب مین
ہر عشق سے جدا نہین کونین مین کوئی	انسان تو کیا فرشتے پڑے ہین عذاب مین
نکلے اون کوئی گھر مین کیونکر آنے پائے	دربان کو یہ حکم دیا میرے باب مین
دریا پہ ہر غسل گیا جب وہ آفتاب	آنسو بھر آئے دیکھ کے چشم حباب مین
اسکے رخ صبح سے دعوی ہمسری	منھ دیکھے صبح آئینہ آفتاب مین
شب قاتل کرامت پیر مغان ہے شیخ	قاضی کو حال آئے جو بزم شراب مین
جام جہان نما سے نہین کم یہ سفلگی	دنیا کی سیر کرتا ہو انسان خواب مین
اچھل رہا تھا مست بہت سو اچھا ہوا	تلوار گر پڑی تھی قاتل شراب مین

پڑتا ہی عکس ماہ کا جس طرح آب مین

بیری نے ہے رکھا عوض لے یا قلق
جو جو مزے اُٹھائے تھے عہد شباب مین

ہوں ہی ملول یاد رخ بے نقاب مین
آتا ہی لعل خون جگر آفتاب مین

کیونکر نہ غصہ تیز ہو اُنکا شباب مین
ہوتی ہی بہت ہے تلخی گلاب مین

ہوں ہی ہمہ مژہ نعل سے کمتر بچے ہوئے
گو خضر اسیر ہو گئے دام سراب مین

ہجر سے پیچ سا نکالے ہے زہر ہر رگ
جلتے ہین جا بجا تنگ کا قصر حباب مین

ہا کھون ہزار ایک گھڑی مین ہی کیا کہون
کیا ہی کیا ہی لطف صنم کے عتاب مین

کیا شوق دید نشتر مژگان ہی کہ ہو
مانند نبض ہو گئی جان اضطراب مین

کس ان چلکنی ہی ہوتی ہی ہر شعر
گریان ہو جب تلک کہ ہی خالی کباب مین

کرتا نہین کسی کو ملاقی کا مست
ہی ہی ہو مل مست کی کیا اشتراب مین

خوش رہیے جب سے ہو گئے صبح کیا
دانہ شاد ہو مژہ شبنم حباب مین

ہم رند مشرب ہو نکو نہین خوف باز پرس
یکسان ہو اپنا حال خطا و صواب مین

تنہا کہ اپنی بیدمردن بھی ہی طلب مین
ریگ روان کی صوت ہر وقت ہی سفر مین

اے دل یہ وہ گیسو ہی پر خطر انتہا یت
الٹ جاتے ہین مسافر اکثر اسی سفر مین

بہت الغضب کی فرقت دلکو نہین گوارا
یوتن لگی ہوئی ہی آٹھون پہر کمر مین

پیدا کر رہا ہی کیون میری خاطر ظالم
کیا فائدہ دفاک کا ہوگا مرے ضرر مین

اسکو ہی پاس مہمان وہ کھو ٹتی ہی
اوگ الف یا لا مہ صیرہ ہر گھر مین

غیرت نے اضطرابی ہوتے نہین کبھی وہ
آگے تو آہ میری مشہور تھی اثر مین

اے ماہ مہر خوبی آگے تمہارے کچھ بھی
حسن جناب نجم سفہ چیتا نہین نظر مین

وہ برق حسن مسی کالے مین تاب رہا ہی
بجلی چمک رہی ہی دامان ابر تر مین

مسدوق کی تو وضع عاشق کو نفع کرے
اب خاک ہین صدف کے گوہر کے گو آب ہی گہر مین

وہ آفتاب تابان آیا ہی کس چمک سے
ساقی مجھے صبوحی دے تو بھی جام زر مین

چھوٹے آگے یار پہلی منزل ہی مین بیچ ہی
سب حال دوستی کا کھل جاتا ہی سفر مین

حال دل قلق کیا ہر بار پوچھتے ہو
جسکی نہین دوا کچھ وہ درد ہی جگر مین

سیر کرتے تو اُسے دیکھا ہو جو بازار دونمین
مشتری ہوتے ہین یوسف کے خریدار دونمین

چاہتے ہین کہ کوئی غیرت یوسف بھی بنے جائے
کسقدر بکتے ہوئے کھرے بنتے ہین بازار دونمین

وہ قدم چلکے جو تو چال دکھادے اپنی
ٹھوکرین کھاتے پھرین کبک بھی کہسار دونمین

فنون عشاق سے لازم ہی یہ پرہیز کرین
کہ شمار آپکی آنکھون کا ہی بیمار دونمین

شیخ کعبہ ہو دیا برہمن بتخانہ
ایک ہی در پہ دونون ہین پرستار دونمین

دیکھیے کتنے خریدار ہین کیا اٹھتا ہی
جنس دل بھیکے اسکوائی ہی بازار دونمین

فصل گل آئی خزان بھی ہے گئی ہے گذار مگر
طائر دل ہی ہنود اُسکے گرفتار دونمین

سیر کو اسکے نکلا جو دو شاک یوسف
بندے بنے ہوئے ٹھے لگ گئے بازار دونمین

یہ نیا یار کی سرکار مین دیکھا انصاف
نیکی گنہ بھی گنے جاتے ہین گنہگار دونمین

کہین ڈھونڈھے سے بھی ملتے تھے ترا یکمال
جن دنون قدر شناسی تھی خریدار دونمین

تیغ قاتل کے گلے ملتے ہین خوش ہو ہو کر
عید قربان ہی محبت کے گنہگار دونمین

کسی من سے نہ اُلجھا ہوئی صحبت گل
اہی ضعیفی تن زار اپنا ہی خار دونمین

قلق اثبات دہن مجھ کے نہ کھلوائے کبھی
ہر بڑی بات گر بات رہی یار دونمین

تو ہی منصف ہے غیرت کو کوئی انصاف سکھاتا ہو
بھی سے ہم تری بیداد کی فریاد کرتے ہین

قلق ایسے ہوے ہین ہم فراموش آنکی خاطر سے
کبھی ہنسلے سے بھی ہمکو نہین یاد کرتے ہین

ستم وہ طرفہ کرتے ہین نئی بیداد کرتے ہین
سیر در دنکو کرتے ہین ہمین آزاد کرتے ہین

بہار آئی ہو مشق نالہ و فریاد کرتے ہین
عرس ہی جنون اپنا سبق ہم یاد کرتے ہین

قلق ہند وستان فغانکو یاد کرتے ہین
حال کار اپنا سوچکر فریاد کرتے ہین

بتونکے بوسے نالے جو ہنا شاد کرتے ہین
خطے ساکنان عرش تک فریاد کرتے ہین

وہ مجھکو دیکھکر گلشن مین گلچھرے اڑاتے ہین
قفس مین ہم پڑے ہین منے صیاد کرتے ہین

کوئی مجھسا نہو گا گشتۂ ناشاد عالم مین
تاسف نوجوانی کا مری جلاد کرتے ہین

کہتے ہین دیوانہ مجھے زینت پسند دنکا
تکلف بیڑیونمین ہر برس صد کرتے ہین

آہی شکر نالون نے ترا تو دکھلایا
وہ دلکو تھام لیتے ہین جو ہم فریاد کرتے ہین

مرے نالونسے تنگ آئے ہین ایسے میرے ہمسایہ
عدو تین مری جاجاکے سب فریاد کرتے ہین

نہین دیکھا ہو شاید اُس سہی قامت کو گلشن مین
یہ دعوی اسکی کا اپنی کہ شمشاد کرتے ہین

دل ناشاد **قلق** کو بھی کبھی شاد کرو
اس شہ حسن فقیروں کی دعا لیتے ہیں

رفتہ رفتہ صورت نا سور آنکھیں ہو گئیں
دستہ و پیکار ہیں معذور آنکھیں ہو گئیں
آنسوؤں نے خوشہ انگور آنکھیں ہو گئیں
نرگس شہلا کی کیوں مخمور آنکھیں ہو گئیں
اشکوں نے طوفان اٹھا تو ر آنکھیں ہو گئیں
دیکھ مطرب کاسۂ طنبور آنکھیں ہو گئیں
میری خاطر اسکی ابرو طور آنکھیں ہو گئیں
اسلیے بہزن تری مشہور آنکھیں ہو گئیں
ہم فقیروں کی تو دی مقدور آنکھیں ہو گئیں
شکل نرگس میری بھی بیخور آنکھیں ہو گئیں
حسن کی دولت سے کیا مسرور آنکھیں ہو گئیں



اُسکے بوسہ مین مرا مدعا و کسد رجہ قلق
رشتہ مین نہین مدت مین شکر پاتے ہین

وہ رنگی پیاری نظر آتی ہین پیارے آنکھین
شیشے مین جو ہین لوگ تو ہارے آنکھین

جھوٹ کیا کرتے ہین خوش چشمی کا دعوا آپکو
آنکھین کھلوائین جو دیکھین تری پیارے آنکھین

کہکشان نکلے ہے شب مہ سے ہوا ہے ہالہ
رخ جو ہو چاند کا کھلا تو ستارے آنکھین

کیسے دانتون تلے انگلی ہے دبا رکھی نظر
رات بھر حیرت مین گنتی ہین تارے آنکھین

ہین ہمارے ہی لئے دیکھتے ہین صبح و شب
وہ بچی کرتے نہین ہم پہ ستم کے مارے آنکھین

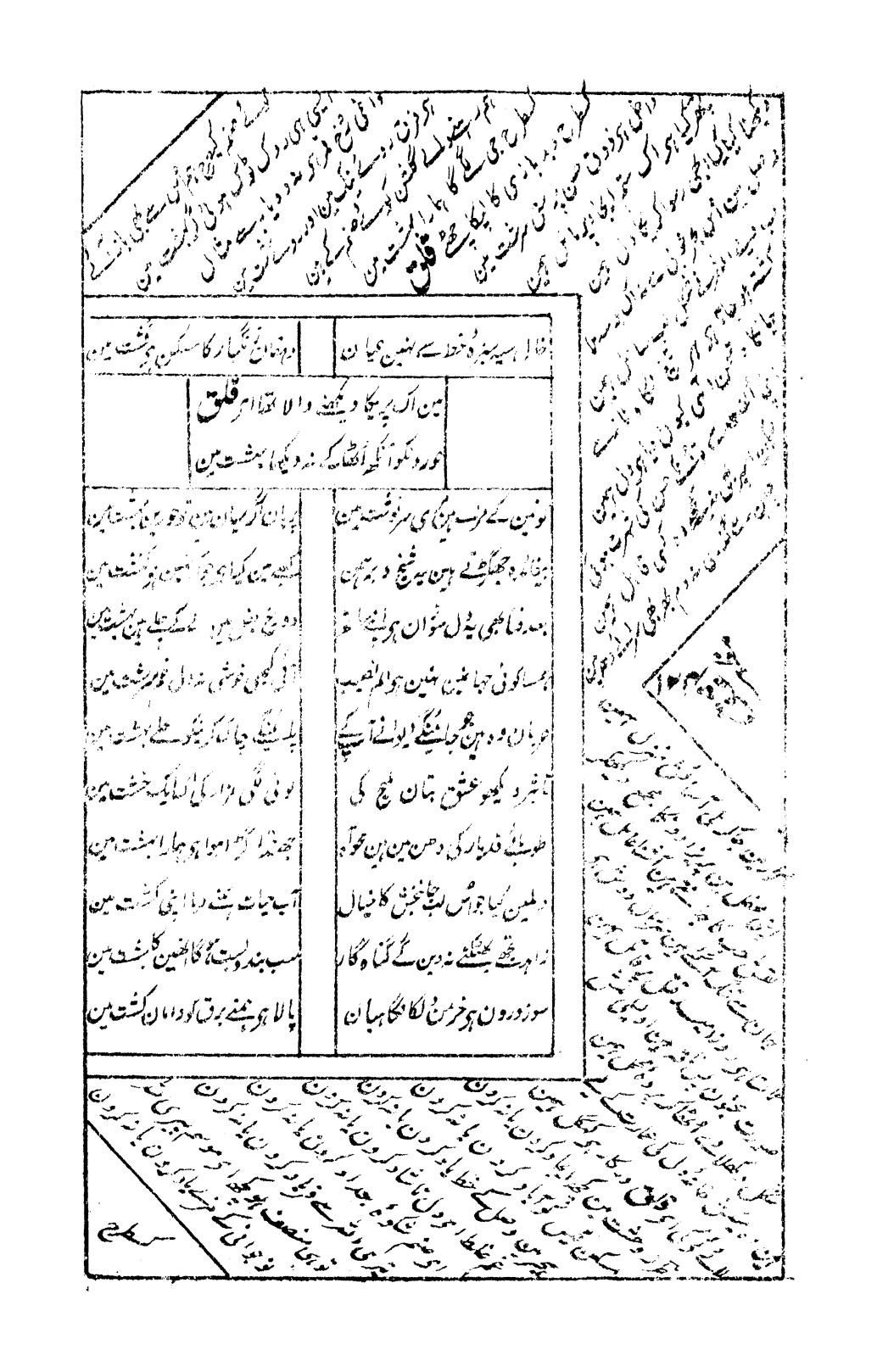
کبھی بھوکو کبھی خیرہ کو لگا دیتے ہین
خوب پیکین ہین لگاوٹ کے اشارے آنکھین

کچھ لو اور دین ہیں مین ہوتے خود بین
اپنے کر سکتی ہین آپ نظارے آنکھین

واہ وہ خوش چشم ہو دیدہ ور گر بھی نثار
تیری آنکھون پہ ہر اک بینا کے آنکھین

محض نادان ہین جنھین جو کرین بیمچشمی
چشم انصاف سے رکھین تو چھلے آنکھین

چوٹ عاشق ہین خیر کی آنکھین
قلق بادنپہ داد جو فشان پھرکے
دیکھنے کے لیے جائین ستارے آنکھون



خدا ہی سبزۂ خط سے نہیں ہے یہ بیان
وہ خانۂ نگار کا مسکن ہی بہشت میں

ہیں اک پہ یکا دیکھنے والا خدا اگر
حور و ملک کو آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیا بہشت میں

تو میں کہ مرنے ہی کی سرنوشت میں
پر ان اگر یہاں ہیں تو حور بہشت میں

بیخانہ جھگڑتے ہیں یہ شیخ و برہمن
کعبے میں کیا ہے جو نہیں ہو کشت میں

بعد فنا بھی یہ دل سنوان ہے اضطراب
دوزخ بنا ہے یہ کسے چلے ہیں بہشت میں

ہمسا کوئی جہاں میں نہیں ہے ہمارا نصیب
آئی کبھی خوشی نہ دل غمزہ سرشت میں

حوراں وہ ہیں جو جانگے لوانے آپ کے
پلنگ چارپائی کہ بیٹھے ہیں بہشت میں

آ شیخ دیکھو عشق بتان لج کی
لوٹی گئی نماز کی لیا ایک خشت میں

طوبیٰ قد نگار کی دھن میں ہیں محو آہ
جھنڈا اگر اموا ہو ہمارا بہشت میں

دلمیں کیا جو اس لب جاں بخش کا خیال
آب حیات بہنے لگا اپنی کشت میں

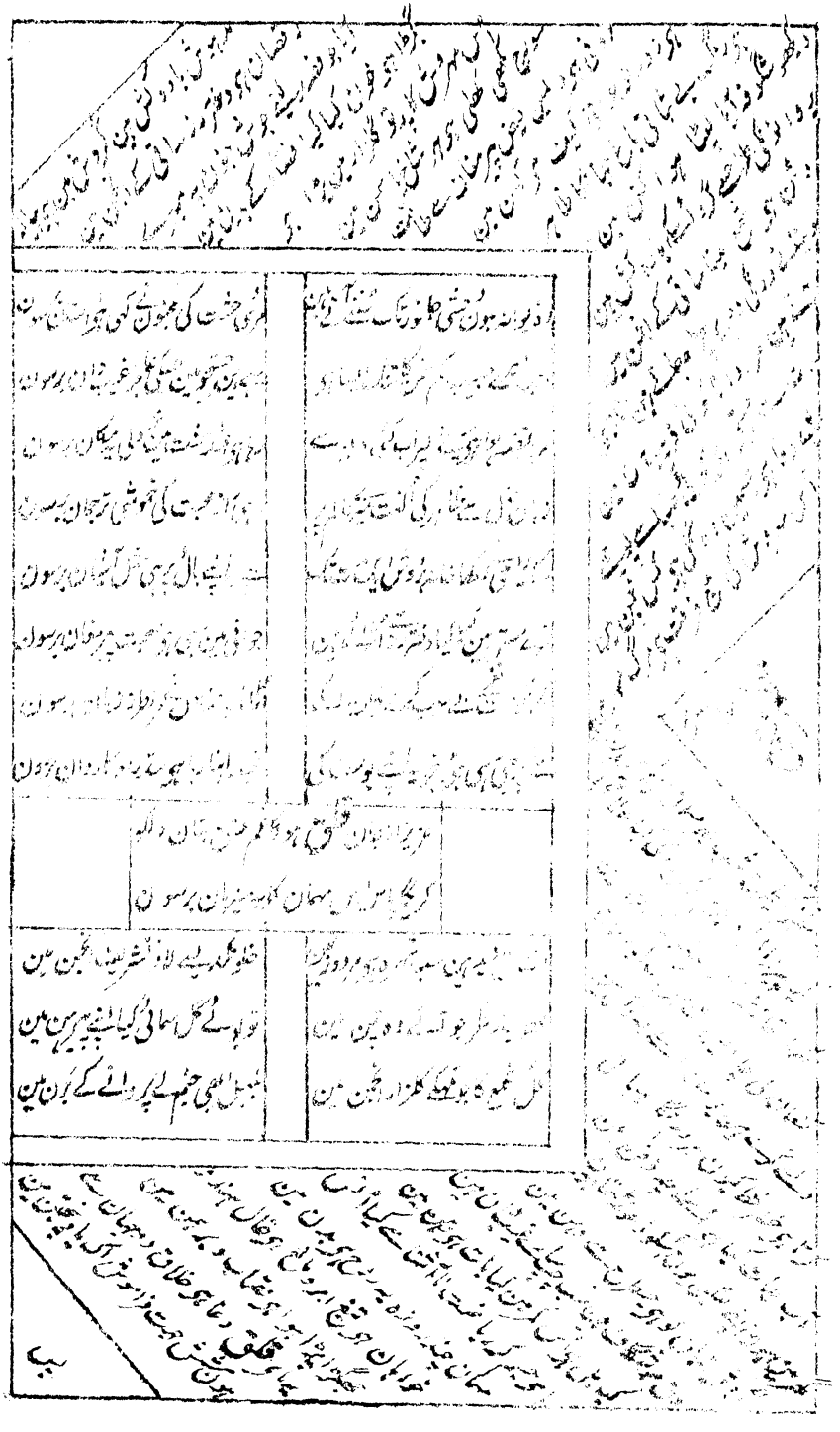
زاہد تجھے کھٹکنے نہ دیں گے گناہ گار
سب بند و بست ہو گا انھیں کی بہشت میں

سوز درون ہجر سے لگا لگا ہیان
پالا ہو ہمنے برق کو دامان کشت میں

کس طرح تڑپوں تیغ دم قتل اے شوخ — ادب دامن جلاد کروں یا نہ کروں
آشنائی کی صحبت میں ہوک دیدہ کا حال — ذکر تری کا شمشاد کروں یا نہ کروں
صید بے پروا بے پروائی سے قفس میں رہیا — طف پرواز چمن یاد کروں یا نہ کروں
قصر ہستی کو کہیں صبح زوروں پھونک دیوے — شبہ آتش ناشاد کروں یا نہ کروں
پھر کبھی سیر قفس بھولے سے بھی آ نہ پھرا — شکوہ غفلت صیاد کروں یا نہ کروں
گلبن نہ تیشے سے سر کوہ رقابت کاٹا — رخ بے عقلیے فرہاد کروں یا نہ کروں
تیریاں بھاری پھنسا ہی بہا آتی ہی — پہلے سے خاطر صیاد کروں یا نہ کروں
ہر گھڑی صحبت دشمن میں زبان گیری کی — بات بھی دستم ایجاد کروں یا نہ کروں
محو یاد لب شیریں ہوں خوف شکوے کے — سرو صحن دل ناشاد کروں یا نہ کروں
دل دیوانہ اگر گفت پہ جھاڑ نکاہی خوف — گوئی تسخیر پہ زیاد کروں یا نہ کروں

نہ خنجر بھی فلق فرصت نظارہ نہ دی
غم بے رحمی جلاد کروں یا نہ کروں

زبان دانان عالم کا کیا ہی امتحان برسوں — زبان غیر کیا آتی نہیں اپنی زبان برسوں



کرتا دہان یار کی رنگینیو کا وصف
جو سہل ہے غنچے کے مہ نہین زبان نہین

کیا اعتبار ایسے تلون مزاج کا
جو مہربان کبھی ہے کبھی مہربان نہین

اس غیرت مسیح کی گھبی کو سنے
ممیا رہی فلک پہ تڑپ کر کہکشان نہین

جھوٹے ہمارے غم کے ہین دعوت کرو نہین کیا
قابل سگ جنے کے یہ استخوان نہین

وہ دل اسیر دام بلا رہتا ہے مدام
جو گوجہ گرد گیسوئے عنبر فشان نہین

کون دیکھے نقد ہوش تک آتے جو ہے ہاتھ
ارمانو نرخ یار کا سودا گران نہین

نظر و نمین غیر کے جو سکا ہین تو کیا عجب
صحت شکر جنس یار پہ توہین گران نہین

جلوہ کیو تیرے کیلیے ہے مجھسے روشنی
اے ماہ رو یہ ہے دل عاشق کسان نہین

کیفیت آنے میکدہ مین دیکھ جائے وہ
جو قابل کرامت پیر مغان نہین

محو نظارہ دل ہے وہ بت ہے حجاب مین
حیران ہے آئنہ رخ جانان عیان نہین

دلسے بھلا دیا ہے گلون نے کیا تجھے
اے قمری کو بھی یاد مرا آشیان نہین

وہ دل ہین اور مرتے ہین جو کوڑی کوڑی پر
اپنا ہما فریفتہ استخوان نہین

کس لالہ رو کے دلمین نہین گھر مرا قلق
وہ کونسا چمن ہے جہان آشیان نہین

۱۲۹

بگڑے ہر جو ہر میرے قتل کی تدبیر میں
مل نہیں ہو جو قاتل ابرو شمشیر میں

میں بھی مجنوں ایک لیلیٰ کا ہوں ہی صورتگر
رنگ رو قیس کا بھرتا تھا مری تصویر میں

کیا اسیر گیسوئے دلدار کوئی مل سکا
کس لیے ماتم پڑا ہے خانۂ زنجیر میں

دل ازل سے ہے ہمارا کشتۂ ابروئے یار
پرورش پائی ہے اس نے دامن شمشیر میں

زلف جانانے نظر آتی ہے یوں چشم سیاہ
جس طرح پھنستا ہے آہو دام آہو گیر میں

وہ زباں ہو کونسی تیری معرف جو نہیں
شرح اک قرآن کی لکھی ہے ہر تفسیر میں

دل کے آئینے میں اک جان جہانی ہے شبیہ
جو کہ تھا ارباب عناصر کا ہے اس تعویز میں

کیا پڑی ہے گوشۂ ابروئے قاتل میں گرہ
نکتہ دل میرا بندھا ہے دامن شمشیر میں

کون وہ معشوق ہے جو تابع فرمان نہیں
اے پری میرا عمل ہے کشور تسخیر میں

شوق کا دے علاقہ حقل پند آموز دل
او شہ خوبان دعملہ ہے مری زنجیر میں

طائر دل نام سنتا ہے مگر دیکھا نہیں
کیا پر عنقا ہیں اے صیاد تیرے تیر میں

گر ہو م شوق آزادی نہیں ہرگز رہا
ایک دن ڈالا پرا خانۂ زنجیر میں

آب دندان نہیں نہیں ہے لب رنگین کا عکس
لال مچھلی تیرتی پھرتی ہے شیشے شیر میں

سُنیے تو تھام لیجیے دل آئیگی نہ طاب
فقرے عدو کے ہوش مری اُستا لگے ہین

یہ اہل قبلہ ہی نہین کرتے تری ثنا
ناقوس کی زبان پہ بھی کلمے اذانکے ہین

مشہور جسکا صاعقہ و برق نام ہو
دو ایک شرر مرے سوز نہانکے ہین

ارباب فہم جو کہ ہین ساکن کمین کے ہون
وہ سب مقلد آج ہماری زبانکے ہین

کوثر پہ چلکے دیکھیے گا اُنکی آبرو
جو معترف کرامت پیر مغانکے ہین

پوچھو نہ کچھ خرابہ نشینو نکا حال زار
ہم خاک مین ملائے ہوے آسمانکے ہین

ملک سخن کو تیغ زبانسے کیا ہے سر
سکے بٹے ہوے مرے حسن بیانکے ہین

بعد فنا بھی رنج غم ہجر یار ہے
زیر زمین بھی جو روہی آسمانکے ہین

ردیف واؤ

اہل زبان کو ناز ہو میری زبان پہ
سب قائل اور فقط مرے حسن بیانکے ہین

کہنے لگے بجون

بہار عیش ہوتی ہے خزان بیرسی ہوگی نیکو
جوانی رو دھی جاتی ہے کہین کس سے سنا نیکو

ہو مرسی خان ثانی کچھ نہ پوچھو مین ہون بلبل ہون
جگہ دلمین گلو نکے ڈھونڈھتا ہون آشیانیکو

مرے تیغ نگاہ ناز سے تا کار رقیبون کو
اگر ہو چوک جائے تاوک انداز اس نشانیکو

خال رخ خضر رہ کو کہتے ہوتا جو ترا — دام میں لا ہی چکے تھے یہ مسلمان مجکو

چشم خونخوار کا آغوش رہ ہیں ہی قتیل — غریب ہو کیے اگر شیر نیستان مجکو

جسمیں کچھ ہوتی ہو امید وصال محبوب — اتنی کھلتی نہیں دیکھ گردش دوران مجکو

یہ نہ معلوم تھا اس رنگ سے آئیگی بہار — توبہ کرنے کیا سخت پشیمان مجکو

عشق نے منصب عشاق جو تقسیم کیے — باغ بلبل کو دیا کوچہ جانان مجکو

سوز دل سے یہ پر افشانی صورت تڑپا — بھیجکر رونے لگی شمع شبستان مجکو

مجھ گرفتار کے محشر میں ہیں اعمال — بے سبب کیجیو ہلکا پلہ میزان مجکو

کون اندیشہ فردا ملال آج کرے — موسم گل ہیں نہیں فکر زمستان مجکو

تیرے ہوتے ہوئے اے غیرت خورشید جہاں — کھوٹے دامون بھی ملے گرمہ کنعان مجکو

صف کشی ایسی لکھاتا ہو مجھے کیا عشر — یاد ہو آئی کسی صف آرائی مژگان مجکو

لب جانبخش مسیحا کا ہوں میں عاشق تو لوگ — جانتے ہیں خضر چشمہ حیوان مجکو

ناتوان وہ ہوں عجب کیا صفت پائے مگس — مور لیجائے اگر پیش سلیمان مجکو

میرے ظلمت کدہ میں لائیں جو روشن کرکے — کرم شب آئے نظر شمع شبستان مجکو

چشم ستان دہر کی آفت ہین شوخیان
صحرائے حسن کے بھی ہرن دیکھتے چلو

کیا کر رہی ہو پیشۂ مشاطگی بہار
آرائش عروس چمن دیکھتے چلو

کرتی ہو آہ شوق مین کس کس کو پائمال
رفتار یار کے بھی چلن دیکھتے چلو

آئے ہو صید گاہ جہان مین تو اے قلق
طرز شکار تیر فگن دیکھتے چلو

غمزدہ ہجر سے اے کشتۂ بیداد ہنو
کون حسرت زدہ ایسا ہو کہ جو شاد ہنو

جان دینے مین تو اے ہمنفسو باک نہین
پاس اتنا ہو کہ رسوائی صیاد ہنو

حسرت آزادی کی پوچھے کوئی اسکے دلسے
جس گرفتار قفس کی کوئی بیداد ہنو

ہم اسیران قفس ہین نہ اگر زمزمہ سنج
اسقدر رونق کاشانۂ صیاد ہنو

شوق کا تو یہ تقاضا ہو کہ کٹوا دو گلا
قول ہمت ہو کہ منت کش جلاد ہنو

شکر کی جا ہو سزاوار جفا تو سمجھا
مرغ دل شاکی بیدرحمی صیاد ہنو

مجھسین بیکار ہین وہ جنکو نہین حسرت دید
دل وہ کس کام کا جو کشتۂ بیداد ہنو

دشت و حشت مین ہو جوش خس خون سودا
کھولدین فصد مری خار جو فصاد ہنو

دیکھ اوگردون ستانا ہے قد رعنا نہین — ضبط کرتا ہون ابھی آہ دل ناشاد کو
کیسی کیسی خوبی ہے سرو چمن کیا شرف ہے رنگ ہین — کیون نہین دیتے ہین تشبیہ آدمزاد کو
سیر کی باغ جہانکی اُسنے کیا جسنے بغور — چشم عبرت سے نہ دیکھا عالم ایجاد کو
گل کو بخشا رنگ پر تو نے ترے رخسار کے — راستی تعلیم کی قدرت نے تیرے شمشاد کو
کیا سنے نالے مرے فلکی وہ شوخ سنگدل — کوئی بت سنتا نہین ناقوس کی فریاد کو

جب ہجوم یاس نے فرقت مین گھیرا ہے قلق
لشکر طغیان اشک آیا مبارکباد کو

اُنکی آنکھین دیکھو مدھ ماتی ہین طالب بیمار کو — قدر داں کیونکر نہ سمجھے گردش ہے چشم یار کو
کیون جلایا کرتے ہین گل پیرہن مرغزار کو — آتش گل سے ضرر ہوتا نہین ہے خار کو
تشنگی اوقات عالم بجھانے آئے ہین — آبدار اپنا سمجھتے ہین تری تلوار کو
اے جنون یاد مژہ کیسے گئے جاتی نہین — غیر پھر اس آبلے مین جسنے دیکھا خار کو
اوشکر لب کیقدر شیرین ہے تیرا آب تیغ — حاجت غازہ نہین ہے زخم دامندار کو
دیکھکر بیہوش ہوجاتا ہون موسیٰ کی طرح — دیدا عقد کیسے تمہارے پرتو رخسار کو

بجائے مثل بستر خار اپنے واسطے
فرقت میں مخملی بھی اگر فرش خواب ہو

بیمار ہجر و خنجر رشک سے ہوں ای طبیب
نسخے میں مغز تخم کدو کے شراب ہو

نالہ کروں تو کان ہوں کروبیوں کے کر
ہل جائے عرش و فرش اگر اضطراب ہو

مولا مرے مدعو مری جلد آئیو
مجھسے بلد میں جبکہ سوال و جواب ہو

دیکھے فروغ حسن جو ساقی کا آفتاب
مرغ نگاہ آتش رو سے کباب ہو

لائی ہے اڑ کے صبا کوے یار سے
دور رہے ندیم میری مٹی کی سوں خراب ہو

کر لیں حضور کے کف پا سے مقابلہ
جس میں کوئی ہوا وہ کوئی آفتاب ہو

اس غیرت چمن کا اگر سونگھ لے عرق
بلبل تو اک ہزار ہو اور ہر خس گلاب ہو

سونے نہ دیگی یاد شب وصل یار کی
آنکھوں میں میری آکے پریشان نہ تو بھی ہو

دیب بغل ہو یار زبان پر ہو یہ دعا
یارب نہ نکلے کوئی کسی کا حباب ہو

کھولے کلید شوق ابھی قفل مراد
گو سد راہ وصل نہ اٹھا حجاب ہو

ٹوٹا بھی بوریا نہیں رکھتے ہیں ہم فقیر
اہل دول کو دعوی فقر و خطاب ہو

کچھ اس سے دور ہے کہ زلیخا کی طرح سے
گر اژدر تعلق بڑھاپے میں عود سا ہو

آشنا احسان کرے ضعف تو مین آئے مری	مین تو دیکھون تجھین دیکھو نہ مگر تم مجکو
سوز الفت سے پگھلی جاتی ہو مڈی مڈی	نہ جلا اور تو اے برق تبسم مجکو
تخلیہ غیر نے جب دو دو پہر ہو ہو روز	تجھین بہلاؤ نہ کیونکر ہو تو ہم مجکو
یاد مین کیسو دراز کی جو سیہ شب بھر	خواب مین آئے نظر افعی و کژدم مجکو
کر دیا ایک تری آنکھ کے پھر جانے نے	ہدف ناوک نظارہ مردم مجکو
سبقت ہر تری رحمت کو غضب پڑتے	تجھسے ہر دفت ہی امید ترحم مجکو

ڈھونڈھے سے اپنے کو پاتا نہین مین آپ قلق
کر دیا عشق نے یہ زخود گم مجکو

نگہ صرصر سے دیکھو جو ذرا تم مجکو	آنکھ کا تارا سمجھنے لگین مردم مجکو
لاکے نے یار مجھے بزم طرب مین دیکھا	سم ہوئی سنتے ہی آواز ترنم مجکو
تشنہ جسکی مروت سے نہین آنکھ اٹھاتا	ایسے بے دید سے اور چشم ترحم مجکو
نشے مین عالم بالا کی بھی کچھ کیونکر ہون سیر	ساقیا آج تو دے دور دہ خم مجکو
بھائی اللہ کو موسی کی زباں کی لکنت	ہوتا ہو یار کا ہر کلا کے تکلم مجکو

کوئی کہدے یہ طبیبوں سے خطا کرتے ہو کیا ۔۔۔ ان مرض اور ہو تم اور دوا کرتے ہو

اپنے اعمال سے تم کچھ بھی جزا کرتے ہو ۔۔۔ مغفرت کیلیے کس منہ سے دعا کرتے ہو

دل جفاکار و ستمگر کو بہلوسے جدا کرتے ہو ۔۔۔ ایسے غمخوار کو پہلو سے جدا کرتے ہو

ہر چلے جب تو کیا کیجے تقاضا کیونکر ۔۔۔ وعدہ پورا ہو تب وعدہ وفا کرتے ہو

رشک کس طرح سے فگار نہو اے جان جہان ۔۔۔ کرکے ہوتے رقیبوں پہ عطا کرتے ہو

یمین جاتے ہو عشق صنم خود بیں کو ۔۔۔ بیٹھکر پہلو مسجد میں بنا کرتے ہو

دیکھو جاتا ہو میں جو جا کے بزم اغیار ۔۔۔ اپنے بیباک کو ممنون قضا کرتے ہو

رستیاب اسکو تو بوس ہو محرم ہو تم ۔۔۔ جسکے پامال سے تو قدر حنا کرتے ہو

کتنے صیاد جفا پیشہ ہو تم بھی ہو جاں ۔۔۔ جان ہی لینے ہو میری نہ دعا کرتے ہو

حسن اعجاز تکلم جو دکھاتے ہو کبھی ۔۔۔ داغ تصویر کو بھی نقش نما کرتے ہو

صبح ہوتے ہو گھر آتے ہو ہم ہنستے ہیں ۔۔۔ شب کو کنعان کو روشن ہوا کرتے ہو

نکہت جسم سے ہو جاتے ہیں پیراہن گل ۔۔۔ اے چمن زار میں تم بند قبا کرتے ہو

ہم بھلے کیلیے کہتے ہیں تمھارے اے جان ۔۔۔ ساتھ مد و ضد نکے کیجئے ہو برا کرتے ہو

قلق

مے طلب آ کر مین خوبان گندم گون قلق
اپنی کچھ تاثیر اسم حضرت رزاق ہو

عشق ہو عالم گرد رخشان برق نور ساق ہو
بہر نظارہ تجلی طور کی مشتاق ہو

نقد دل کے لوٹنے مین شہرہ آفاق ہو
صفت برہو دزد ہو رہزن ہو یا قزاق ہو

سر جو کٹ جائے تو مثل شمع پھر پیدا کرد
حضرت شوق شہادت تم بھی کیا جلاق ہو

خوبرو گیسو سے ساہی کا تعلق چاہیے
عاشق خط سیہ کو خدمت اطلاق ہو

لکھکے وصف رخ مین خوبان اگر رونے لگون
جدول شنجرف گرد صفحہ اوراق ہو

غم یہان مطرب جام مدہ تر جلسہ تنگ
بزم فرقت مین سرود نالۂ عشاق ہو

آدمی تو کیا فرشتون کے بھی نہین گھر کیا
گھر سے گو نکلے نہین پر شہرہ آفاق ہو

اسمین ہمچشمو رقم ہو حسرت دیدار یار
آنکھ کا ڈورا تو شیرازہ اوراق ہو

یہ قمار عشق مین بازی بدی ہی یار نے
ہفت ہر نوبت مین ہو فرقت ہے گر طاق ہو

بے بصر کو کر دے بینا حسرت دیدار یار
آنکھ کی پتلی سویدائے دل مشتاق ہو

رکھکے تل سے لگائے گو لیان ہنگام دید
دور بین ان جنگجو کے ہاتھ مین چھاق ہو

شاد اس سے ہون کہ اس قاتل عالم نے خود آج | کہکے اوعاشق ناشاد پکارا مجکو

جان دی عشق مین اس حور کے مین نے جو قلق
قبر مین آکے پری شون نے اُتارا مجکو

کہتے ہین طالب دید ایک نظر دیکھین تو | تری نظرون ہی سے دیکھین وُ ادھر دیکھین تو

دل ہو چونگ ہمارا کہ جگر دیکھین تو | کونی جوہر ترا اے تیغ نظر دیکھین تو

جا پر کھیلے ہے بیٹھے ہین ہم بھی شہر مین | آج کہتک نہین بجتا ہی گجر دیکھین تو

ہمتو اس سن مین بھی ال ہنیکہ حاضر ہین مگر | شہر مین کونی طرحدار بشر دیکھین تو

بے دہان ذکر اس بت کے سوا ہو کونی بات | چشم انصاف سے ارباب نظر دیکھین تو

بندہ ہون ہم نہ کسی طرح دا انداز و ادا | دلبرون مین خانہ برانداز کے گھر دیکھین تو

عیب بتنے کے سوا کونی نہین کہسان مین | آپ برباد ی ارباب ہنر دیکھین تو

بوسہ سیب زنخدان نے نہ سنی موڑین آنکھ | کیسے لذت کے پہ ہوتے ہین نمر دیکھین تو

کچھ کمی روز سے ہین پاکے تیور بیدل | کیا اُن آنکھون کو ہی منظور نظر دیکھین تو

وہ پر وح انور سے الستا ہی لقا سبا | کسطرح ہوش مین رہتے ہین بشر دیکھین تو



گالیان بھی ہین لب شیرین کی لذت سے حزیں
اُس قدر کے غیظ مین ہی مہربانی کا مزہ

کیا ملی ہی لذت اُسکی خوش بیانی سے قلق
ہونٹ چبواتا ہی اُس شیرین دہنی کا مزا

رُخ روشن سے جا رہی ہے آنکھ
بجھ گئی آئینۂ طلب کی آنکھ

یار کی اس نے آنکھ دیکھی ہین
چشمگین سیکھی ہی غضب کی آنکھ

وہ نظر باز ہین کہ لاکھون مین
تاک لیتے ہین اپنے ڈھب کی آنکھ

ابرو آفت کے بد بلا گیسو
جنگ مین تیر کی غضب کی آنکھ

گرسراپا ہین نور ہوتے مگر
سارے اعضا مین منتخب کی آنکھ

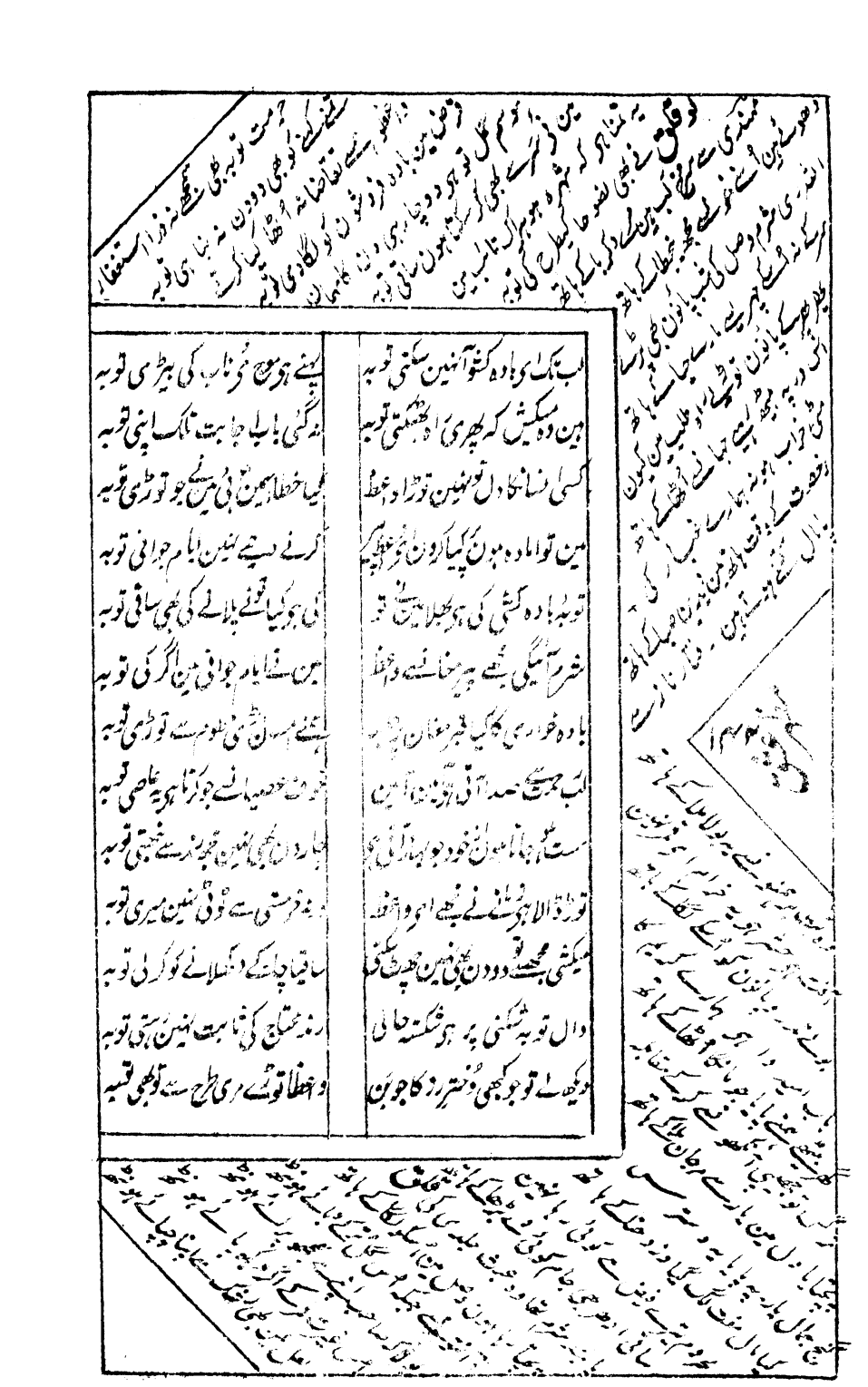
آفتاب اور ماہتاب نہین
اون کی وہ آنکھ ہی یہ شب کی آنکھ

نظر کم سے دیکھتا ہی ہمین
چشم حاسد ہی بولب کی آنکھ

اب تو پردہ نہ کر تو اے دیدہ
بہ گئی اشک بنکے کب کی آنکھ

رات کو ٹوٹتے نہین تارے
رہتی ہی اشکبار شب کی آنکھ

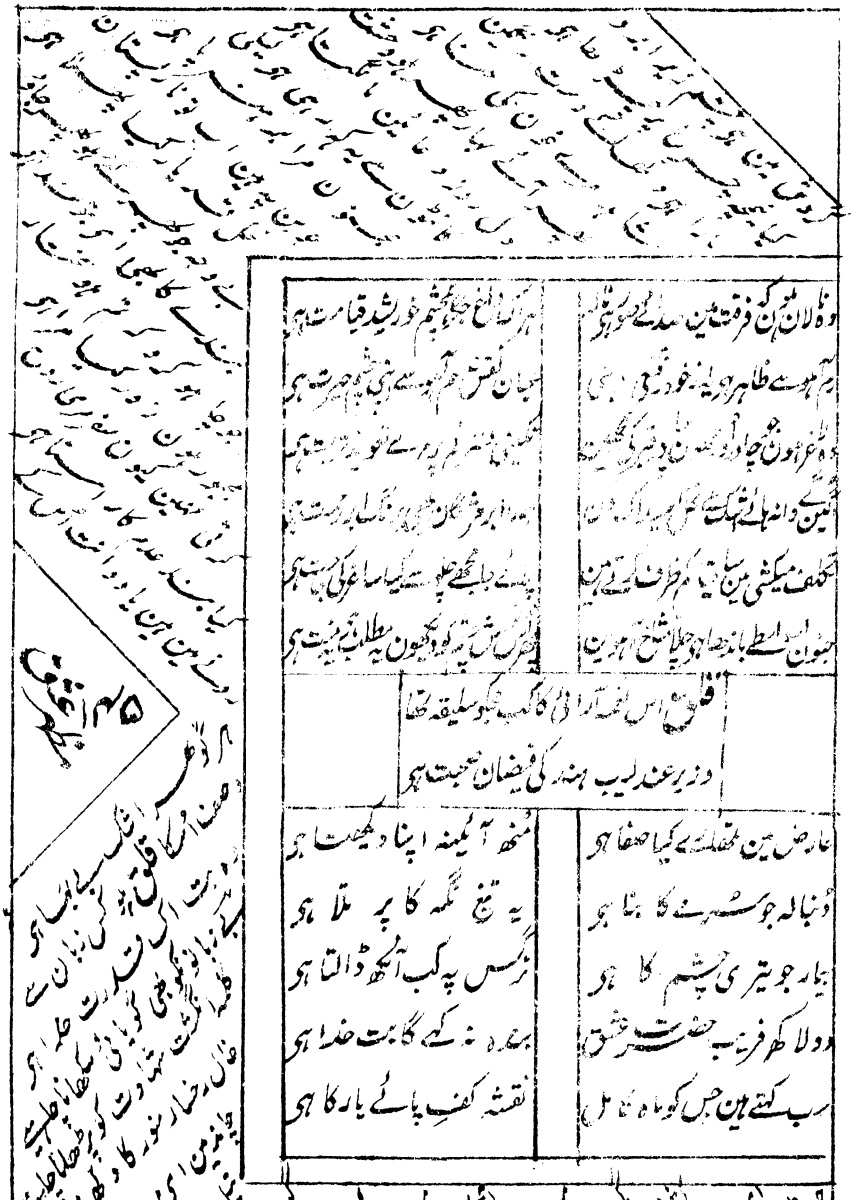
شب کو غم مین نہ چاند تک نکلا
پھر گئی آج ہم سے سب کی آنکھ



بھولونسے اُسکے جبکہ چمن مین ملائے ہونٹھ — مارے ہنسی کے لوٹ گئے پھول لالہ کے
سمجھا مین خضر چشمۂ آبِ حیات ہون — ہونٹھون سے تیرے جو اپنے ملے ہونٹھ
مانگا جو بوسہ یارسے مین نے شبِ وصال — از خود مجھ مین آکے وہ کاٹ کھائے ہونٹھ
کیا کیا صفت زبان نے سوسن کی بھی نہی — ہلکر سی چمن مین جو اُسنے دکھائے ہونٹھ
سُرخی نے اُن لبونکی کیا شوخ نگاہون — لالی نے چھاتی کی وہ کیا رنگ لائے ہونٹھ
ہونٹھون مین دابکر جو گلوری دی یار نے — کیا دفعتہً بسے غیرت سے کیا کھاتے ہونٹھ
پانی بھرآئے مصریونکے منھ مین دیکھ وقتِ بید — شیریں کی لال چھپکے جو وہ دیکھ پائے ہونٹھ
دم آگیا لبونپہ یہ ڈھکا یار نے — سیدھا پاس ہو تھوکے اگر مٹائے ہونٹھ
شیریں لبی تو دیکھنا وہ نیشکر بنی — قلیا نکی نے اُسنے جو لگائے ہونٹھ

ردیف — بوسے دہن کے اُسکے نہین بھولتے فلق — کہتا ہون ہائے اُنت کبھی گاہ ہائے ہونٹھ — یائے تحتانی

ٹوٹے مزے جو ہم نے تمھارے وصال کے — مرگئے رقیب لہو کال کال کے
مارے یار دود دل کا مرے آسمان بنا — سانی بنائے ماہ پیالہ اچھال کے



طائر بحث کا مرغ جان ہوتا جلیس
اب نگینے کے شجر پر آشیانا چاہیے

خط میں لکھی ہے حقیقت نثر کردی اگر
نامہ بر جنگلی کبوتر کو بنانا چاہیے

جوش وحشت کہہ رہا ہے نکہت گل کی طرح
آج تو دیوار گلشن پھاند جانا چاہیے

وصف میں تیرے مضمون کی ہے جب تلاش
فکر میں دلا غوطہ لگانا چاہیے

چین لیتے ہے دکھا دو خال عارض کی بہار
میرے مرغ روح کو یہ دام دانا چاہیے

مشق پر ہوا ہوں خاک میں او جنگجو
میری مٹی کے تجھے مینڈھے لڑانا چاہیے

عارض تابانکے تل پر ہر دفع چشم بد
خال رخسار پر یکا کالا دانا چاہیے

صفحۂ دل سے خیال غیر ای جان جہان
صوت حرف غلط مجکو مٹانا چاہیے

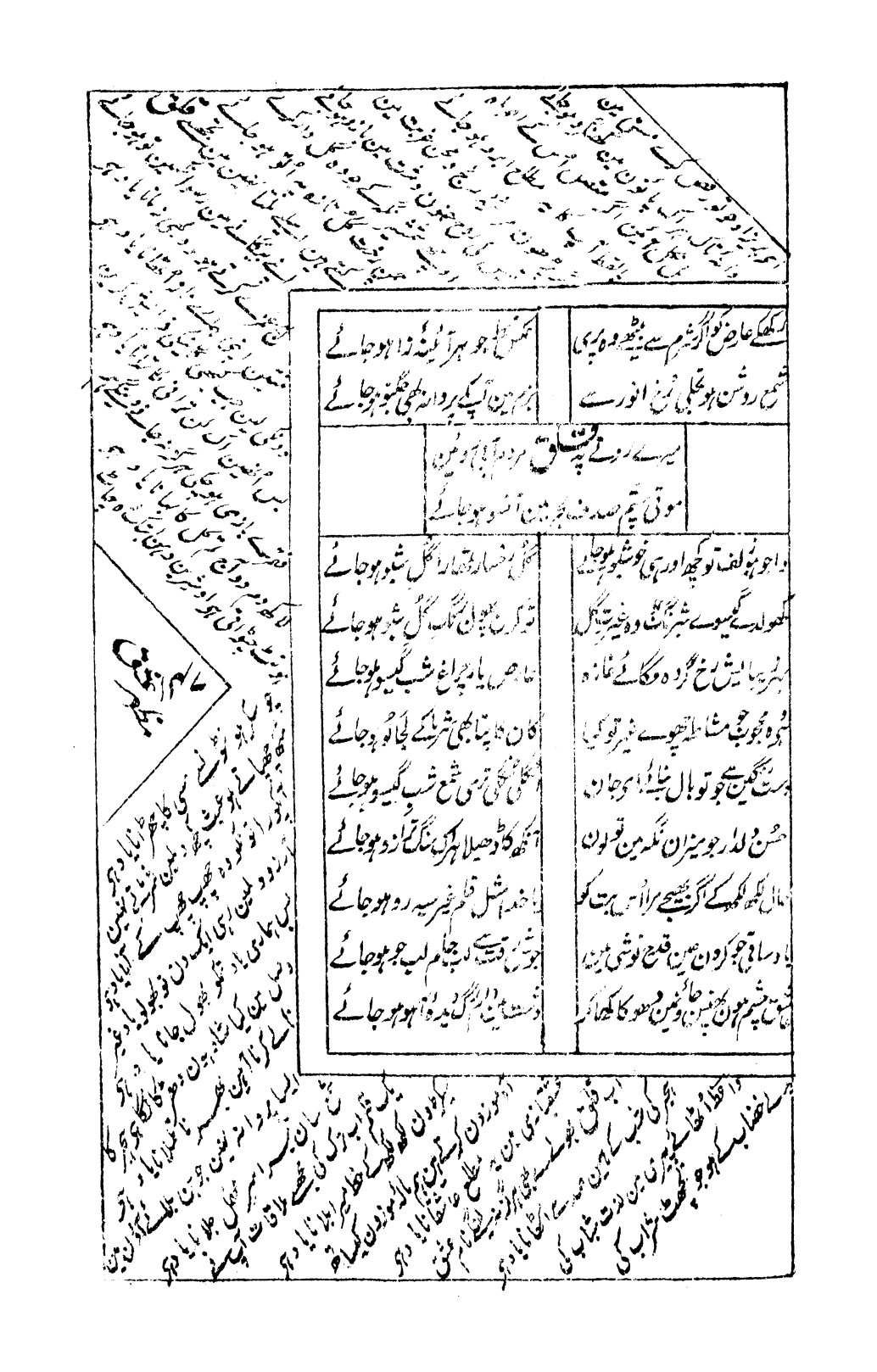
پھنس گیا ہوں دام کاکل میں تیان ہند کے
طائر دل کو ہمارے رام دانا چاہیے

پنجۂ گلگونکے اوگل ہم موے ہیں عندلیب
پنجۂ شاخ پر ہمارا آشیانا چاہیے

چل نہیں سکتا ہمارا تو سن عمر رواں
باڑھ کے ڈورے یکا قاتل تازیانا چاہیے

بند قبا ہے پہلو ہوا ہے وہ پری
آج تو ای دل تجھے بغلیں بجانا چاہیے

ہو نہیں ہے جراح زخمی تیغ ناز یار کا
ٹانکے بھی ڈنکے ڈورے لیے لگانا چاہیے



حسرت ہے میرے نالہ و چشم پر آب کی
بجلی ہر اک کہتا ہے برق و سحاب کی

زہرت ٹھہاون مہر و شفق سے محال ہے
سوگھی ہو بو کسی نے گل آفتاب کی

[illegible] ہے رنگ میں ہر شاخ گل
لب گ گر ہن ات میں کہسان گلاب کی

[illegible] ہے یا پوش میں کفن
لکھن خدو رچاہے چشم اکاب کی

مرنے میرے عمل کم نہیں ہے زم ہے
[illegible] ہے تو تل خراب کی

سو [illegible]
[illegible]

شب کباب شک ہیں فرقت جگر کباب
[illegible]

کیا لیا زیب تاب نے کٹی ہے شب فراق
[illegible]

دیکھوں کسی بھی رات کو آنکھ نہیں لگتی
شاید تمہارے خانہ خراب کی

دریا پہ کس پری نے کیا غوطہ یکیش
ہر دست موج میں ہے حبابی حباب کی

تیرا یہ رنگ گر نہ ہو جام میں دیکھ
مرجھائی ہو گلو نکو طلبش آفتاب کی

کیا جل گئی ہے دیکھ تماشا کے واسطے
خورشید نے ہر ملکی جمالی نقاب کی

اس کوچے سے آنکھ پھیرنی ہے دشوار
کیا تو نے امر صبا مری مٹی خراب کی

آنکھونکی راہ دلمین مرے آتے جاتے ہو
وجان ہی اس آمد و شد کی خبر کیے

اُفتادگان خاک سے بہتے گمان گزند
اے بخت مار جادۂ راہ سفر کیے

کہتے ہین وہ زبان دُر دندانپہ پھیر کر
جز اسکے کیے ماہی آب گہر کیے

آخر زمین نے مری مٹی عزیز کی
اے آسمان پھر آئیگا اب در بدر کیے

کیا خوب فرق عاشق و معشوق مین ہوا
طوق آہنی ملا ہی کسے طوق زر کیے

کسکو بجز شراب خوش آتا ہی آفتاب
بھاتی ہی غیر مینہ میتا سحر کیے

در پانی پانی ہوکے بنا صاف موتی تجیل
درکار بہر غسل ہی آب گہر کیے

مقتل مین ہم بھی سر کف آئے ہین اے قلق
کرتا ہی قتل دیکھین وہ بیداد گر کیے

یہ دعا ہے کہ دریا سے ہم رات چلے
خانہ آباد کہ مشتاق ملاقات چلے

یا خدا آج تغیر وہ کچھ گھات چلے
بے کہے ساتھ مرے وہ ستمی ذات چلے

لیگیا عشق بتان پیر کے وعظ سو دیر
طرف کعبہ جو اہی قبلہ حاجات چلے

ساقیا جلد مبارک ہے آندھی تو نہو
تیرے مے خانے سے ہم رند خرابات چلے

وحشت نے اپنی آنکھ بھی جگنو بنا دیا
اور اُڑ گئے چراغ ہمارے مزار کے

گلگشت باغ کو جو گیا وہ گل فرنگ
پنجے سلام کرتے تھے ٹوپی اُتار کے

تڑپا یہ سوز دل سے پس مرگ بھی قلق
آنسو ٹپک پڑے مری شمع مزار پر

روش ہم صاف چلنے میں نسیم صبح گلشن کی
نہیں ہوتا ہی کھلجا پن کلیاں اپنے دامن کی

ہمارے نغمہ بلبل ہی صاف آواز گن کی
اڑتی ہی سدا ہم نشیمن کس شاخ گلشن کی

ستاری معلی ہی یا کوئی بلبل چہکتی ہی
تری ہی مصور کیا یہ نقار ہی مرغ نوازن کی

تری دولت سے ہم ہی عشق لامال ہتے ہیں
ترے داغ جنوں پر ہی اک اشرفی لگن کی

پہونچ سکتا نہیں پروانہ دل گرد پھرتا ہی
گلوبند آپکا فانوس ہی کیا شمع گردن کی

کہونگا ای یا نہ حسن کہتی عشق پیچ کی
ترے ہوا سا قامت پہ بڑھی ہی یہ چین چکن کی

یہ بھڑکا تا ہی سودا آپکا مو باف گیسو کا
کہ ہر اک جا وہ مجکو کھینچی ہی مار رہزن کی

نشانہ ہو گیا غیرہ اُسنے جب ہمیں تاکا
یہ اپنی ہی قسمت ہی خطا کیا ناوک افگن کی

لب نازک پہ تبخالہ پڑا اسی کے لئے ہے
مجھے دھوکا ہوا گویا کلی پھولی ہی سوسن کی

قلق

گلِ تازہ کے گلگوں نے یہ کب موقوف ہی نیت
چراغ لالۂ احمر کو کیا حاجت ہی روغن کی

پھڑک جاتا ہی وصیاد عالم مرغ نظارہ
قفس کی تیلیاں کیلیں یہ تیلیاں ہین تری چلمن کی

وہن مسی لگانے سے بنا ہی غنچۂ سوسن
ہنسو گر کھلکھلا کر تو کلی کھلجائے سوسنکی

پھڑک نخنوں کی آفت ہی وہ تیوری بھی قیامت ہی
ستم بر کی خنش ہی غضب شوخی ہی چتون کی

لیا جراح کا احسان گر دینا ہی قاتل
گلوبند اپنا پیسی بنگیا ہی خم گردن کی

صنم خانیکے جلسے یاد دلوا کر رُلاتی ہی
دکھا دیتی ہی وہ زنار فریاد اہ توسن ہمن کی

گمان ایسی ہی گر ماگرم تو بہ کو کہ ناری ہین
قسم کھاتی ہین یہ ہان بھی تمھارے ڈومنی پنکی

وہ منصف ہون جو وصل یار جانیکی مراد آئی
قلق پروانیکی تربت پہ پہلے شمع روشن کی

قد ترا دیکھکے طوبا کو بھی ہم بھول گئے
رُو بر و رخ کے گل باغ ارم بھول گئے

یاد دلوائیے اُنکو جو کبھی وعدۂ وصل
تو وہ کس ناز سے فرماتے ہین ہم بھول گئے

نہ رہا بعد مرے ناز اُٹھانیوالا
خو بر و ناز و ادا جور و ستم بھول گئے

کبھی سرسبز مرا نخل تمنا نہوا
کشت امید مری ابر کرم بھول گئے

بعد رسنے بھی ہو کہ جیہ جانا کی تلاش
وہ نہ ہے ہوس باغ جہان دور رہے

گلے داغو نے نہ کسطرح اٹھے وہ دو سیاہ
نظر نہ کس طرح خوشنے ہو ان دور رہے

لوہی کہ امہو وہی بت جو تصور ہے ہمارے
یہ یقین ہے اور نہ مکان دور رہے

خطے خس پوش ہوا چاہ ذقن قہر ہوا
یوسف لے آئی یہ کنوان دور رہے

سو بھی ہو سکے رولانیکی یہ تدبیر اول
چشم گردونے نہ آہو نکا دھوان دور رہے

کچھ علاج ایسا بتا دو تہ یہ درد دل ہی
آپکی طرح مسیحائے زمان دور رہے

کچھ وہ انصاف پہ تھے شکوہ دوئی جملیا
منفعل ہوکے کہا واقعی ہان دور رہے

یہ جوانی یہ دل اس پہ مین انصاف تو کر
دخت رز پاس سے اے پیر مغان دور رہے

چشم خوبانمین ترا حسن ہمیشہ کھٹکے
نظر بد سے تو اے آفت جان دور رہے

نگہ گرم سے بلبل کے نہ غنچے مرجھائین
خرمن گل سے الٰہی یہ خزان دور رہے

رشتہ جان نہ اسے کہتے نہ پڑتا یہ جیع
اب کیون نظر ونے وہ موے میان دور رہے

غم فرقت سے ہوئے جاتے ہین مرنیکے قریب
اے قلق یار سے دو دن بھی جہان دور رہے

جو پہونچے تا فلک شہرہ تمھاری خود فروشی کا
خریدار یکو آئے مشتری بازار انجم سے

عوض چونیکے کا رالائے گی کاہے ساقی
ہماری قبر اگر کچی ہو تو خشت سر خم سے

ہمیشہ خاک چھنواوینگے مثل قیس صحرا کی
قلق کو یہ نہ تھی امید اے لیلی فرش تم سے

آتیر جذب مستونکی ہر ہر غزل مین ہی
اعجاز بڑ مین ہی تو کرامت نقل مین ہی

دلمین جو اپنے یار ہی تو دل بغل مین ہی
پھر کیون ہو غم کہ صاحب خانہ محل مین ہی

کتنا غرور ہی تمھین حسن و جمال پر
گویا دیار حسن تمھارے عمل مین ہی

ہی یاد دلمین پنجۂ رنگین یار کی
مہندی کے چوکا گذرے اپنے محل مین ہی

تر خزانے ہی ہمین اس باغ کی بہار
بے نفاق پھولون مین نہی ہر پھل مین ہی

لیتے ہین بوسے اُن لب گیسو کے رات دن
ٹکسال مین سے تا خلق اپنے عمل مین ہی

منعم یہ کارخانے ہین دنیا کے کر نہ فکر
کوئی ہی جھونپڑے مین تو کوئی محل مین ہی

جوبن گیا وہ ہیچ مگر انکے ہین وہی
رسی کا بل حضور کی نفو نکے بل مین ہی

پہلو مین مجھ حزین کے تپکتا ہی رات دن
یا رشتۂ دل ہی یا کوئی پھوٹا بغل مین ہی

بہار حسن کے گاہک ہزار دیکھ چکے
خزاں میں بلبل و گل کا بھی پیار دیکھ چکے

بس اُٹھو فاتحہ پڑھو لو بہت نہیں روتے
شہید ناز کا اپنے مزار دیکھ چکے

زوال حسن میں کیا ترک کیجیے اُلفت
خزاں بھی دیکھ لیں جسکی بہار دیکھ چکے

محبت اُنکو نہیں ہو فریب کرتے ہیں
ہم آزما کے اُنھیں لاکھ بار دیکھ چکے

پلاؤ جام شہادت بجھاؤ دل کی لگی
بس آب خنجر آبدار دیکھ چکے

حیران ہو نہ شبگیر کی تو بے اثری
تجھے بھی آہ دل بیقرار دیکھ چکے

کمال چڑھ کے زیادہ عجاب بیجا ہے
بس اک ہمیں ہے پردہ ہزار دیکھ چکے

خزاں باغ کا کسکو خطر ہو کہنے دو
ہزار رنگ سے سیر بہار دیکھ چکے

تجھے بھی قاتلو میں لپنے لکھ لیا ہمنے
ترا بھی جائزہ او شہسوار دیکھ چکے

حضور پہلی ملاقات او نہتا کے ستم
ہم ابتدا ہی میں انجام کار دیکھ چکے

زمین قبر بھی ہو چاہے اب وہ ظلم کرے
فلک کے تو ستم بے شمار دیکھ چکے

یقین ہوا ہے اجل کنارہ کر جائیں
رقیب اُسکو ہمیں ہمکنار دیکھ چکے

سنبھلکر رکھو گے تو کیا ہو گا دیکھنے والے
تمہارے طور ہمارا شعار دیکھ چکے

پر چپو بتو نہ حال فتاح وہ تو آجکل
آوارہ کو چہ گرد خدائی خراب ہی

در گوشہ تصنم پیش نظر ہی ۔۔۔ ہر اک آئینہ مرا رشک گہر ہی
تلاش راہ مضمون کمر ہی ۔۔۔ سو ملک عدم اپنا سفر ہی
زبان بہ صفت دُر دندان مین تر ہی ۔۔۔ یہ گویا ماہی بحر گہر ہی
وہ مہ پارہ جو شب سے جلوہ گر ہی ۔۔۔ مرا گھر غیرت برج قمر ہی
شہادت پائی کھایا تیغ کا پھل ۔۔۔ مرا نخل تمنا بار ور ہی
تڑپتا ہون پڑا آتی نہین نیند ۔۔۔ شب فرقت کی بھی یارب سحر ہی
نہ چلکے سائے سے زلفونکے کیونکر ۔۔۔ کہ پتلی بال سے بھی وہ کمر ہی
کہان تک صدمہ اغیار اُٹھے ۔۔۔ مگر شتہ تو نہین بندہ بشر ہی
وہ نمدیدہ ہون پریشان مون ہر اک سے ۔۔۔ کہ راہ کشور راحت کدھر ہی
جسے کہتے ہین سب دنیا مین پیری ۔۔۔ یہی شام جوانی کی سحر ہی
نہ اب بہکو نگارا راہ دشت وحشت ۔۔۔ مرا غول بیابان راہبر ہی

جہان جاکر نہین پھر تا مسافر

قتلق وہ پہلی منزل کا سفر ہو

عشق مین پیر جہان ارجیف ہو مفت مین جان جائیگی
کوئی بلا پھر آئیگی فرقت مین جان جائیگی

آتے ہی فصل پھر رہے قفس مین اسیر
پیچ مین ہمکو لائیگی زلف سیاہ بڑھ چلی

اے گل گلشن وفا بے ترے میندے کیا
جسمین ہمتے تھے ہم اسیر لو وہی پھر ہوا چلی

خواہش جستجوے یار بھی کچھ تھی نثار
بستر خاکے سوا تجکو ہو نہ رشک محلی

دانش و طاقت و صبر بڑھ گئے سارے ہمسفر
اسد فنا مرا غبار ڈھونڈھ پھر اگلی گلی

لاؤ پیالہ شراب گھر کے پھر آیا ہو سحاب
اب نہین میرے لکو تاب باد بہار پھر چلی

اے مہ آسمان جاہ تجھسا نہین ہے جگمگاہ
لیکے فلک چراغ ماہ ڈھونڈھ پھر اگلی گلی

مرے سفید آگیا دھبا خضاب کا لگا
فصل شباب ہو وداع فراق دے چلی

کیسکا دل ہو فگار ہوئے جانکی نثار
تیغ خرام ناز یار چال نئی نئی چلی

بھولکے کوئی دوستدار چاہے نہ ان حسینو کو
آپ ڈھونڈھو پھر دو لکھنؤ مین گلی گلی

جب بگڑتے ہین تو من نیکا وہ لیتے نہین نام
پھرون اپنا قدم یار پہ سر رہتا ہی

پیلا با ٹینگے موری مین کس گل کے یہ کیا
غنچونکی مٹھیونمین کس لیے زر رہتا ہی

مین وہ دیوانہ ہون جب فصل بہار آتی ہی
میرے ویرانے مین پر یونکا گذر رہتا ہی

وصل کی شب بھی نہین جین سے کٹنے پاتی
ہر دم آزردگی یار کا ڈر رہتا ہی

دیکھنے والے سمجھتے ہین عبث تارہ نظر
میری آنکھونمین ترا عکس مگر رہتا ہی

غیر کے بس مین **قلق** کیون نہو وہ سیمبدن
قابو یار مین گنجینہ زر رہتا ہی

شعلہ انگیز جو یہ سوز جگر رہتا ہی
خانۂ دلمین مجھے آگ کا ڈر رہتا ہی

اس لیے باز در چاک جگر رہتا ہی
دلمین اُنکا اسی رستے سے گذر رہتا ہی

برہمن بتکدہ مین شیخ حرم کعبے مین
جسکے جویان ہین وہ پاس آٹھ پہر رہتا ہی

سانپ کے کاٹے کی سی لہر اک آجاتی ہی
زہر گیسو کا بھی تازیست اثر رہتا ہی

خاک کو بھی مرے صحرائے طلب مین پس مرگ
صورت ریگ روان روز سفر رہتا ہی

وحشت عشق نے دی تیغ حوادث سے نجات
داغ دل آٹھ پہر سینہ سپر رہتا ہی

۱۵۶ انتخاب

بتون کو رام کرو دا غظ ضد کرکے
بھی ریجئے ہم ہی جائے ہیں ضد کرکے

ابھی سے بوسہ نہ بت ان کے فرض کیجئے
ہوئے ہین خلق یہ عشاق قرض کیجئے

تمہارے ہاتھ ہے عاشق کیا بھی کیجئے
رہے ہے بعض عجب کام کیجئے

تلاش نہ کر ہلال کی ہو دا کیجئے
ہوا ہے دیکھنے کو تو سو فا کیجئے

زبان دہن مین ہو گویا تری شنیدہ ہے
زنانہ عشق مین اک جرأت سے بچوڑا

اسے پیام کا پہنچے ہے یا مرے خود
ہوئے جہان سے رکھے ہے یا مرے پیدا

کیا ہے دشا ہون کی ان پہ مہربان ہمکو
کہ یہ نصیب ہے ہم آپ کی ہین

کلیم ہین ہم خدا کی دی وحشت سے ہم آپ کی ہین

شہید فیض جفا کر کے جسکو فرمایا
ہمارا خون بہا کر نہ رائگاں کیجیے
علاج ہو نہ سکے اُسکے درد مند کا
فلک سے اُترمیں مسیحا بھی گر دوا کے لیے
تو وہ ہو جان نواکت کہ زیب ہر دم غسل
جو لاویں حور دنکے رخسار رنگ کے لیے

قلق ہو آجکل ایسا رواج بیدردی
کہ درد ڈھونڈھنے سے ملتا نہیں دوا کے لیے

کھڑے جو شرم قامت کا یہ دم گھٹتا ہو
گھن لگا دیتا ہو پہ دل جلائے جو ہے
چیرتے ہی نہیں اہل ہوس کا کیا
پر تو حُسن کے تصور میں ترے اوز
اُس بت شوخ کو اندازے شوق زینت
جب کوئی ہاتھ بڑھاتا ہو کسی کے آگے
تیز رنگت ہوئے جھکی ہو ای غنچہ دہن

کیفیت پوچھتی ہو پہلے کہ جگر پھٹتا ہو
عشق گیسو میں بہت جلد بشر لٹتا ہو
یہ گھٹا وہ ہو جو پاٹے سے نہیں پٹتا ہو
دل مرا مثل گریبان سحر پھٹتا ہو
آئنہ تو نہیں سامنے سے ہٹتا ہو
فرط غیرت سے مرا سیر دن لہو گھٹتا ہو
باغمیں رشک سے رنگ گل تر کھٹتا ہو

اہل کمال اہوے ہین بے فیض بھی بہت
دیکھو گل قرین نہ ہو ہو نہ باس ہو

دعوی ہو اے قتیل مجھے ارباب فہم سے
اُس سے گلا نہین جو سخن نا شناس ہو

فرط گھنسے کچھ نہین دلکو ہراس ہو
ہلکو بہت اہو ہی تری ہمت کو اس ہو

شاید ہوے رقیب وہ ہم بغل کہین
ہو پہلو مین دل کچھ آج ہمارا اداس ہو

معشوق سے ہنسی ہی نہین خالی از مذاق
یہ بھی تو ایک طرح کا حاصل مساس ہو

رہتا ہو فصل گل مین بہت شغل مزاج
توبہ نہین شراب کی مینے کو راس ہو

کرتا نثار اُس چمن آرا پہ یہ مگر
کیا اور شے نہ تھی جو نثار گل کے پاس ہو

جب بہر سیر ابھارتے ہین ہم تو کہتے ہین
جی سست ہو کمال طبیعت اُداس ہو

گو صاحب لحاظ ہو پر بزم غیر مین
میرا کرے وہ پاس بعید القیاس ہو

لیکن یہ کہہ کے پیتے ہین دور خیر مین
ساقی سلامتی کا یہ تیری گلاس ہو

یا جی پہ شکل یف کا ظاہر ہوتا ہو
دنیا مین پردہ پوش شہر کا لباس ہو

فرقت مین بھی گذرتی ہی اپنی توڑھاڈھ سے
اندوہ ہمنشین ہو مصاحب ہراس ہو

جتلا کے ہمکو کرتے ہو سرسبز اپنی بات
آگے بتو تم ایسے کبھی ہٹ دھرم نہ تھے

کیونکر مین اپنے دلمین نہ دیتا تمھین جگہ
قابل تو تھے رہنے کے دیر و حرم نہ تھے

اور دونکو تو شہید کیا تیغ ناز سے
کیا ہم کیے ہوئے سر تسلیم خم نہ تھے

اسطرح شمع بزم نے طے کی عدم کی راہ
دیکھا تو راہ مین کہین نقش قدم نہ تھے

دلمین رہے جو نکی بدولت ہمیشہ داغ
اے عشق اس خزانے مین کتب درہم نہ تھے

اسطرح تھکو پھندے مین لانا نہ یاد تھا
آگے تمھارے زلف مین پیچ و خم نہ تھے

نالان تھے ہم جو آپ سے قید کی یاد مین
نالے ہمارے سرو گلستان سے کم نہ تھے

جب تمنے آزمایا ہمین پایا سر بکف
منھ موڑ جاتے وقت پہ ایسے تو ہم نہ تھے

کھلا تا حال سابقہ پڑنے سے مہربان
کچھ ہم مقابلے مین قیلو لے کم نہ تھے

کچھ رحم بھی مزاج مبارک مین قبل تھا
ایسے تو آپ مائل جور و ستم نہ تھے

جاؤ بلا تمھاری جو صدمے گذر گئے
دن ہجر کے بھی روز قیامت سے کم نہ تھے

لیتا ضمانت اور دنکی کیونکر مین آپسے
کیا معتبر حضور کے قول و قسم نہ تھے

آخر کی ہمین نہ یاد تھین امتحان کیوقت
آخر تمھارے چاہنے والونمین ہم بھی تھے

آتی دل سے بھی راہ ہو باریک تر جس کی
قیامت میں بآسانی گذر جاوے نہیں اُس پل سے

ہیں سے اُسکے ذرے تک اُڑائے جو رکھل اکسو
ہوا کو کیا جدا وت تھی آگی خاکی نشیں سے

قلق کچھ اور پڑھ اور پڑھ اسمیں یہ بل نرم کہتے ہیں
نہیں ہم سُنتے پائے شعر سب تعریف کے شل سے

ر نہ ہو گل ہمسری کو تا ہو تیرے دام کا کل سے
عنادل الکھڑوں کنگھی چھڑتی ہے سنبل سے

ہوئے گلشن عالم وہ انصاف اگر چیتے
جلاتی آشیانہ بلبلوں کا آتش گل سے

شاہ چلتے ہیں کاوہ مت بڑھانیکو
سواری آج تو نکلی ہے آگی کس تجمل سے

ہو ہامد رنگین رقم کیا لطف دیتی ہے
سُنے نغمے جو کوئی تو مرے گلشن کے بلبل سے

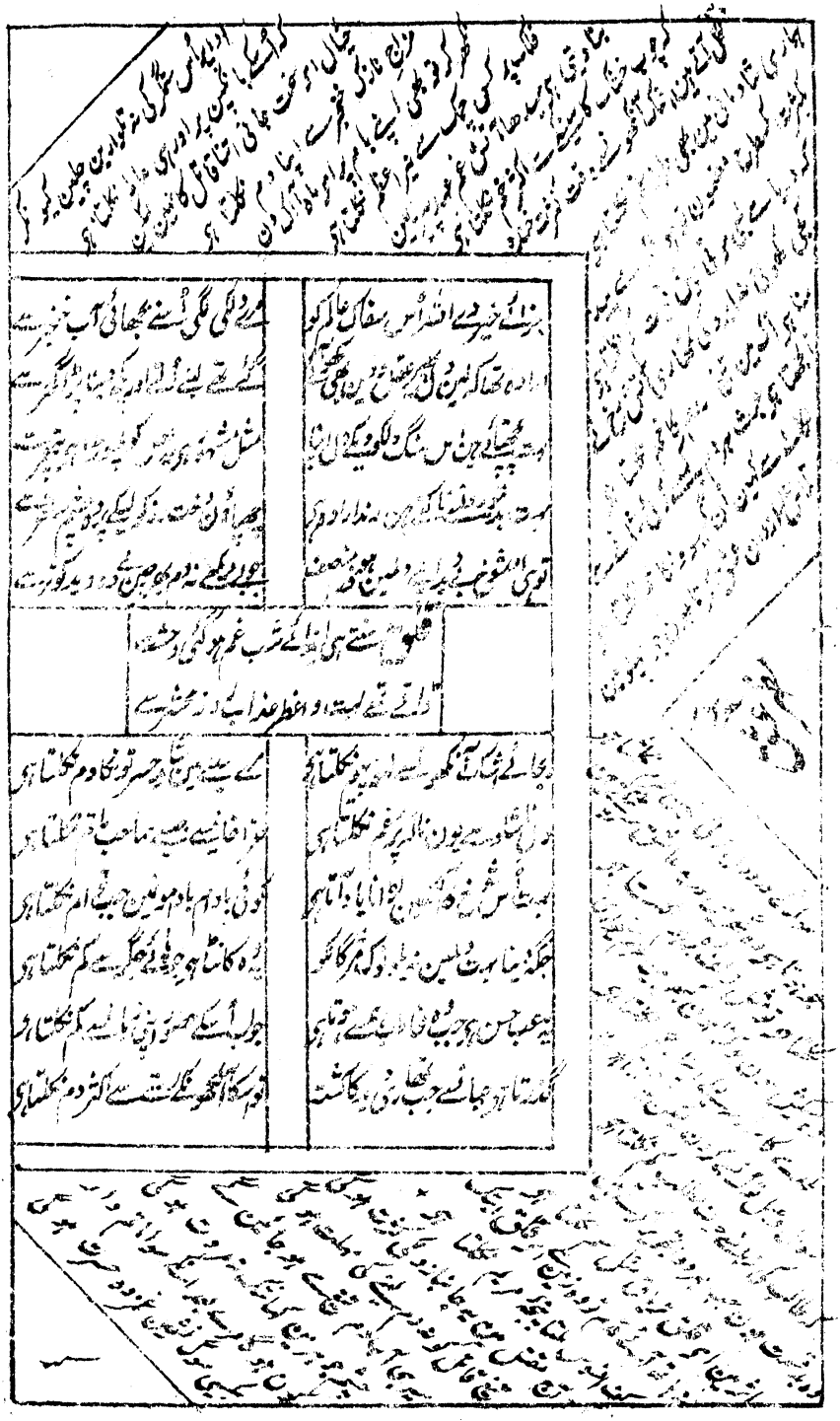
لگتی ہے جو ہاتھ میں تو سیر ہو گھر سے
گل کوچے سہاتے ہیں تری کفش کے گل سے

اگر ذکر سخن کے کان تک پہنچے تو سن لینا
کوئی بولا گویا فیض ہے یہ دریا بلبل سے

ہو کر بیا ہوں نہیں پھر نہیں آتی
ترقی کی نہیں امید ہرگز از تنزل سے

اگر تی ہو قدر افسوس ہے حسن کی
نہ گل کھولے پایا کوئی کرباس گل سے

وہ یوانہ ہوں نہیں ای پی ہوں نہ رشتہ
گریباں شیر ہوا ہوں نہ خیر کے غل سے



کر سکیگی مجھے میزان قیامت میں سبک
میرے پلے پر اگر آپکی رحمت ہوگی

دل بس کیطرح پھونک دے صیاد کا گھر
اتنی بھی آتش گل میں نہ حرارت ہوگی

سر محفل مری جانب سے شکایت نکرو
شرم آئیگی مجھے آنکو ندامت ہوگی

حسرت بے ملے کے دم بھر بھی ہونگے جانبر
تیغ ہجر انسے اٹھیگا جنھیں عادت ہوگی

پوچھتا پھرتا ہوں اپنے یہ مضطر ہیں
زندگی میں مری صبح شب فرقت ہوگی

کب تلک اس سفاکی بڑی ہرجائی ہے
رخصت اے ہاتھ سے دوڑنے کی فضیحت ہوگی

اپنے بسمل کا ترا بھی نگار رکھیے گا
میرے قاتل میں اگر کچھ بھی مروت ہوگی

جب تلک میرے اعمال کی دیوان میں
سر بسجود تری خورشید قیامت ہوگی

شام وصلت تو دھڑکا ہے مجھے فرقت کا
صبح ہوگی تو کہو کیا مری نوبت ہوگی

اتنی گھر کر شکوہ ہیں تیرے مشقت کرون
خواہش خلد میں مجھسے یہ محنت ہوگی

جسکے جیا ہیں یہاں بھیجیو وہ میدان کرین
کیا مرے آنکے وہاں بھی نہ عدالت ہوگی

خشک اگر دامن تر مہر کرم سے نہوا
تجھسے شرمندگی اے اشک ندامت ہوگی

میں تو یہ جان بھی ہیں تجھ پہ سمجھون قربان
ان بتونسے تجھیں امید عبث ہوگی

اے صنم تیری نزاکت سے یہ اندیشہ ہے
نہ کہیں منہ سے مرے تیرے زنار کھچے

یوں گیا پھاند کے ہر گھر میں یہ گل کھت
میرے دامن سے تہ خار سر دیوار کھچے

کبھی خاطر میں طبیعت سے کبھی بے قابو
ہر گھڑی مرد سپاہی سے نہ سرکار کھچے

چشم میگوں نہ تری کون کہ ہی ہے گر شمع میں کیں
مست ہے پیٹ میں مینا سے خمار کھچے

یکہ نہیں فکر جہات اس دل ناکر
کس قدر ہاں ہیں فلک کے ہیں نہ زار کھچے

بزم ہوا میں قیصو نے جو مجھ سے بگڑے
ہمراہ دو ہمارے رنگ دو چار کھچے

ال تجھے کے بلا اور کہی اک سر پر لی
دم کا کس میں تیرے گرد تار کھچے

کبھی یکسو ہوا گیسو و رخ کا جھگڑا
سالہا سال فتیلے کا فروزندہ رکھچے

بنا کریں گے ہم اک انجمن زمین کے تلے
کہ جمع ہیں سب اہل سخن زمین کے تلے

کئے ہزار دن ہی عیش و بہن زمین کے تلے
اکھڑ لے چوچھ نکلیا کیا چین زمین کے تلے

سدم ہی کوچ کی جا اور دو ہر منزل گاہ
مسافر وں کے لیے ہیں وطن زمین کے تلے

گئے وہ دن کہ پہاڑ اسنے کھود کر پھینکے
پڑا ہے خاکمیں اب کوہ کن زمین کے تلے

طالب دیدار رخ ہو نہیں تو وہ نہ لفیں دکھائیں
اگر کہوں دل کی میں آئے تو وہ سمجھیں بات کی

یا میں سنوا تا ہی سارے گلے خونکی دل انھیں
تاب آتی تھی کبھی جنکو نہ آدھی بات کی

اہ قمر آغاز نور حسن خط پر کرنہ ناز
چاندنی رہتی ہی تھوڑی پہلی رات کی

ضبط آہ سرد و گریہ سے نہ کیوں دم پر بنے
ہم ہی کیا تکلیف دیتی ہی ہر اک من رسات کی

بیٹھتے کعبے ہی میں یا دیر میں کرتے مقام
اہل قلق کیا مفت تھے ایمان و خیالات کی

لو آسمان تجھ کے ذرا کچھ ملال دے
ظالم ہماری حسرت دل تو نکال دے

آغاز کا نہ وصیان نہ فکر آل دے
مومن کو دے خدا تو بس اتنا خیال دے

جتنی محبت آتے ہی ہمکو انھیں نہیں
کیونکر کسی کے دل میں کوئی دلکو دل سے

شاع ملیح یان یہ دم فکر شعر ہو
شمع سخن کو نور کے سانچے میں ڈھال دے

اسکی جفا و نے ہیں و فا ئیں مری سوا
یا تو مقر ہو یا وہ جواب سوال دے

خلاق آسمان و زمین مہر اگر کرے
ماند بدر ذرے کو اوج کمال دے

طاؤس و کبک کہتے ہیں وہ دیکھکر خرام
اللہ دے تو مثل بشر چال ڈھال دے

چھپا نہیں نہیں چھپتا ہے حسن و لکش عالم
کہیں ہو دیکھنے میں اچھی صورت آ ہی جاتی ہے

سکھا دیتا ہے اقبال آدمی کو نیک و بد آخر
یہ دولت ہو وہ شے شان ہدایت آ ہی جاتی ہے

توجہ معنوی نفع سے خالی نہیں ہوتی
ہوا کے گوشۂ دامان ولایت آ ہی جاتی ہے

تیم دیدہ جو ہیں وہ ذکر آفت سے بھی ڈرتے ہیں
قلق نام شب فرقت سے وحشت آ ہی جاتی ہے

حال ان کا کبھی پوچھے سے بھی پیارے نہ ہوئے
غیر پیارے ہوئے تم حیف ہمارے نہ ہوئے

چلئے انصاف پہ شکوہ نہیں اے نام انصاف
غیر پیارے ہوئے اور ہم تمھیں پیارے نہ ہوئے

کب میں خمخانۂ میں سویا کہ نہ آیا تو یاد
کب ترے دیدۂ گریاں کے ہزارے نہ ہوئے

غرق اشکوں میں مرے کب نہ ہوئی کشتی چرخ
ہمسر ماہ کب آہوں کے غبارے نہ ہوئے

کونسے دن نہ بھرا دامن گلچین نگاہ
کب میسر گل رعنا کے نظارے نہ ہوئے

تیری افشاں پہ تصدق افضل کرتا ہی ماہ
آسمانکے مرے قابو میں ستارے نہ ہوئے

غرق گرداب بلا ہوتے ہزاروں نوحل
شکر صد شکر وہ دریا کے کنارے نہ ہوئے

اے **قلق** تم رہو ثابت قدم راہ وفا
خیر پاپوش سے وہ گر چہ تمھارے نہ ہوئے



اپنے سائے پر عبث مغرور ہے تو اسقدر
ای ہما سلطان عالم اپنا ظل اللہ ہے

سحبت سلطان نے دل از بسکہ آئینہ کیا
سادہ رو یونہین تبرک بندۂ درگاہ ہے

ہیبت و رعب و عدالت کی صفت کیا کیجئے
عدل کسری جود حاتم حکم نادر شاہ ہے

فی الحقیقت ہے زیارت بندگانی کا سبب
دولت و یدار سلطان یان زر تنخواہ ہے

طول گیسوئے رسا کی ہو سکے کیونکر صفت
جسکے آگے رشتۂ عمر خضر کوتاہ ہے

جانتے ہین شاہ کے جانباز جانبازی کو کھیل
جنگ کا میدان بھی گویا ایک تماشا گاہ ہے

جان کسکی ہے جو ٹھہرے روبرو ہنگام غیظ
شیر گردون کو بھی عزم حیلۂ روباہ ہے

مثل موسی غش کرین کیونکر نہ خوبان جہان
عشق منزل طور کے صوت تجلی گاہ ہے

رسے ہو یمن جان نثار جان عالم پر قلق
نیت خالص سے بندے کی خدا آگاہ ہے

مبتلائے غم و حسرت و آلام ہے
شاد دوون بھی ہم ای غم ابام ہے

ساقیا ایک ہین للچی جام ہے
مست دوون ہین ترے خاص سے تا عام ہے

عمر بھر خوخ و زلف سیہ فام ہے
کبھی کافر تو کبھی صاحب اسلام ہے

دنی فرصت اُسنے آرائش زلف و رُخ نے — منظر پایکے ہم صبح سے تا شام رہے

چمن و شہر مین ہاتھ آیا کرے صید مراد — دوش صیاد پہ فتراک سیو نکا دام رہے

بعد مردن بھی فلک دیوے آزار رہا — ہم تہ خاک بھی اک دن نہ بآرام رہے

بیخود حسن و ل آرام ہون ایسا ہی شوق — دلکو مجھسے نہ مجھے دلسے ذرہ اکام رہے

دلکو خواہش نہو کچھ اور بجز بادہ شوق — نشہ اُلفت ساقی گل اندام رہے

دشت و کہسار مین ہوم ایسی مچا دو وحشت — قیس و فرہاد کا باقی نہ ذرا نام رہے

قرض دے لینا بہار آتی ہی مفلس موہبت — میفروشونسے یہ داد و ستد وام رہے

سو گئے ٹکڑونپہ بسر کرتے رہے ہر خشک — عیش مین مست سدا رند و مے آشام رہے

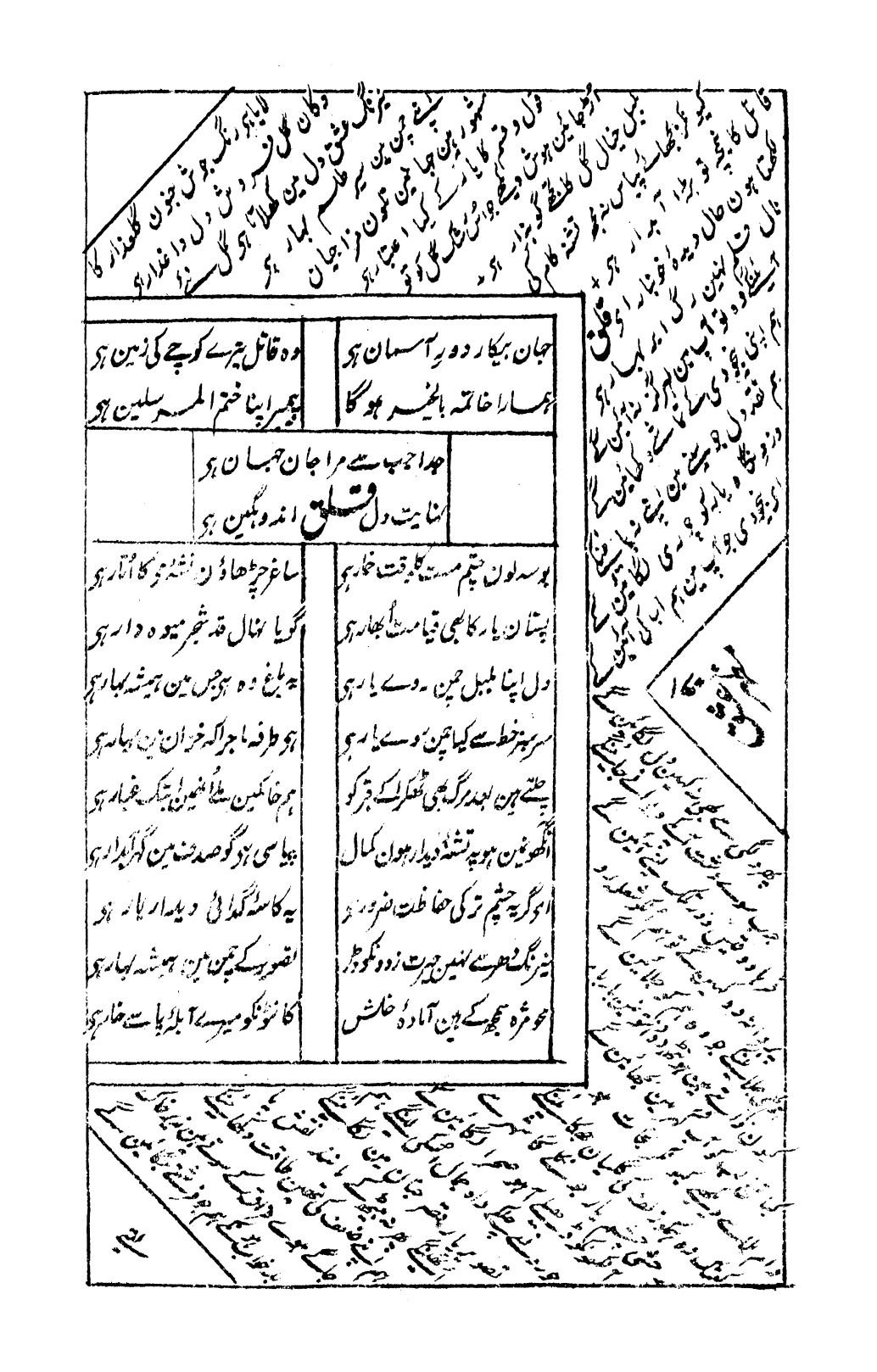
باغ عالم مین تہ حسرت ہی ہمین ای ساقی — تو بغل مین رہے کیف و مے گلفام رہے

اپنی تربت سے اُگا سنبل تر مر کر بھی — بستہ سلسلۂ زلف سیہ فام رہے

فیض جاری رہے عالم مین ترا او ساقی — تو رہے اور زمانے مین ترا نام رہے

ایک دن کوٹھے پہ آکر نہ جھلک دکھلائی — نگران دیر تلک ہم طرف بام رہے

مرتے دم دیکھے اسلام ہی سبحان اللہ — زندگی بھر تو قلق بندۂ اصنام رہے



لینے مین جنس دل کے تو عجلت کمال ہی — دینے مین نقد وصل کے برسون جھکائین گے
گرم خرام ہونگے اگر صحن باغ مین — انگارہ پیرہن کبک چمن کو لٹائین گے
سینہ سپر ہین عاشق جانباز سیر کو — تیغ نگاہ نازدہ کب آزمائین گے
اب کی تو ہجر یار مین ہم گور چھانک آئے — جیتے ہین تو کسی سے نہ پھر دل لگائین گے
اے شہسوار ناز یہ مٹتا ہی بار بار — تیرے سمند حسن کو ہم خود بنائین گے

ہم کیون اطاعت انکی کرین فائدہ **قلق**
کیا یہ بتان دہر خدا سے ملائین کے

جدھر سے ہو کے اے خورشید رو ہم تم بہم نکلے — ہزارون شاہ سے لبریز ہو کے دم نکلے
نہ تھے آگاہ سم جو سے خانہ نشینی مین — نکالا پاؤن ہمنے گھر سے جب باہر قدم نکلے
محرم مین تمنا تھی زیارت ہوگی جی بھر کے — الم لاکھون اٹھائے ہم نے جب انکے علم نکلے
لیے ہم وضع یکسو بیٹھے جیتے جی جنون مین بھی — نہ اپنے خانہ زنجیر سے باہر قدم نکلے
کیا جب امتحان قاتل نے اپنے سر فروشون کا — رہا بالا اٹھین کے ہاتھ جو ثابت قدم نکلے
مقابل کر کے اُنسے جوہری سب خوب پرکھ لے — گہر پیش دُر دندان بہت قیمت کے کم نکلے

یقین ہو کہ اس دن مجھے سطوت کی بھی سن لیگا
تو اُسکے آڑے آیا ہو تجھے جس نے پکارا ہو

سراسر ہے یہاں سودائے زلف یار میں یہ دل
تجارت میں متاع عقبیٰ کے خسارا ہو

وصال اک سمت محرم آخری دیدے سے رکھا
فراق اک نے کیا کیا ہمیں تم سا کے مارا ہو

ہے کس در پہ ترے رندۂ درگاہ کو حرمت
جسے تو نے بگاڑا ہو اُسے کس نے سنوارا ہو

ولا صبح شب وصلت نہ کر اتنا غم فرقت
ابھی تھا تیرے پہلو میں ابھی تو وہ سدھارا ہو

نہ قتل کرنے کیا تو آپ کاٹینگے گلا اپنا
خلق قاتل سے اپنے آج ہی کس دار انیارا ہو

وہ پری جان بھی لے لے تو گوارا کیجیے
نقد دل بھی ہو کوئی جان چہ یارا کیجیے

سخت جانیکا بھی احسان گوارا کیجیے
آج جلاد کا جی بھر کے نظارا کیجیے

جان مونٹھو نہ پہ ہو قصہ نہ خدارا کیجیے
عیسی لب کو ذرا اپنے اشارا کیجیے

چشم زخم آپکی شمشیر نگہ سے رہے دور
سر عاشق جو تصدق میں اُتارا کیجیے

ہم ہیں خلاق جانباز نہیں قصہ مونکی قسم
سر ابھی کاٹ کے گھڈین جو اشارا کیجیے

چشم باطن اگر اعجاز تصور سے کھلے
بند آنکھیں رہیں اور اُسکا نظارا کیجیے

ایک دن مجھ سے اے صنم خوش ہو کر ملے
خاکمیں سارے مرے ارمان اسی دم نکل ملے

کیا وہ خوش قسمت ہیں جنکو قدر دان مل ملے
ہم کو تو بے مہر و خو بیوفا اکثر ملے

کس قدر مشتاق قتل و قاتل عالم ہیں ہم
عید قربان ہو گلے سے گر ترا خنجر ملے

حد سے بڑھکر عجز بھی انسان کو کرتا ہے خراب
کی اُسی نے سرکشی جس سے بہت جھک کر ملے

قامت موزون جانا نکا جو میں دیوانہ تھا
خاک سے میرے بگولے سر قد اُٹھکر ملے

لکھ چکا جب اُس سپہر حسن کو میں خط شوق
چاند اور سورج لفافے کیلئے دیکر ملے

پائی جنسیت جو صحرا گرد لاغر میں ترے
بید مجنوں جب ملے مجھسے بہت جھکر ملے

کیا چمک افشانکی ہے مے سیاہ یار پر
اس سپہر حسن کو کس نور کے خنجر ملے

بارے سانتا تو دکھایا جذبۂ دل نے نور
آپ ہی روٹھے وہ مجھسے آپ ہی آکر ملے

ہم وہ منصف گلشن عالم میں ہیں اے باغبان
دین کفن بلبل کو پھولونکی اگر چادر ملے

زندہ شہرت وہ ہیں کوثر پر بھی یہ چلا ئینگے
کوئی ساغر ہمکو بھی یا ساقی کوثر ملے

وصف معراج شہ رسل کا جب لازم ہوا
میرے مرغ فکر کو جبریل کے شہپر ملے

کھینچ سکے موے میان یار کی اُس سے شبیہ
میرے بہزاد تصور سا جو صورتگر ملے

نہیں بخشے نہ بخشے دل کیا مرضی میں مالک کی
تو گر نہ اسکی رحمت کو تو در کار اک بہانہ ہی

جہاں سارے رہتے ہیں ہر دم ملک جن و بشر تو کیا
محمد و لشکر کے یار کا وہ آستانہ ہی

غناد ل کی صد کیا بوم بھی ہی جس جگہ عنقا
فلک اس گلشن ویران میں اپنا آشیانہ ہی

قفس میں درد و لے نالہ و فریاد کیا کیجے
پر اگندہ دماغ نازک صیاد کیا کیجے

قفس میں ہم صفیران چمن کو یاد کیا کیجے
دل شاد اکو دم بھر کی خاطر شاد کیا کیجے

ہزاروں قتل کر ڈالے ہیں کیا عادت ہی
قضا اپنی نہ تو شکوہ جلاد کیا کیجے

غنیمت دم نہ سمجھا مجھ اسیر نغمہ پیرا کا
کسی سے شکوہ بقدر ی صیاد کیا کیجے

ترحم کر کے عاشق پر وہ بت یہ سنکے کہتا ہی
گلے لگ جایئے بوسہ فقط اما د کیا کیجے

کسے محبوبکی فصد میں کھلتا ہی اسکو سودا ہی
تحیر ہی علاج وحشت فصاد کیا کیجے

دکھا دیتے ہمارا کچھ بھی لیکن بس اگر چلتا
مگر مجبور ہیں او بائی بیداد کیا کیجے

دم عرض ہائی سنکے وہ صیاد کہتا ہی
گر فتار آکے جو خود ہوئے آزاد کیا کیجے

خلش نو جوانی تھا عجب ایک وقت پیری
زمانہ خود فراموشی کا اپنے یاد کیا کیجے

خاطر پیر مغان توڑے بہر واعظ
توبہ مے کی نہ کھاتے جو قسم کیا کرتے

باز گشت اُنکے سوا اور کہاں تھی میری
مجھسے مجرم پہنہ کرتے جو کرم کیا کرتے

دشت مین تیس سے شوریدہ سری گھٹ رہتی
مسرکہ تھا جو بڑھاتے نہ قدم کیا کرتے

جان ہونٹھ پہ تو آ آ گئی دم گھٹ گھٹکر
اور تم اس سے سوا ناز مین دم کیا کرتے

کونسا خاک درمیکدہ پر لطف نہ تھا
ہم خرابات نشین مسند جم کیا کرتے

جان دی عشق مین اُس شوخ کے تنگ آکے قلق
یہ نہ کرتے تو بتاؤ تمھین ہم کیا کرتے

ادھر سے جاتے ہین اور آنکھ جو چراتے ہو
اُنھین کا تیر نگہ ہم مین لیکھ کھاتے ہو

ہمارا کاٹ کے سر دو کمال ٹادم ہین
کھڑے ہین دیر سے مقتل مین جھکائے ہوے

عنبر و عنبر و مشک و بنفشہ و ریحان
تمھارے سبزۂ خط پر ہین ہر کھائے ہوے

سرائے دہر یہ دم لینے کا مقام نہین
عدم کے قافلے والو قدم بڑھائے ہوے

ہماری خاک کی حسرت تھی دیدنی اُسوقت
چلے جنازے وہ پائے اُٹھائے ہوے

تمھارا کشتۂ مژگان کوئی نہین بچتا
یہ تیر ظلم ہین کس زہر مین بجھائے ہوے

کس جہین سے گذرتی ہے نذاست کی
سونے ہین خشت و خم کو سرہانے دھرے ہوے

خوف خزانے سوکھ گئے خار کی طرح
جب موسم بہار مین کچھ ہم ہرے ہوے

وہ رند ہلہ وکش ہین کہ ہمنے بدا بدی
خالی کیے ہین خم کے خم اکثر بھرے ہوے

جتنے وہ بات بات پہ ہمسے بگڑتے ہین
کھوٹے نہ اتنے وہ نہ کسی کے کھرے ہوے

سینہ سپر وہ ہم ہین کہ قاتل نے بارہا
خالی کیے ہین ہمپہ ترنچے بھرے ہوے

سب بکف ہین فیکھیے ہو کون سرخرو
قبضے پہ ہاتھ ہی وہ ستمگر دھرے ہوے

چشمان یار جو ہین مستی مین کسقدر
کیا یہ ہرن ہین سبزۂ مینا چرے ہوے

لایا نہ کچھ جواب پیام اور پیام بر
کیا گھنگنیان تھے منہ مین وہ اپنے بھرے ہوے

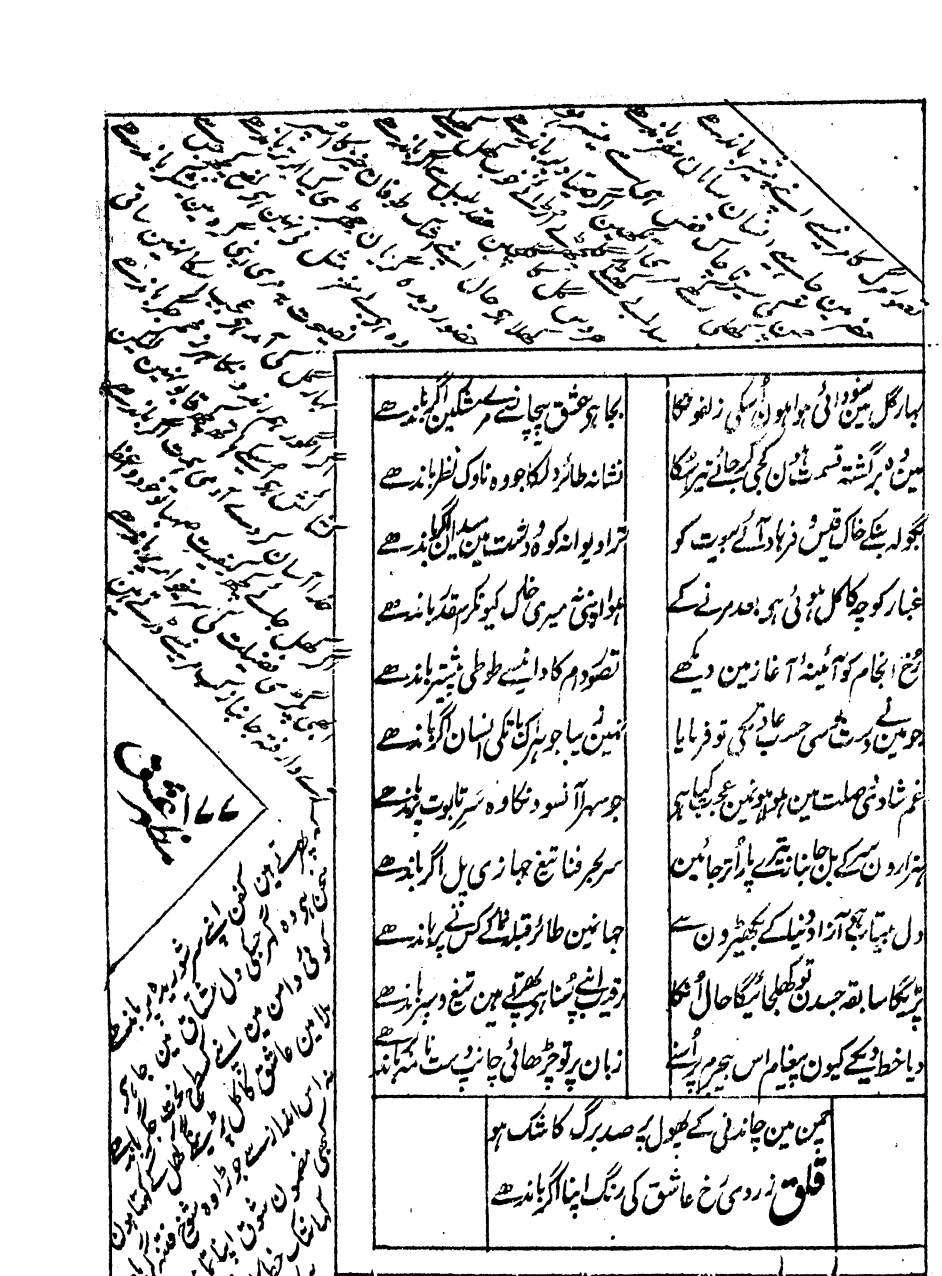
ڈالی ہی اپنے جلوے پر آنکھ اُسنے بارہا
ہین چاندنی کا کھیت یا ہو چرے ہوے

بیتابیان چھیڑ کر سر بازار ہم نہین
وہ کھوٹیان سنا ئین وہ ایسے کھرے ہوے

بوسہ دیا کبھی تو جلانے کے واسطے
وہ چار کلیان ہون مین کچھ غرغرے ہوے

گرمی عشق دیکھ ہمنے تر بغیر غسل
حمام دل کے ایسے بلند الجرے ہوے

خالی ہوے ہین اس طفلان جوی جنون
وہان کوہ مین تو مین بھر بھرے ہوے



بہار گل مین سنو دانی ہوا ہون اُسکی زلفون کا
بجا ہو عشق پہچانے مرے مشکین اگر باندھے

مین وہ برگشتہ قسمت ہون کہ جی کر جائے تیر اُسکا
نشانہ طائر دل کا جو وہ ناوک نظر باندھے

بگولہ بنکے خاک قیس و فرہاد آئے سو یت کو
ترا دیوانہ کوہ و دشت مین سیدا کدھر باندھے

غبار کو چہ کا کل ہوئی ہو بعد مرنے کے
ہوا اپنی میری خاک کیونکر رہگذر باندھے

رخ انجام کو آئینہ آغاز مین دیکھے
تصور دام کا دانے سے طوطی پیشتر باندھے

جو مین نے دست عاجز سی حسب عادت کی تو فرمایا
نہین یہ ساجو ہر کہ تا کی انسان اگر باندھے

غم شادی مین صلت مین ہو ہو مین عجب کیا ہو
جو سہرا آنسو دنکا وہ سر تابوت پہ باندھے

ہزارون سر کے بل جانا ترے پاؤن پہ جا مین
سر بحر فنا تیغ جہازی پل اگر باندھے

دل بیتاب ہے آزاد دنیا کے بکھیڑون سے
جہا نہین طائر قبلہ ٹکے کس تے پر باندھے

پڑیگا سابقہ جسدن تو کھلجائیگا حال اُسکا
رقیب اپنے سُنا ہے پھرتے ہین تیغ و سپر باندھے

دیا خط دیکے کیون پیغام اس بیمہر پر اُسنے
زبان پر تو چڑھائی جا نہ پست نامہ باندھے

چمن مین چاندنی کے پھول پہ صد برگ کا شک ہو
قلق زردی رخ عاشق کی رنگ اپنا اگر باندھے

نہین کھلتا دکھاتا ہو فلک رنگ گون ہم کو
قلق جیسے تماشائیکی بازیگر نظر باندھے

کچھ عرض حال کی نہین حاجت کریم سے
واقف ہو خوب و مرے حال سقیم سے

آئی نہ مل کے اُس گل تر کی شمیم سے
اتنا گلا ہو باغ جہان مین نسیم سے

جلئے سے میرے یار ہو خوشنود اگر مرا
بجھون فزون جحیم کو باغ نعیم سے

وہ ہون فقیر مست تکلف سے عار ہو
برلون کبھی نہ شال مین اپنی گلیم سے

پیر و تمھارے رکھتے ہین آج اتنا دسترس
چاہین تو بھین لین ید بیضا کلیم سے

ہوتے نہین مطیع حسینان روزگار
توڑینگے اس طلسم کو ہم لوح سیم سے

درکار ہو نجف مین جو جاروب روشنی
عیسیٰ سے لین نفس ید بیضا کلیم سے

پیاسا ہون آب تیغ سے سیراب جلد کر
جلاد مُنھ نہ موڑ ثواب عظیم سے

کیونکر نہ عجکو ہو در گوش صنم عزیز
اُلفت خدا بھی رکھتا ہو طفل یتیم سے

جلتا ہون مثل طور مین اس رشک سے ہنوز
کیا نخلے مین باتین ہوئین تھین کلیم سے

ہو سینہ باغ کوے صنم مرکے تا نصیب
کی ہو کے غبار نے سازش نسیم سے

ادب دیکھو جو سوے دشت جاتا ہی غبار اپنا
بگولا پیشوا لینے کو بیتابانہ آتا ہے

فنا ہر حال عارض کے جو عاشق ہین سبب یہ ہے
ادب کرنے ہمین پیر یا جو کوئی دانا آتا ہے

ہمین بھاتی نہین چینتین شیخ و برہمن کی
پسند طبع اپنے مذہب رندانہ آتا ہے

جو پامالی سے بچتا ہے تو یا لا مارا جاتا ہے
مری قسمت کا خوب نقشہ دمادم پر وانہ آتا ہے

تو وہ ہی شمع بزم گل رخان او قاتل عالم
تری محفل مین سر پھیل کر پروانہ آتا ہی

دل وارفتہ پر آتا چلا ہی کب اس بت کا
مے کعبے کے استقبال کو بتخانہ آتا ہے

جلو مین لشکر طفلان تماشائی ہی اک عالم
تری شوکت تیرا ای پری دیوانہ آتا ہے

گذر کر مرا اسکی گلی مین پھاٹک کھانیکو
رقیب وسیہ مثل سگ دیوانہ آتا ہے

وہان بستی بسانے مین ترے دیوانہ الفت
نظر جب دشت گرد مین کوئی ویرانہ آتا ہے

جلانے کو فقط ان واعظان خود فضیحت کے
قلق کعبے سے اٹھکر جانب بتخانہ آتا ہے

کس کس ادا سے نعش مری پائمال کی
انکی خرام ناز نے کیا مجسے چال کی

کیا کیا صفت بیان ہو اس نونہال کی
جوبن پہ ہے بہار ریاض جمال کی

شاہ و گدا ہین دونون اسیر ہوا حرص — اکمل کی فکر اسے ہو تو اُسکو ہو شال کی

قلق

آمد سنی جو اُنکی تو کس ذوق سے قلق
طیار ہان کین صبح سے شام وصال کی

ہمپر جو وہ کھنچے ہوے تیغ دو دم آئے — چلا کے اجل بولی کہ ہشیار ہم آئے
تھا خوف کہ گھر گھر کہین پڑ جائے نہ ماتم — درگاہ تلک اُن کے بمشکل علم آئے
امید کوئی فاتحے کی اس سے رکھے خاک — ہمراہ جنازہ بھی نہ جو دو قدم آئے
شاہونکی طرح شہر مین صحرائے جنونسے — مرتے ہوے دنکا سر بازار ہم آئے
سرگرم رہ دشت جنون ہو کوئی ہمسا — کیونکر نہ قدم لینے ہمارے درم آئے
ممتاج نہ خاک ہین اک سورۂ قل کے — شاہونکے نہ کچھ کام اُنشان و علم آئے
حجت سے نکیرین کی اُلجھا جو لحد مین — مولا کی صدا آئی نہ گھبراؤ ہم آئے
دکھلایا نیا شورش خلخال نے عالم — بے جان تو زندے ہوے مردے نہین دم آئے
ہر گس کو ہے اُن آنکھو نسا آنا کوئی افسون — سنبل مین نہ اُن گیسو نے پیچ و خم آئے
اب منفعل جو رہین ہنگام عیادت — آئے بھی تو دم دینے کو وہ مرتے دم آئے

عشق عشاق کو تعلیم وفا دیتا ہے
طرز بیداد حسینوں کو سکھا دیتا ہے

پہلی منزل ہے کڑی قافلہ رہنا ہشیار
یہ جرس قافلے والوں کو صدا دیتا ہے

کوئی آئین وفا اٹھ نہیں سکتا اس سے
کون دلکو ادب عشق سکھا دیتا ہے

قتل کر ڈالیگی آرائش قاتل اک روز
یہ مرے خون کی دے رنگ حنا دیتا ہے

خضر شوق ہمارے دل سودائی کو
راستہ کوچۂ گیسو کا بتا دیتا ہے

گھٹا اٹھتی ہے تو بادہ گلگوں سے ہمیں
جب کرم پیر خرابات جھکا دیتا ہے

گرم بازاری خونریزی سفاک رہے
تیر اجان باختہ یہ دلسے دعا دیتا ہے

اور تو رند و نسے چلتا نہیں بس واعظ کا
دختر رز کا مگر عیب لگا دیتا ہے

سچ ہے خورشید قیامت میں غضب ہوگی تپش
شاہدی یار کا نقش کف پا دیتا ہے

کار آب گل سے لیتا ہے جو وہ چاہتا ہے
دانہ سوختہ کو نشو و نما دیتا ہے

کسی نعمت میں نہیں پاتے ہیں ایسی لذت
بوسہ جو اُن لب شیریں کا مزا دیتا ہے

آسرا نسے بھی سوا کوئی ستمگار نہیں
حسرتیں خاک میں سب دلکی ملا دیتا ہے

دل غم کو جو چھیڑو تو وہ کیا نالاں ہو
جام خالی کو بجاؤ تو صدا دیتا ہے

کھل گیا ہی جب سے نظر وہین رخ کللون پاک
ہر گل تر چشم بلبل مین ہی برگ خار ہی

رحمۃ للعالمین پیدا ہوے ہین جس جگہ
ابر رحمت اس مکان کا سایہ دیوار ہی

مُنکے اُس عرش شفاعت کا تو لد ہو لے سب
اب جہاز امت عاصی کا بیڑا پار ہی

دیکھکر اعجاز ہین ایسے پھر لائے نہ ہین
سچ ہی کیا ان بت پرستون پر خدا کی مار ہی

دہر مین برسا ہی جب سے تیز ابر تیغ عدل
سرد بازار فساد و فتنہ و اشرار ہی

رب دین سے مائل اسلام کافر ہی نہین
لب پہ ناقوس کلیسا کے بھی استغفار ہی

جس سے تو راضی ہی شاہا اُس سے راضی ہو خدا
جس سے تو بیزار ہی اُس سے خدا بیزار ہی

اہی سپہر دین نہین ہو جو یہ اتنا فروغ
مہر و مہ مین بھی ترا اک پرتو انوار ہی

صاحب بینش تو کیا بھٹکے نہ رستہ کو کبھی
راہ شرع پاک ایسی صاف و ہموار ہی

حسن محبوب الٰہی کی پڑی ہی جیسے دھوم
تختہ بند اُس سے تا تک مصر کا بازار ہی

دوست جتنے مین وہ ہین امید فیض باغ خلد
دشمنو کو آپ کے خوف عذاب نار ہی

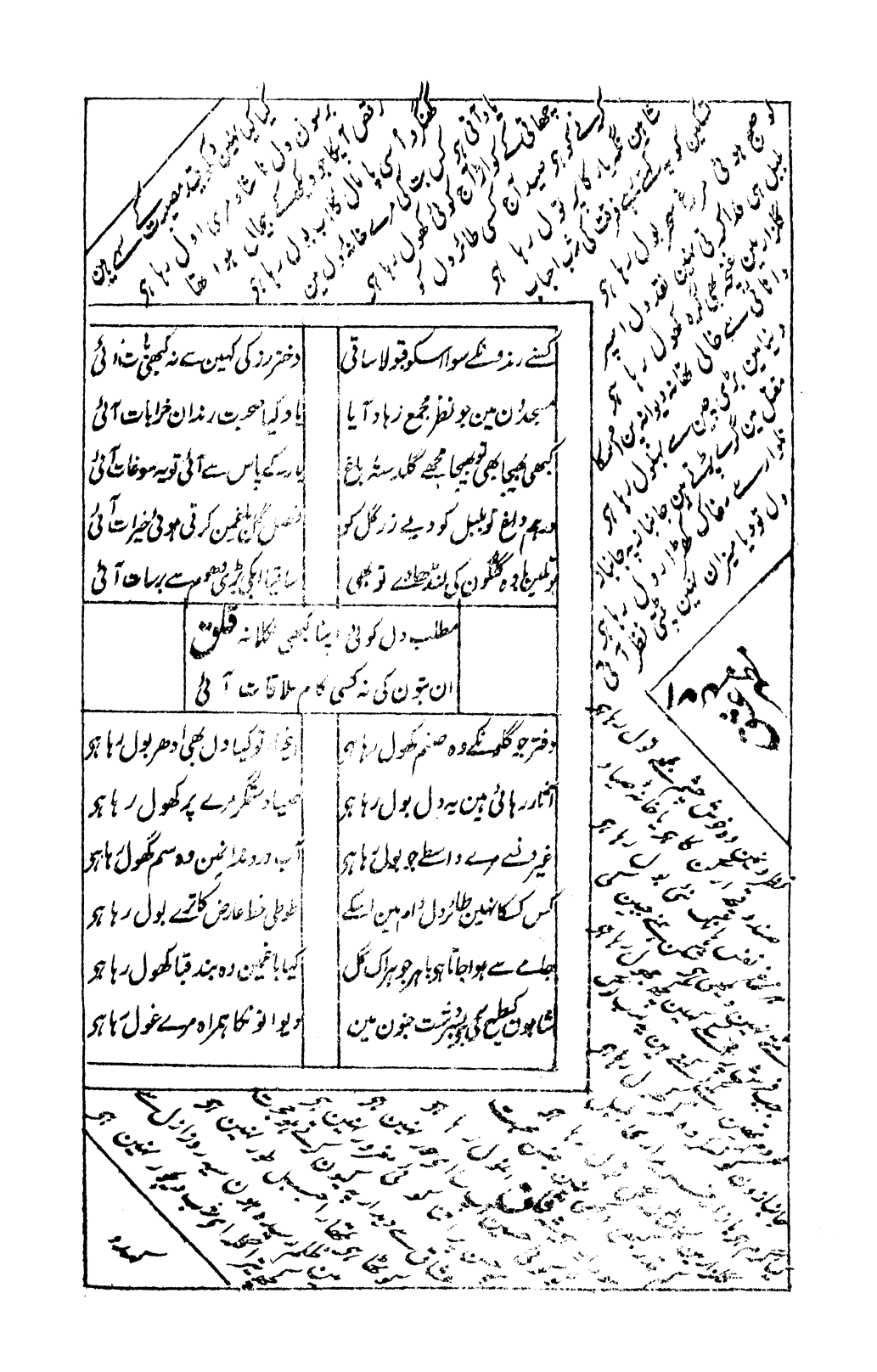
معجزہ شق قمر سے کوئی روشن تر نہین
تیرہ دل کون اُس سے ہی افزون جسے انکار ہی

اور دمندون مین لب جانبخش کے مین ہی نہین
جیسی ہر یم بھی ترے عشق کا بیمار ہی

زلفیں اٹھائے شوخی سے کہنے لگا وہ شوخ — اللہ رے جھجھ دونوں مرے شانے رہ گئے
نہ ناز سے اُنہی نے کیے اور تو رہا — ہمسے جو تھے امیر وہ دیوانے رہ گئے
کی ہمسری جو گوہر دندان یار سے — محبوب ہو کے موتیوں کے دانے رہ گئے
ساقی کا حسن دیکھ کے میکش ہوئے یہ مست — ہاتھوں میں سب کے ہوئے پیمانے رہ گئے
اس شعلہ رو نے پھیر لیا جونہی نقاب — حیران شمع حسن کے پروانے رہ گئے
اندر کا جنمیں جمع اکھاڑا تھا کل ہوا آج — دیوٹے رہنے کو وہ پریخانے رہ گئے
مسمار مسجدیں ہوئیں قسمت سے رندوں کی — باقی خراب ہونے سے میخانے رہ گئے
ہر دل عزیز وہ ہوں مرے سر شریک حال — اپنے تو کیا نہ وقت پہ بیگانے رہ گئے

دنیا دو فیس تو نہ ہے لیکن اسی **قلق**
اکثر فقط کے انکی خاطر میں فسانے رہ گئے

تصور رخ و زلف سیاہ کسکا ہو — خیال آپکو شام و پگاہ کسکا ہو
دل اسیر ستم داد خواہ کسکا ہو — یہ صید زخمی تیر نگاہ کسکا ہو
آلہی کون سا دل سوختہ کرا ہو — فلک پہ چھایا ہوا دود آہ کسکا ہو



کہدو یہ طبابت سے آنکھ بیت نہ فرمائیں
اچھا ہو دولت یہ وہ رنجور نہیں ہے

ہمچشمی جاناں کبھی آہو نہ کرے گا
نرگس کی طرح لکھنؤ میں موذن نہیں ہے

دکھلا لیں فروغ اپنا مہ شب دو دن
بے پردہ ابھی وہ بت پر نور نہیں ہے

جز شکوہ ستم ایک سے بھی شکر نہ ہمنے
غمخوار کوئی آپ کا مسرور نہیں ہے

سن سنکے مرا تذکرہ کیوں کاٹتے ہو بات
تم جس سے ہو نادم یہ وہ مذکور نہیں ہے

داد اپنی نہیں پاتے ستم دیدہ تمھارے
اے باد شہ حسن یہ دستور نہیں ہے

پشتارہ خط شوق کا اٹھے تو اٹھائے
پیغامبر پیسا کوئی مزدور نہیں ہے

دلسے مژہ بار عبث کرتی ہو کاوش
سوراخ کے سزاوار یہ منصور نہیں ہے

ساقی کی تو جبہ ہی عبث دھو نہ پیئے
کھینچی ہے جس سے یہ وہ انگور نہیں ہے

کیوں طور کے مانند جلاتے ہو دلوں کو
سرمہ جو لگاتا تھا تمھیں منظور نہیں ہے

دل دیکے کریں شکوہ بیدردی دلبر
ارباب محبت کا یہ دستور نہیں ہے

ملنا ہو تو ملنا وہ قیامت نے کریں ترک
یہ طرز ملاقات کا منظور نہیں ہے

یوسف سے حسین مول لیا کرتا تھا کل تک
کوئی آج مشتاق صاحب مقدور نہیں ہے

۸۵ اشتیاق

یہ جستجوے کم مین ہمین ہوئی دفعت
کہ بال سے بھی جو باریک تھی وہ راہ چلے

ہوئی نہ غیر دنکے جھڑکنیسے ساعت حال
پر حضور سے محروم داد خواہ چلے

تری کتاب مین ہے شہسوار حکم جو ہو
ہر انبیا بھی ہمراہ گرد راہ چلے

گر مست اُسکے تو امید ہو گر یہ شرم
کہ پاک آئے تھے آلودۂ گناہ چلے

کبھی سے طینت ظالم بری نہین ہوتی
نہ عید ہی مین کبھی دانی سیاہ چلے

چلا جو شہر سے صحرا کو مین تو وحشی ہین
تو مجھپہ خود بخود اڑ اڑ کے سنگ راہ چلے

یہ صید دل بھی ہو مشتاق اے کمان ابرو
ادھر بھی کوئی ترا اوک نگاہ چلے

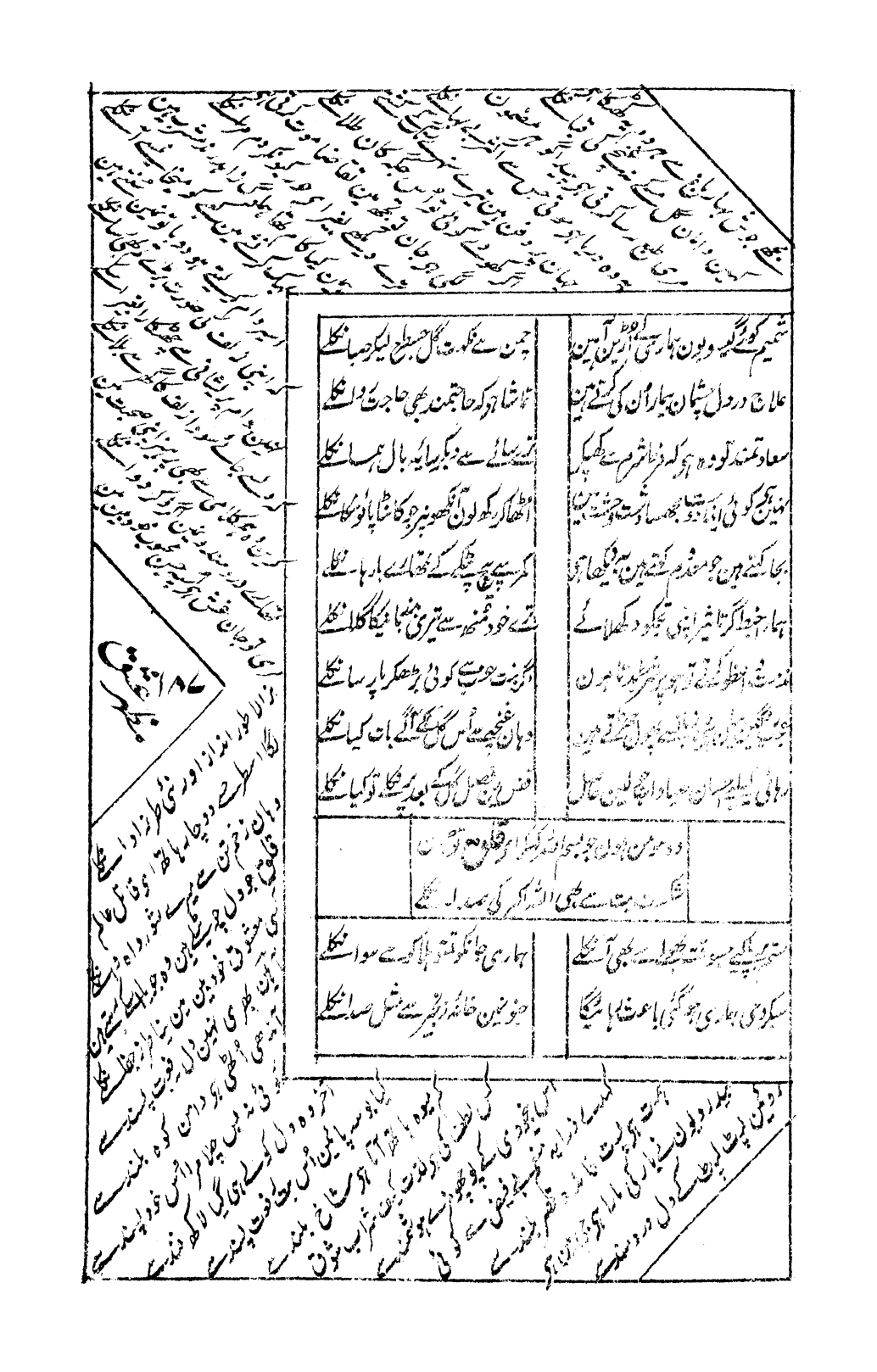
تمام عمر نہ لے نام رہنمائی کا
خضر اگر مرے دست جنونکی راہ چلے

جو لیچلا ہمین جلاد سوے قربان گاہ
تو اس خوشی سے چلے ہم کہ عید گاہ چلے

قلق خدا کا بھی ان ظالمونکو خوف نہین
جبھی تو گھر کے ہاتھونسے داد خواہ چلے

گناہ گار چلے ہم کہ بیگناہ چلے
تو وہ اعظا نہی کہ اپنی تو ہم نباہ چلے

چلے جو وعظ سے رندانہ اپنی اوچلے
پیئے میکدہ وہ گئے خانقاہ چلے



انشا ہو مثل شیرۂ جان تو بنات دہشد — لین تم چاشنی ترے ہونٹھونکے قند سے
دیوانگان عشق کی کٹتی ہین ہتڑیان — غل ہی اسیر ہوتے ہین آزاد بند سے
او نچا مرا مزار نہ ہرگز بنا ئیو — نفرت تھی زیست مین بھی مکان بلند سے
او شہسوار مرکے بھی چھوڑا نہ تیر ساتھ — لپٹی ہی خاک دامن زین سمند سے
سونیکی ہتڑیان مرے پانو مین چاہئین — وابستہ دل ہوا ہی ترے دست بند سے
کیا کہا کٹے ہین شرم سے وہ نونہال باغ — جو بڑھ چلے تھے یار کے سرو بلند سے
فردائے حشر اٹھینگے وہی لوگ رہ نشید — داڑھی بڑھا کے بچگئے جو شیخ و بند سے
دلسوز تیرے ای صنم آتشین عذار — سیکھے ہین طرز نالۂ سوزان سپند سے
غوث ہمیشہ کرتے ہین نخوت شعار سے — ملتے ہین جھک کے ہمتو تواضع پسند سے
جاتے ہین نیکدیسے جو ہم مست بے پیے — شیشے پکارتے ہین صدائے بلند سے
وہ بدلا ہین زلف کے پیچ آدمی تو کیا — چھوٹے نہ پھنسکے دیو بھی اسکے کمند سے
او شہسوار لاکھ صبا نے اڑائی خاک — ذرہ نکل سکے نہ تمھارے سمند سے
مجھے جو دیکھا آنکھ نکو اسکے قریب لف — صید آہو دنکو کرتے ہین مشکین کمند سے

یہ وہ کالا ہی منتر ہی نہین ہی جسکے کاٹے کا — کبھی جانبر کوئی ہوتے نہ دیکھا لاگیسوے

نہ پوچھو کچھ جو تھا اس دلکی بیتابی کا حال اسوقت — کہ بزم غیر مین جب اٹھ گئے وہ میرے پہلو سے

ذرا ناداک دماغی وقت گلگشت چمن دیکھو — دماغ اسکا پریشان ہوگیا پھولونکی خوشبو سے

حقیقت مین بلا کی پیچ ہی اسکی ادا مین ہین — کسی دلکو سلامت پھرتے دیکھا کوئے لگیسوے

دم فکر سخن لکھون اگر وصف اسکی آنکھونکے — قلم لون شاخ نرگس سے سیاہی چشم آہو سے

نہین تسبیح چڑھاتا دیکھکر زخم جگر ہردم — ہوا دیتا ہی قاتل دامن شمشیر ابرو سے

بلا شک خوبرون نسار نور چوسین کرکے دن — تفاول یہ لیا ہی ہمنے تیرے مصحف ہو سے

اگر منظور حرت اس دل سودا زدہ کی ہی — ہوا دیتا ہی قاتل دامن شمشیر ابرو سے

وہ بسمل ہون جو یار نگین مجھے صیاد کی نخجیر — دم گریہ گلے مین پڑ گیا ایک پھندا آہو سے

ہوا مین کس طرح آلودہ لب کی رہتی ہی لالان — زبان برگ سوسن کیون نہین لگتی ہی تالو سے

حباب آسا بہار عمر ہی بے مے گلگون — **قلق** آواز آتی ہی یہ گلشن مین لب جو سے

چاہتا ہون گشت دلکی یہ امداد رہے — کہ مرا طرح مرے دام مین صیاد رہے

اتنا تو ضعف سے کوئی گھلتے سُنا نہیں
یار رہ گیا ہو کیا تن بے استخوان مجھے

گمنام ہونگے میں ٹہرے ہیں خود ہی شکار
کارِ قبر کا نہیں اپنا نشان مجھے

باغ جہاں نہیں طائر نکہت کیلئے
آوارہ عشق ہوں نہیں فیضِ مکان مجھے

دل لیکے معشوق نے لیا تعجب ہے شرط
کرتا ہے ہر نفس نئے کاروان مجھے

ایا نہ لے لے اپنے تئیں کہیے وہ خطا
بھائی کی کہہ دیا کہ ہوتے بنان مجھے

سُن سُن کے درد دل مرا کہتا ہے ہر کوئی
کیا ہوا ہے یار کوئی مقتدر خوان مجھے

ہوں نالہ کش ہر ایک نئے مرثیے میں نئے
الفت نے کر دیا ہے مرا دفتران مجھے

ایسا میں بار ہو گیا انکو نہیں فنا
رہنا نہیں ہے جاتے ہیں تو آسمان مجھے

کرتا اسر گوشہ نشین ہیں پہ ہم
صیاد دیتا دام سے آشیان مجھے

احسان ضعف ایکطرف امر جنون عشق
کھینچے ہیں تر استخوان مجھے

حسن وفا دکھاؤں گا اسوقت امر قلق
معشوق مل گیا جو کوئی قدردان مجھے

باقی نہ حجت ایک دم اثبات رہ گئی
ثابت کیا جو اسکا دہن بات رہ گئی

چند غزلین اور رباعیات اور مفردات جو حال مین تصنیف ہوئی ہین درج ذیل ہوتی ہین

غزل اوّل

خط نازد دلفریبی جو صنم رکھتے نہین — کعبے ہی خوشتر ہو اے شیخ ہم رکھتے نہین

ای پری تیرے دیوانے ہین پابند وضع — خانۂ زنجیر سے باہر قدم رکھتے نہین

میرے ہی دم تک تمھارا شوق خونریزی رہے — بچہ اپنا وہ اب ہم بھر علم رکھتے نہین

اک نگاہ مہر تو کر دیتی ہے دم مین مالا مال — کون ہیرے تجھ سے جو چشم کرم رکھتے نہین

شیشۂ دل کیطرح سے ہم بھی ہین نازک مزاج — لے چلا کر بزم ساقی مین قدم رکھتے نہین

نفع ہو الفت کے سودے مین کہ نقصان صریح — ایسے موقع پر خیال بیش و کم رکھتے نہین

بات کرنے غیر سے دیکھین تمھین اور دین طرح — خو مسلم ہو بلا اصل اتنا ضبط ہم رکھتے نہین

ساقیا ایسے ہین مستغنی گدائے میکدہ — خواہش جام جم و پروائے جم رکھتے نہین

اے غرہ حسن پر ہر دم فلک پر ہے دماغ — مہرباں تجھ سے مہ و پروین ہم رکھتے نہین

غزل سوم

واہ ری نازکی مزاجی غیر ہی سب سے نجات — تجھسے بڑھکر کوئی معشوق اور ہم رکھتے نہین
عیش کرتے پھرتے ہین عہد جنون عشق مین — شادومان سب طرح سے ہین کوئی غم رکھتے نہین
کاہ پر تاثیر کو چلتے سر کے بھل رہ کیا کرین — ضعف سے پہلے کی طاقت و قدم رکھتے نہین
وصلہ ہمکو خریداری یوسف کا ہی آج — گو کہ ہین اپنے کچھ دام و درم رکھتے نہین
کیونکر حبشی پنڈلیان ہین اگر آہو تو کیا — وہ مردہ لوہے وہ ناف و شکم رکھتے نہین
قرض سے ہوتی ہی کسدل میفروشونکی نجات — پھر وہ کیونکر ہین سخت جبر ہم رکھتے نہین
یا شفیع المذنبین کونین مین تیرے سوا — دوسرا کوئی وسیلہ اور ہم رکھتے نہین
لکھتے ہین جب خط شوق شکر مین ہوتا تمام — ہاتھ سے اپنے کبھی کلک قلم رکھتے نہین
ہمتو دیوانے ہین اُسکے جو ہمارا دلمین ہو — شوق دیرو مسجد و محراب و حرم رکھتے نہین
کرتے ہین عمی خدائی کا یہ ہر کونات پر — خصلت بندہ نوازی تو صنم رکھتے نہین
ٹھوکرین کھاتا جو ہو تقدیر مین لکھا ہوا — سر کشان دہر سر کو اس سے خم رکھتے نہین

ع فقیر واللہ وہ ایمان سے ہین بے نصیب
ویسے جو لوگ الفقر فخری دام رکھتے نہین

دھرا نہین جگر درد مند عشق پہ ہاتھ
حضور گور پہ حاتم کی لات مارآئے

ہے مدعا مطلب تھا کچھ اور مگر
برائے سیر تماشائے روزگار آئے

کہے سنا ئیکو کہتا ہی بار بار وہ شوخ
کہ کوئی جاکے ذرا دیکھنا کہار آئے

غرور حسن کہان تک چھپائے پھرے گا منھ
بہت قریب ہین وہ دن بھی ہی نگار آئے

کرونگا عرض یہ عشر مین جب طلب ہوگا
کہ تیرے آگے ترا کیا گنہگار آئے

جناب حق مغان کا کرینگے دھوم سے عرس
ہم اپنے آپ مین اک دن جو بیکبار آئے

سنا ہی پیر فق نذر نقد دل اپنا
فقیر خانہ الفت مین جسکے ہاتھ آئے

مجھے جو لوگ آکر دیکھتے ہین میرے بستر پر
گمان قاتلہ کا کرتے ہین اس جسم لاغر پر

ہمارے قتل کی نالش کرنا اس ستمگر پر
اٹھا رکھا ہمنے دعوے خون روز محشر پر

عزیز و جان دی ہمنے چشم مست دلبر پر
ہمارا فاتحہ دینا تو گلگو نکے ساغر پر

نہین چلتا کسی کا بس اس زمانہ مغبر پر
اثر کرتے نہ دیکھا سحر کو چشم فسونگر پر

ادا لے تیز رفتاری بلا لے جان عالم ہی
گلے لپٹے ہین لاکھون مرے قاتل کے خنجر پر

فارغ اتنا کہان جو اُٹھ سکے در دولت — کیا بالفرض اگر سایہ ہلے دیوار پر
وہ ہین فی آبرو ای زاہد ہم سیکھے والے — نماز اگر پڑھین قدسی ہلے دامان تہ پر
جب آگاہ ہو تا گرمی تپہائے ہجر انسے — کوئی اسپند تھوڑا سا چھڑک دو میرے بستر پر
شب مہتاب مین ہو میکشی کی روز کیفیت — اگر مینا گلابی ساقیا ہو ساغر زر پر

یہ خود ہی کو دکان سنگ سے چھیڑ کرتا ہی
قلق پتھر پڑین ایسے جنون فتنہ پرور پر

غزل چہارم

منہ سے مجھ پیار مین آکر وہ ملا دیتے ہین — کشتۂ حسرت وصلت کو جلا دیتے ہین
جنس دل ہمتو نہین مفت لگا دیتے ہین — اسپہ بھی دیکھتے ہین ہمکو وہ کیا دیتے ہین
جب نقاب رخ انور وہ اُٹھا دیتے ہین — جلوۂ قدرت اللہ دکھا دیتے ہین
رہرت داں فاصادق الاقرار ہین سب — منہ سے جو کہتے ہین وہ کر کے دکھا دیتے ہین
مائل قتل جو پاتے ہین اُسے تو بے عذر — پیش قاتل سر تسلیم جھکا دیتے ہین
ہمتو چیونٹی کو بھی تکلیف نہین نا مقدور — کون وہ لوگ ہین جو دل کو دکھا دیتے ہین

آزمائے پہ ہین غش پر ہنین اتنے اس سے | جان نثاران وفا جان لڑا دیتے ہین

خود فروشی سر بازار جو لاتی ہی انھین
خلق اک بھیڑ خریدار لگا دیتے ہین

متفرقات

لب لعل وہ گلرنگ سے دلکا پیالا ہی | وہ مسکیش ہین کہ جسنے خمر زر کو گھر مین ڈالا ہی

کیا پوچھتے ہو مجھسے کہ کیون آبدیدہ ہون | معشوق خوبرو ہو تو مین بن رسیدہ ہون

چمن مین صبا پوچھین کبھی گے ہم اسیرونکو | سلام شوق کہدینا ہمارے ہمصفیرون کو

کیا عذر معصیت کے کرون حضور سے | واللہ شرم آتی ہی اک اک قصور سے

ہجوم اپنے سکان دلمین ہی جو شوق بیحد کا | ہوا ہی گوش زد مژدہ یہ کسکی آمد آمد کا

قاتل کا پنجہ جو کئی بار اچٹ گیا | مین سخت جان فورا ندامت سے گھٹ گیا

کیا کیا مد امتحان مین ہم سرخرو رہے | تیغ نگاہ یار تری آبرو رہے

وطن چھڑوا کے وحشی اتنی ایذا دے نہ قسمت مین | پلے ہین لکھنؤ والے کنار نازو نعمت مین

ناز سے پامالی کرتے ہین | پامالون سے چال کرتے ہین

۱۹۵ انجمن عشق

کیونکر تو کر یگا نہ مجھے سوائے قیامت
سمجھے ہے کیا ہی انجمن آرائے قیامت

کچھ تم نہیں جو ایسے ہم سے بگڑ گئی
ہو جائیگا ملاپ جو تقدیر لڑ گئی

کیا کیسے آکے دہر میں کیا کام کر چلے
نادم ایکہ ہشت خیال کا بدنام کر چلے

کرنیکا جو نہ کام تھا وہ کام کر گئے
فرہاد و قیس دونوں بڑا نام کر گئے

دو گئے دن جو ہنستے تھے سارے حباب
اجمل دشمن جانی ہیں ہمارے احباب

یاد ہیں اک کف رنگین کے جگر جلتا ہو
آتش رنگ حنا سے مرا گھر جلتا ہو

رحمت تری اے آئینہ آرائے قیامت
بھائے ہی دیگی مجھے سوائے قیامت

جان الفت گیسو سے کس آفت میں پڑی ہو
جب دیکھیے ایک تازہ بلا سر پہ کھڑی ہو

پوئی نہ اسکے ہاتھ سے رحمت جہان سے
اس سرزمین پہ ہم رہیں یا آسمان سے

بیچ میں بولنے والے بھی غضب ڈھاتے ہیں
آتش غیظ پہ لوگ اور بھی بھڑکاتے ہیں

کس قیامت کی ادا ہے یا تیری چالمیں
شور محشر کا ہو عالم شورش خلخال میں

ستم ہی مجھ پہ کیا اور بانی بیداد کرتا
کبھی کچھ کچھ تو پاس خاطر ناشاد کرتا

جو دو گھڑی کے لیے بھی وہ بام پر جاتے
نگاہ خلق سے شمس و قمر اتر جاتے

ہرد م نہ **قلق** نالہ و فریاد کرو | مالک جو تمہارا ہو اُسے یاد کرو
اب آتی ہو آواز یہ انشاء اللہ | قید غم و ہم سے اسے آزاد کرو

رباعی

رنجور ہوے ہین مجھسے جو عصیان عظیم | اس تیغ الم سے جگر و دل ہو دو نیم
برسن منگر بر کرم خویش نگر | مجرم کوئی مجھسا ہو نہ تجھسا ہو کریم

رباعی

اگاہ ہین خوب اپنی حالت سے ہم | اک خاک کی مٹی پہ یہ الطاف و کرم
امید نہ کیونکر ہو جو تو یہ فرمائے | این بندۂ خاک را نہ بخشم چکنم

رباعی

یارب تری وہ فیض رسان ہو درگاہ | پھرنا نہین محروم کوئی حاجت خواہ
غیر و سے کردن سوال تیرے ہوتے | لاحول ولا قوۃ الا باللہ

رباعی

مالک کی خوشی کا نہ کوئی کام کیا | جو کام کیا قابل الزام کیا

رباعی

دل از تو چہ گویم کہ چہ ہا ے خواہد
ز منصب و شاہی نہ لوا میخواہد
پروائے دگر ہیچ ندارد الا
از تو دل مشتاق ترا میخواہد

رباعی

چون من نشوم گرم ثنائے احمد
کس نیست شفیع سوائے احمد
بینید بروز حشر انشاء اللہ
باشم بہ دامان لوائے احمد

رباعی

در شہر مدینہ چو بود مسکن ما
زین بہ بجہان نیست دگر مامن ما
دانیم کہ یا بیم مراد کونین
گر قبر در پاک شود مدفن ما

رباعی

ای بادشہ ملک قناعت مددے
وے خسرو اقلیم کرامت مددے
بر درگہ تو بپائے لنگ آمدہ ام
اے شیر نیستان ولایت مددے

تمام شد

تقریظ مطبوعۂ سابق ریختہ قلم اعجاز نگار منشی غلام محمد خانصاحب سابق اڈیٹر اودھ اخبار

حسن پرستان سخن کو صلا اور یاران فن کو مژدہ ہو کہ پرستان معنی کی پری آتی ہی ہو صورت
پرستان زمان بلکہ اہل پرستان کو شرماتی ہی حسن وجمال سے پریرویون کے ہوش بھلاتی ہی
تصورت پرستون سے کہو کہ صورت پرستی چھوڑین معنی آشنا بنین معاشرون سے کہو کہ بادہ مستی
چھوڑین پارسا بنین ذوق صہبای سرتاسر تنکامی اور کدورت کی نشانی ہی حلاوت رومی
شوق معانی ہو جس سے عقل کو افزایش فہم کو گنجایش ہوش کو درستی حواس کو چستی
ناتوان کو توانائی ناشکیب کو شکیبائی حصول ہوتی ہی کیفیت شراب طبائع رندان بدمشرب کو
قبول ہوتی ہی صافی طینت پاک طبیعتون کے لیے دخترز حرام ہی الحمدللہ کہ مین مسلمان ہون
مجکو تقلید شاعری منظور نہین پاس اسلام ہی وہان یہ ہو سکتا ہی کہ شراب طہور کا ایک جام اور ۱۹۹
حوران خلد کا پیام سنون تو اُسکے خیال سے ہی بے بادہ مست ہو جاؤن اور پھر کچھ نہ کہہ سکون
فرماؤن لاحول ولا قوۃ ای ہرزہ درایہ کیا ہرزہ درائی ہی کیا تو نے یہ خوشخبری نہین پائی کہ
حضرت یارالسلطان آفتاب الدولہ مہرالملک خواجہ ارشد علی خان بہادر شمس جنگ عرف
خواجہ اسد المتخلص بہ قلق کا دیوان چھپا ہی اور اُس سے یہ سب مدعا حاصل ہوتا ہی تو کیسے
اب تو ہمہ بے پر اُڑے جاتے ہین اور اقلیم سخن مین پہونچکر وہان کی سیر اور شاہدون کا
مشاہدہ کرآتے ہین ارے میان کیا کہتے ہو چپ نہین رہتے ہو یہان آؤ ہم بتلائین اور کلیہ
امید وصال جاوید کی نوید سُنائین سنو مینو سواد شہر لطافت بہر لکھنؤ مین ایک مقام حضرت گنج
ہی اُسمین ایک مطبع منشی نولکشور نکاغم غلط کرنیوالا اور دافع رنج ہی اور اگر وہان جاؤگے ضرور نا مراد پاؤگے یہ سُنکر مجکو ہوش آیا اور اپنے تئین بہت آگین مسرت قرین پایا دیکھتا کیا ہون

کہ میرے مجلد دیوان خلق موجود ہو اور برگ و رق مفقود ہو آنبکہ ایک مدت دراز سے ذوق
کو انتہا شوق کو ابتدا تھی بیتابی دل حد سے سوا تھی آرزو کا روزگار کھنتا تھا تمنا کا ہمیشہ
خون ہوتا تھا دیکھتے ہی جان مین جان آئی خواہش قلبی نے شکل مراد دکھلائی دیدۂ دل
نے نور و سرور پایا روح پر فتوح نے لطف تازہ اُٹھایا ع اینکہ مے بینم بہ بیداریست
یا رب یا بخواب + اُس وقت حالت وجدانی مین یہ حسب حال مصرع یاد آیا ع یار در
خانہ و من گرد جہان می گردم + اڈیٹر صاحب آپ نے تو بڑی لمبی چوڑی تقریر توصیف
کی اور کلام خلق کی کمال تعریف کی مگر آپ کیا سمجھے کہ اسمین کیا ہو اور اُسکا ہر شعر کس
رتبہ کا ہو مانا کہ آپ وقایع نگاری مین ہوشیار یا منتخب روزگار ہین مگر یہ کیونکر تسلیم کرین کہ
دقایق آوری مین بھی کامل العیار ہین ہان بعض بعض شخصون سے سُنتے ہین کہ آپ بھی
کبھی اس دریا مین غواصی کر چکے ہین دامن خیال گوہر مقصود سے بھر چکے ہین مگر تارک لذات ۲۰۰
کے لیے کیا مزا مثل مشہور ہو کہ سادھون کو کیا سواد۔ اسی قیاس پر ہم کہتے ہین کہ افسردہ
دلون کی کیا داد بقول ذوق ع افسردہ دل کے واسطے کیا چاندنی کا لطف + ہان صاحب
جسکو ع ہو ہم اس گوہر شاہوار کی قدر کو نہین پہچان سکتے ہرگز نہین جان سکتے اسیواسطے
کچھ بھی اسکی تعریف مین تو عمل نہین ہوا مگر مور خانہ خیالات دراکی مین بلا شک داخل نہین
ہوا گویا یہ تقریظ سب تقریظون سے نرالی ہو خوبی شعر اور صفات شاعر کا اظہار اسلیے فضول
متصور ہوا کہ اُنکی ذات اس سے مستغنی اور کمال فن سے پایگاہ عالی ہو منصف مزاج جب
پڑھینگے خود دیکھ لینگے کہ یہ گرامی منش ستودہ روش کیسا کیسا روشن بیان سحر زبان
باریک خیال شیرین مقال اور باکمال ہو اہل لکھنؤ تو اُن کی قابلیت کے پہلے ہی سے
قایل ہین اسمین کیا قیل و قال ہو البتہ اخلاق خاص اور فیض عام جناب منشی نولکشور صاحب

والا مقام نیکنام قابل ستایش ہو کہ اُن کے مطبع نے ایسی کتاب چھاپی اور شتاب چھاپی یا آگے جب تک نطق و سخن رہے اور آمیزا لطف نو کہن رہے آمرو سان یہ معنی کا جو بنا بصد تمکین و ناز اور کمال کلام کا اعجاز رہے یہ مطبع دنیا میں نیک نام و سرفراز رہے اور اخبار مضامین عالی سے شاخ سدرہ تک بلند پرواز رہے ۵ یا خدا مقبول این گفتار باد ۵ تا جہان باشد او دہ اخبار باد ۵

قطعۂ خاتمۂ دیوان خلق مطبوعۂ سابق ریختہ قلم جواہر رقم محمد انوار حسین تسلیم سہسوانی

خلق کو لکھنؤ میں خلعت نے سخن
وہ ہے مہر اوج سپہر کلام
وہ اقلیم معنی کا ہے بادشاہ

زمین سخن استوار رہے بلند
ہے مہر فلک کی نہ سیپ نگاہ
ہر اک نقطہ ہے غیرت مہر و ماہ

جو مصرع ہے اُڑتا ہوا عرش پر
پریشان کا دیوان پہ ہے اشتباہ
کہ عاجز ہو دریافت سے انتباہ

ہر ایک صفحہ مسودا غ دماغ
گر غوطے کھا مر گیا غواص فکر
بحر غزل کی نہ پائیگا تھاہ

کہے کوئی اس سے نہ فرعونیان
عدو گر سنے شعر ہو دل میں درد
کہے واہ وا کی جگہ آہ آہ

چھپا ہے یہ دیوان ایسا کہاں
نہ تھا آگرہ نقطہ اُبھرے ہوئے
نہ زنہار کاغذ پہ جمتی نگاہ

یہ مطبع کے صفحا کا ہے فیض عام
کہ ہو خاص و عام لطف فضل آپ
وہ ہو شاہ اقلیم تو فقیر و جاہ

وہ ہے موج فیض و کرم
امیر و غنی کے ہیں شیدا چاہ
وہ مشہور ہے ہمت سے تا فراد

مرا قول ہے مثل اسکے کبھی
ہوا ہے نہ ہوگا کوئی خانہ خواہ
جگہ مرثیے کی ہیں صاحب کلاں

ثنا گستری اسکی ہاں دہ کرے
کہ ہو علم کی جسکو کچھ دستگاہ
حساب عدد سے سپید و سیاہ

ہر اک اہل کا شاعر ہر شہری مکاں
نہ سمجھے کہ جو جانتا ایک ہو
اُسے عہد کا اپنے کرتا نباہ

ہمیشہ تہ دلسے منظور رہو
پڑھوں اک مطلع دعا میں شتاب
دعا سے مری ہو اجابت کی راہ

خدیو جہانگیر انجم سپاہ
نہ ہے جسکے آستانے پہ ہون و داد خواہ
رہے جبتک سبز برگ گیاہ

زمین پر رہے آسمان جبتلک | رہے جبتلک دے معنی کو راہ | سلامت رہے تو قیامت تلک | رہے گردن بخشش تری بارگاہ
رہے روز و شب پہ جرم غفیر | رہے بخشش وجود شام و پگاہ | رہے تیرا دشمن خراب و تباہ | رہے تیرا خوش و شاد و مند
ترے نیم عشرت میں ناظر ہوں شمس | رہے زہر و محفل میں سرگرم راہ | بڑھے عمر روز افزوں ترے عمر کے | گھٹیں جتنے سالوں کے سال و ماہ
جو بدخواہ ہو تیرا اسکے کبھی | نہو گفتن یا میں نہ سر پہ کلاہ | ہوا طبع دیوان مہ جون میں | کہ مضمون نقطہ نشان ہی گواہ
لکھا حالیہ شعر تاریخ میں | جو تسلیم سال عرب کی تھی چاہ | قلق کے سخن کا لکھیں وصف وہ | سخن سنج سنکر کہے جسکو واہ

قطعہ تاریخ مطبوعہ سابق تصنیف مولوی محمد فصیح اللہ تخلص وفا شاگرد میر وزیر علی صبا

گشت چو مطبوع کلام قلق | زیب دہد اگر کنم وصف او | کردہ وفا از پے سالش رقم | شاعر مشہور کلام بلند

خاتمۃ الطبع از کارپردازان مطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ یہ دیوان نادرۂ زمان تصنیف جناب آفتاب اللہ ولد خواجہ رشید علیخا نصاحب بیمار متخلص بہ قلق مطبع منشی نولکشور کانپور میں بہ سرپرستی رائے بہادر جناب معلی القاب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع ہذا ۲۰۲
دام اقبالہ باہتمام کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل اہتمٹ بماہ ستمبر ۱۸۷۱ع چوتھی مرتبہ چھپکر کمال اہتمام طرح نو ہوا

تاریخ طبع از موزع کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل اہتمٹ مطبع

چو دیوان قلق مطبوع گردید | نہ دمدا و حسن خوبیش داد | پے تاریخ سال ہجری داد | زتنزد کلک عاقل نظم استاد
۱۲۸۹ھ

تاریخ طبع از اسوۂ سخنوران مولانا محمد حامد علیخان حامد شاہ آبادی محافظ عمدہ تصحیح

کلام قلق شد چو مطبوع ایدوں | بصد حسن و خوبی بصد تزئین | دم طبع او سال تاریخ جوئی | رقم کرد حامد چنانکہ نظم نگین
۱۲۸۹ھ

ایضاً

ہر کہ دیوان قلق دید بگفت از انصاف | ہست سرتا بقدم نظم قلق دلچسپ
خامۂ حامد وارفتہ بسال ہجری | کرد فی الفور رقم نظم قلق دلچسپ
۱۲۸۹ھ

نام کتاب	قیمت
دیوان نعمت سروری۔	۱۴/ ۳ پائی
بہارستان اشعار۔	۱/ ۳
دیوان جرار۔ کلام میرزا حسین جرار۔	۳/ ۹ پائی
بہارستان سخن۔ مجموعۂ کلام استاد ناسخ آتش آباد	۷/ ۳ پائی
ترجمہ قصائد عرفی۔ موسوم بہ عجیب غریب	
از مولانا عبدالمجید خان۔	۱۳/ ۳ پائی
دیوان عاشق۔	۲/
دیوان ضامن۔	۲/ ۳ پائی
دیوان شایستہ پا سنج	۱/ ۸
دیوان چمنستان جوش۔	۱/ ۷
دیوان حمد ایزدی۔	۱/ ۳
دیوان نعتیہ۔ از مولوی احمد علی	۱/ ۳
مجمع الاشعار۔	۴/ ۶ پائی
چمن بے نظیر۔	۱۱/ ۶ پائی
گلدستۂ امانت۔	۱/
دیوان حیرت۔	۱/ ۷
گلدستۂ حفیظ اللہ خان معروف بہ شعار دلپسند	۱/ ۸
شرح ترجمہ قصائد عرفی از مولانا ابوالحسن	۱/ ۶
دیوان مناجات ہندی۔	۱/ ۷
نوشتۂ آخرت منتخب قصائد غزلیات حمد و نعت	۱/ ۸

مثنویات اُردو

نام کتاب	قیمت
مثنوی طلسم جہان۔	۱/ ۴
مثنوی بہارستان نادان۔ ترجمہ مثنوی غنیمت	۱/ ۶ پائی
مثنوی موجۂ غم۔ مع مثنوی مالۂ خزین۔	۹ پائی
مثنوی سعدین۔	۱/
مثنوی خورشید روشن۔	۹ پائی
مثنوی حیرات افزا۔ مع غزلیات پنجسن	۱/
مثنوی در صفت کشمیر۔	۱/
مسدس کریما۔	۲ پائی
مثنوی یوسف زلیخا منظوم۔ از استاد نگار	۱/ ۶ پائی
ترجمہ اُردو شرح یوسف زلیخائے جامی	۱/ ۶
مثنوی گلزار نسیم۔	۱/
مثنوی میر حسن دہلوی با تصویر۔	۱/ ۶ پائی
مثنوی دلاویز۔	۱/
مثنوی ردموز العاشقین۔	۱/
مثنوی حور جنان۔	۱/ ۲
مثنوی گلشن عشق۔	۷ پائی
مثنوی دریائے تعشق۔	۱/ ۲
مثنوی بلبل چرتر۔	۹ پائی

نام کتاب	قیمت
بارہ ماسہ برہ بارلیس	۲ پائی
بارہ ماسہ سندر کلی۔	۲ پائی
مجموعہ بارہ ماسہ رہاب بینی مادھو خیر اشاہ و مقصود بارہ ماسنگھ جدید۔	۱ر ۲ پائی
اندر سبھا امانت۔ مدی لال یکجائی۔	۱ر
قصہ جات نثر اردو	
الف لیلے باتصویر مترجمہ مولوی حامد علیخان تقطیع کلان۔	۸ر
فسانہ عجائب۔ جلی قلم باتصویر۔	۹ر پ
سرور سخن۔ بجواب فسانہ عجائب۔	۲ر۵ پائی
طلسم حیرت۔	۵ر
طلسم فصاحت قصہ عجیب و غریب فسانہ عجیب	۱۲ر
آرائش محفل۔ قصہ حاتم طائی باتصویر۔	۵ر پائی
ریاض تحقیق نادر شرح جدید سکندر نامہ بری۔	۱۴ر
داستان امیر حمزہ۔ باتصویر مسلسل ہر چہار دفتر۔	
قصہ جات نظم اردو	
قصہ شاہ روم	۲ پائی
قصہ شیخ منصور۔	۲ پائی

نام کتاب	قیمت
سنگاسن بتیسی منظوم۔	۱ر
گلزار ابراہیم قصہ ابراہیم ادہم۔	۲ر۳ پائی
پنچھنہ شیرین قصہ شیرین و فرہاد۔	۱ر۳ پائی
جوگن نامہ	۲ پائی
ایجاد رنگین۔ حکایات لطائف	۱ر
مجموعہ چوہے نامہ و بلی نامہ و افیونی نامہ از منشی بینی رام۔	۱ر
پدماوت بھاکھا اردو از ملک محمد جائسی جدید الطبع۔	۱ر۱۲
پدماوت اردو ترجمہ از فارسی شعر بشعر ملک محمد جائسی۔	۱ر۸
پدماوت اردو۔ از جبرت و عشرت	۱ر۳
فسانہ عجائب منظوم۔	۱ر
تلدمن اردو۔	۱ر۳ پائی
ہدیۃ الناظر۔	۲ پائی
قصہ حاتم طائی منظوم۔	۱ر۸
قصہ عابد و شیطان۔	۳ پائی
شیرین خسرو باتصویر	۲ر۹ پائی
پنجارہ نامہ۔	۳ پائی

۸۹۱۶ ۱۳۱۵ ۱۳۱۵ ۱۳۱۵
سال اول عمر

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۱۳۱۴

ق م

خواجہ ارشد علیخان

مظہر عشق

